(اردو ترجمہ)

سرّ الخلافة

تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

سرّ الخلافة مع اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم   وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

پیش لفظ

احباب جماعت کی خدمت میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء کتاب ”سرّ الخلافۃ“ اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ۔

حضرت اقدسؑ کی کتاب ”سرّ الخلافۃ“ کے عربی متن کا ترجمہ محترم مولانا محمد سعید صاحب انصاری مربی سلسلہ نے کیا تھا۔ عربک بورڈ نے اس ترجمہ پر نظر ثانی کی جس کے بعد اب احباب جماعت کے استفادہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

حکم و عدل حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ”سرّ الخلافۃ“ جو کہ فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے ۱۸۹۴ء میں تصنیف فرمائی اور روحانی خزائن جلد ۸ میں شامل ہے۔ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان باعث نزاع مسئلہ خلافت راشدہ کے بارہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کتاب میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ آپ نے دلائل قطعیہ سے ثابت فرمایا کہ چاروں خلفاء راشدین برحق تھے تاہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ کرام سے اعلیٰ شان رکھتے تھے اور آپ اسلام کے لئے آدمِ ثانی تھے اور آیت استخلاف کے حقیقی معنوں میں آپ مصداق تھے۔ نیز باقی صحابہ کرامؓ کے فضائل کا بھی آپ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اس کتاب میں عقیدہ ظہورِ مہدی کا ذکر کر کے اپنے دعوئ مہدویّت پر شرح و بسط سے بحث کی ہے الغرض مسئلہ خلافت پر یہ ایک بیش بہا کتاب ہے۔

اس کتاب کا ایک حصہ عربی زبان میں ہے۔عربی حصہ کا متن اوراس کے بالمقابل اردو ترجمہ درج ہے نیز قارئین کی سہولت کے لئے سرالخلافۃ کا اردو حصہ بھی شامل اشاعت ہے۔

عربی حصہ کے ترجمہ کے سلسلہ میں عربک بورڈ نے بڑی عرق ریزی سے کام کیا ہے۔ **فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء**۔بورڈ کے ممبران کے اسماء درج ذیل ہیں۔

ٹائٹل باراوّل کا اردو ترجمہ

یہ کتاب
شیخ محمد حسین بٹالوی
اور دوسرے علماء مکفرین
کے الزام اور افحام اور انکی
مولویت کی حقیقت کھولنے
کیلئے بوعدہ انعام
ستائیس روپیہ شائع ہوئی ہے
ستائیس دن بالمقابل رسالہ
بنانے کے لئے مہلت دی گئی ہے
اور یہ ستائیس دن روز اشاعت
سے محسوب ہونگے۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا

ھٰذا کتاب یحکم
بین الشیعة واھل السُّنّة و یھدی الی
الحق فی امر الخلافة وانه یقطع معاذیرالمخالفین.
و یبرز دقاریر المفترین ولا یستنکره الّا من لبس
الصّفاقة و خلع الصدق والصداقة واتبع الکاذبین

یہ کتاب اہل تشیّع اور اہل سنّت کے درمیان فیصلہ کرتی ہے اور امرِ خلافت میں حق کی طرف راہنمائی کرتی اور مخالفوں کے عذرات کا سدّ باب کرتی ہے۔ مفتریوں کی کذب بیانی کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کا انکار صرف وہی کرتا ہے جس نے بے حیائی کا لبادہ پہنا ہوا ہے اور حق وصداقت سے عاری ہے اور کاذبوں کی پیروی کرتا ہے۔

کتاب عزیز محکم یفحم العدا
فنحمد بارءنا علٰے ما اسعدا

یہ مضبوط غالب کتاب ہے جو دشمنوں کو لاجواب کر دیتی ہے۔
پس ہم اپنے خدائے باری کی تعریف بیان کرتے ہیں جو اُس نے یہ سعادت بخشی۔

وسمّیته سرّ الخلافة حجّة

بما جاء فی تلك المقاصد ارشدا

اور میں نے اس کا نام ''سرّ الخلافة'' رکھا ہے تا یہ ان مقاصد میں جو راہنمائی ہے اس کے لئے حجت ہو۔

ھذا کتاب سر الخلافة لمن یبغی سبل الثقافة
یہ کتاب ہر اس شخص کے لئے سر الخلافہ ہے جو ثقافت کی راہوں کی تلاش میں ہے۔

وقد طُبع فی المطبع ریاض الھند امرتسر فی الشھر المبارك محرم ۱۳۱۲ھ
یہ مطبع ریاض الہند امرتسر میں طبع ہوئی ماہ مبارک محرم ۱۳۱۲ھ میں

یا مُعطیَ الإیمان والعقل والفکر، نـحـضُر عتبتك بطیّبات الحمد والشکر، ونُدانی حضرتك بتحیات التـمـجـیـد والتـقـدیـس والذکر، ونطلب وجهك بقصوی الطلب، ونسعی إلیك فی الطرب والکرب. نـحـفـد إلیك ولا نشکو الأین، ونـؤمـن بك ولا نـأخـذ فـی کیف وأیـن. وجـئـنـاك منقطعین من الأسباب، ومستبطنین أحزانا للقاعدین علی السراب، والغافلین عن الماء المَعین وطرق الصواب

﴿۱﴾ اے ایمان اور عقل وفکر عطا کرنے والے! ہم حمد وشکر کے پاکیزہ کلمات کے ساتھ تیری دہلیز پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور تمجید، تقدیس اور ذکر کے تحائف لے کر تیری بارگاہ کے قریب آتے ہیں۔ اور انتہائی خواہش کے ساتھ تیری رضا کے طالب ہیں۔ خوشی اور اضطراب میں تیری طرف دوڑتے ہیں اور لپکتے ہوئے آتے ہیں اور کسی تھکاوٹ کے شاکی نہیں۔ ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور کسی بحث میں نہیں پڑتے۔ اور ان لوگوں کی خاطر جو سراب پر جمے بیٹھے ہیں اور آبِ رواں اور صحیح راہوں سے غافل ہیں،

والمستكبرين، الذين يبلعون الريق، ويرفضون الكأس والإبريق، ويُعادون الصادقين. يتركون الحقائق لأوهام، وما كانت ظنونهم إلا كمُخْلِفة أو جَهام، ولا يجيئون أهل المعارف إلا متكاسلين، ولا ينظرون الحق إلّا لاعبين. وهجَمَتْهم أوهامهم كالبلاء المفاجي في الليل الداجي، فصار العقل كالظلف الواجي، فسقطوا على أنفسهم مُكبّين. والتحصهم تعصّبُهم إلى الإنكار، وأسفوا على الواعظين، وولّوا الدبر كالفرار. وامتلأوا حشنة وحقدًا، ونقضوا عهدًا وعقدًا، وطفقوا يسبّون الناصحين. وما كان فيهم إلا مادّةُ غباوة، رُكّبَ بإثاوة،

نیز ان متکبروں کے لئے جو (معرفت) کے میناو جام کوٹھکرا کر تھوک نگل رہے ہیں اور راستبازوں سے دشمنی کرتے ہیں، ہم تمام اسباب منقطع کرتے ہوئے اوران کے غم اپنے پیٹوں میں پالتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہ اوہام کے لئے حقائق چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے واہمے محض ایسے بادل کی طرح ہیں جس میں پانی نہیں ہوتا۔ وہ صاحبانِ معرفت کے پاس کاہلوں کی طرح آتے ہیں اور حق کو محض کھلنڈروں جیسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے اوہام نے ان پر ایسا وار کیا ہے جیسے کسی تاریک وتار رات میں کوئی بلائے ناگہانی وارد ہو جائے۔ جس کے نتیجے میں (ان کی) عقل ایسی ہوگئی ہے جیسے کسی حیوان کا زخمی گھسا ہوا پاؤں۔ بنا برایں وہ اپنے منہ کے بل گرے ہوئے ہیں۔ ان کے تعصب نے انہیں انکار پر مجبور کیا۔ اور انہوں نے نصیحت کرنے والوں پر غم و غصے کا اظہار کیا راہِ فرار اختیار کرنے والے کی طرح پیٹھ پھیری۔ وہ بغض اور کینہ سے بھر گئے اور انہوں نے عہد و پیمان توڑ دیئے۔ اور اپنے خیرخواہوں کو گالیاں دینے لگے۔ ان میں کند ذہنی کے مادہ کے سوا جس میں چغل خوری کی آمیزش ہے اور کچھ بھی نہیں۔

فأداروا رحى الفتن من عداوة، وسفا تُرْبَهم ريحُ شقاوة، فبعدوا عن حق وحلاوة، وجلَوا عن أوطان الصدق تائهين. كثرت الفتن من حؤول طباعهم، وخُدع النّاس من اختداعهم. ربِّ فارحم أُمّة محمد وأصلِحْ حالهم، وطهِّرْ بالهم وأَزِلْ بَلبالهم، وصلّ وسلّم وبارِك على نبيّك وحبيبك محمد خاتم النبيين، وخير المرسلين، وآله الطيبين الطاهرين، وأصحابه عمائد الملّة والدين، وعلى جميع عبادك الصالحين. **آمين**.

أما بعد فاعلم أيها الأخ الفطن، أن هذه الأيام أيامٌ تتولد فيه الفتن كتولُّد الدود فى الجيفة المنتنة، وتضطرم فيه الأهواء كاضطرام النيران من الخُشُب اليابسة. وأرى الإسلام فى خطرات من إعصار هذا الزمان، وصراصر هذا الأوان.

تو انہوں نے عداوت کے باعث فتنوں کی چکی چلائی اور بدبختی کی آندھی نے ان کی خاک اڑا دی۔ جس کی وجہ سے وہ حق اور (اس کی) حلاوت سے دور ہو گئے اور سرگردانی کے عالم میں سچائی کے وطنوں سے بے وطن ہو گئے۔ ان کی فطرتوں کے بدل جانے سے فتنوں کی بھرمار ہو گئی اور ان کی فریب کاری کی وجہ سے لوگ دھوکا کھا گئے۔ اے پروردگار! امتِ محمدیہ پر رحم فرما اور ان کی حالت درست کر دے، ان کے دل پاک کر دے، ان کے اضطراب کو دور فرما۔ اور اپنے نبی اور حبیب خاتم النبیّین اور خیر المرسلین محمد ﷺ پر درود و سلام بھیج اور ان پر برکتیں نازل فرما۔ نیز آپ کی پاک اور مطہر آل اور آپ کے اصحابؓ پر جو ملت اور دین کے ستون ہیں اور اسی طرح اپنے سب نیک بندوں پر درود و سلام اور برکتیں نازل فرما۔ آمین

امّا بعد، اے برادرِ دانا! جان لے کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں فتنے متعفن مردار میں کیڑوں کے جنم لینے کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اس (زمانہ) میں خواہشات خشک لکڑیوں میں آگ کے بھڑکنے کی طرح، بھڑک رہی ہیں۔ مَیں اس زمانے کے بگولوں اور اس وقت کی تند و تیز ہواؤں کی وجہ سے اسلام کو خطرات میں (گھرا ہوا) دیکھتا ہوں۔

﴿۳﴾

قد انقلب الزمن واشتدت الفتن، وازورّت مُقلتا الكاذبين مغضبين على الصادقين، واحمرّت وجنتا الطالحين على الصالحين. وما كان تعبُّسهم إلا لعداوة الحق وأهله، فإن أهل الحق يفضح الخؤونَ ويُنجي الخلق مِن وَحْله، ولا يصبر على كلمات الظالم وجورِه، بل يردّ عليه من فوره، ويصول على كل مريب لتكشيفِ مَعيبٍ، وهتكِ سترِ المدلّسين. وكذٰلك كنتُ ممن أسلمَتْهم محبّةُ الحق إلى طعن المعادين، وانجرَّ أمرهم من حماية الصدق إلى تكفير المكفرين.

وتفصيل ذٰلك أن الله إذا أمرني وبشّرني بكوني مجدّدَ هذه المائة، **والمسيحَ الموعود** لهذه الأُمة، وأخبرتُ المسلمين عن هذه الواقعة، فغضبوا غضبا شديدا كالجهَلة، وساءوا ظنًّا من العجلة، وقالوا كذّاب

زمانہ بدل گیا۔ فتنوں نے شدت اختیار کر لی۔ راستبازوں پر جوشِ غضب سے جھوٹوں کی آنکھیں ٹیڑھی ہوگئیں اور نیک لوگوں پر بدبختوں کے رُخسار سُرخ ہوگئے اور ان کا چیں بجبیں ہونا محض حق اور اہلِ حق کی عداوت کے باعث ہے۔ اس لئے کہ صاحبِ حق خائن کی پردہ دری کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کی اس دلدل سے بچاتا ہے اور وہ ظالم کی باتوں اور اس کے جَور وستم کو برداشت نہیں کرتا بلکہ فوراً اُسے جواب دیتا ہے اور ہر شک ڈالنے والے پر اُس کے عیب ظاہر کرنے اور ملمع سازوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے حملہ کرتا ہے۔ اسی طرح میں بھی ان میں سے ہوں جنہیں حق کی محبت نے دشمنوں کی طعنہ زنی کے سپرد کر دیا اور جن کا معاملہ سچائی کی حمایت کی وجہ سے مکفرین کی تکفیر تک جا پہنچا ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب اللہ نے مجھے مامور کیا اور اس صدی کے مجدد اور اس امت کے لئے مسیح موعود ہونے کی مجھے بشارت دی اور مَیں نے مسلمانوں کو اس امر واقعہ کی خبر دی تو وہ جاہلوں کی طرح سخت غضبناک ہوئے اور جلد بازی کے باعث بدظنی کی اور کہنے لگے یہ کذاب ہے

ومن المفترين. وكلما جئتُهم بثمار من طيبات الكَلِم، أعرضوا إعراض البَشِم، حتى غلظوا لي في الكلام، ولسعوني بحُمَة الملام. ونصحت لهم وبلّغت حق التبليغ مرارا، وأعلنتُ لهم وأسررت لهم إسرارًا، فلم تزل سحبُ نصاحتي تبدو كالجَهام، ونخبُ مواعظي تزيد شقوة اللئام، حتى زادوا اعتداءً ا وجفاءً ا، وطبع اللّٰه علٰى قلوبهم فاشتدوا دناءةً وداءً، وكانوا على أقوالهم مصرّين. ولعنوني وكذّبوني وكفّروني وافتروا من عند أنفسهم أشياء، ففعل اللّٰه ما شاء، وأرَى المكذّبين أنهم كانوا كاذبين. وطردني كل رجل وحداني، إلا الذي دعاني وهداني، فحفظني بلمحاتِ ناظرِه،

اور مفتریوں میں سے ہے۔ اور جب بھی میں ان کے پاس طیّب کلمات کے پھل لے کر آیا تو انہوں نے اس طرح منہ پھیر لیا جس طرح بدہضمی کا مریض (کھانے سے) منہ موڑ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھ سے سخت کلامی کی اور ملامت کے ڈنگ سے مجھے زخمی کیا۔ میں نے اُن کی خیر خواہی کی اور میں نے انہیں ظاہر تبلیغ کرنے کے بعد پوشیدہ طور پر تبلیغ بھی کی اور کئی مرتبہ تبلیغ کا حق ادا کیا لیکن میری خیر خواہی کے بادل ابرِ بے آب کی طرح رہے۔ اور میری بہترین نصائح ان لئیموں کو شقاوت میں بڑھاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ ظلم و جفا میں بہت بڑھ گئے۔ اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ پس وہ کمینگی اور مرض میں بڑھتے گئے اور وہ اپنی باتوں پر مصر رہے اور انہوں نے مجھ پر لعنت کی، مجھے جھٹلایا اور مجھے کافر ٹھہرایا اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے افتراء کیں۔ پھر اللہ نے وہی کچھ کیا جو اس نے چاہا اور اس نے مکذبوں کو یہ دکھا دیا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور ہر شخص نے مجھے دھتکارا اور میرا تعاقب کیا سوائے اُس ذاتِ باری کے جس نے مجھے پکارا اور میری راہنمائی فرمائی۔ پھر اپنی نگاہِ التفات سے میری حفاظت کی

وربّانی بعنایات خاطره، وجعلنی من المحفوظین. وبینما أنا أفرّ من سهام أهل السُنّة، وأسمع منهم أنواع الطعن واللعنة، إذ وصلنی بعض المکاتیب من بعض أعزة **الشیعة** وعلماء تلك الفرقة وسألونی عن **أمر الخلافة**، وأمارات خاتم الأئمّة، وکانوا من طلباء الحق والاهتداء بل بعضهم یظنون بی ظن الأحبّاء، ویتخذوننی من النصحاء، ویذکروننی بخلوص أصفٰی وقلب أزکٰی، فکتبوا المکاتیب بشوقٍ أَبْهٰی وحرّةٍ عُظمٰی، وقالوا حَیَّ هَلْ بکتاب أشفٰی، یشفینا ویروینا ویهب لنا برهانا أقوٰی. ثم أرسلوا إلیّ خطوطا تترٰی، حتی وجدتُ فیها ریح کبدٍ حَرّٰی، فتذکرتُ قصّتی الأولٰی، ﴿۳﴾

اور اپنی عنایاتِ ذاتی سے میری تربیت فرمائی اور مجھے محفوظ لوگوں میں سے بنا دیا اور عَین اس وقت جب میں اہل سنت کے تیروں سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا اور ان کی طرف سے طرح طرح کے لعن طعن سُن رہا تھا کہ بعض معزز شیعہ حضرات اور اس فرقہ کے علماء کی طرف سے مجھے کچھ خطوط موصول ہوئے۔ (جن میں) انہوں نے مجھ سے خلافت کے بارہ میں اور خاتم الائمہ کی علامات کی نسبت دریافت کیا تھا۔ اور وہ صداقت اور راہنمائی کے متلاشی تھے بلکہ ان میں سے کئی ایک میرے بارے میں دوستوں کی طرح حسنِ ظن رکھتے تھے اور مجھے اپنا خیر خواہ قرار دیتے تھے اور نہایت مصفّا اخلاص اور پاک دل کے ساتھ میرا تذکرہ کرتے۔ تب انہوں نے انتہائی شوق اور بڑی چاہت سے مجھے خطوط لکھے اور کہا کہ جلدی کوئی ایسی کافی و شافی کتاب تصنیف فرمائیں جو ہمیں شفا بخشے اور ہمیں سیراب کرے اور ہمیں ایک مضبوط دلیل فراہم کرے۔ پھر انہوں نے مجھے مسلسل اتنے خطوط ارسال کئے کہ میں نے ان میں (حق کے لئے) دلی تڑپ کی مہک پائی۔ جس پر مجھے اپنے بارے میں (اہل سنت کا) سابقہ رویہ یاد آ گیا

وانثنيتُ أقدِّم رِجلا وأؤخّر أخرىٰ، حتى قوّاني ربّي الأغنىٰ، وألقىٰ في روعي ما ألقىٰ، فنهضتُ لشهادة الحق الأجلىٰ، ولا أخاف إلا اللّٰه الأعلىٰ، واللّٰه كاف لعباده المتوكّلين.

واعلم أن أهل السُنة عادَوني في شَرْخ شأني، والشيعة كلّموني في إقبال زماني، وإني سمعتُ من الأوّلين كلمات كبيرة، وسأسمع من الآخرين أكبر منها، وسأصبر إن شاء اللّٰه حتى يأتيني نصر ربّي، هو معي حيثما كنتُ؛ يراني ويرحمني وهو أرحم الراحمين. ورأيت أكثر أحزاب الشيعة لا يخافون عند تطاوُل الألسنة ولا يتّقون ديّان الآخرة، ولا يجمعون نشوب الحقيقة، ولا يذوقون لبوب الطريقة،

جس کے نتیجے میں مَیں ایک قدم آگے بڑھاتا تو دوسرا قدم پیچھے ہٹاتا۔ یہاں تک کہ میرے بے نیاز پروردگار نے مجھے قوت بخشی اور جو چاہا میرے دل میں ڈالا جس پر میں ایک واضح حق کی شہادت دینے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا اور میں اپنے بزرگ و برتر اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور اللہ اپنے متوکّل بندوں کے لئے کافی ہے۔

تو جان لے کہ اہل سنت نے میرے منصب کے آغاز میں مجھ سے دشمنی کی اور شیعہ حضرات نے میرے زمانۂ اقبال میں مجھے چرکے لگائے۔ بلاشبہ میں نے پہلوں سے بڑی باتیں سنیں اور جو باتیں مَیں ان دوسروں سے سنوں گا وہ ان سے بھی بڑھ کر ہوں گی۔ اور انشاء اللہ میں صبر کروں گا تا آنکہ میرے ربّ کی نصرت میرے پاس آ جائے۔ مَیں جہاں بھی ہوں وہ میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے دیکھتا اور مجھ پر رحم فرماتا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور مَیں نے شیعوں کے اکثر گروہوں کو دیکھا ہے کہ وہ زبان درازی کرتے وقت خائف نہیں ہوتے اور نہ ہی آخرت کی جزا سزا کے مالک سے ڈرتے ہیں۔ اور نہ تو وہ حقیقت کی دولت جمع کرتے ہیں اور نہ ہی طریقت کے مغز سے آشنا ہیں۔

ولا يفكرون كالصلحاء، ولا يتخيرون طرق الاهتداء، فرأيتُ تفهيمهم على نفسي حقًّا واجبًا ودَينًا لازمًا، لا يسقط بدون الأداء. فكتبتُ هذه الرسالة العُجالة، لعلّ اللّٰه يصلح شأنهم ويُبدل الحالة، ولأبيّن لهم ما اختلفوا فيه، وأخبرهم عن **سرّ الخلافة**، وإن كان تأليفي هذا كولد الإصافة، وما ألّفتُها إلا ترحّمًا على الغافلين والغافلات، **وإنّما الأعمال بالنّيات**. وأتيقن أن هذه الرسالة تُحفِظ كثيرا من ذوي الحرارة، فإن الحق لا تخلو من المرارة، وسأسمع من علماء الشيعة أنواع اللعنة، كما سمعتُ من أهل السُنة. فيا ربّ لا توكُّلَ إلّا عليك، ولا نشكو إلّا إليك، ولا ملجأ إلّا ذاتك،

اور نہ وہ صلحاء کی طرح سوچتے ہیں اور نہ وہ ہدایت کی راہیں اختیار کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے ان کو سمجھانا اپنے اوپر حقِّ واجب اور قرضِ لازم سمجھا جو ادا کئے بغیر ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا میں نے جلد جلد یہ رسالہ تحریر کیا کہ شاید اللہ اُن کی حالت سُدھار دے اور اُن کی کیفیت بدل دے اور تا میں ان کے لئے اُن مسائل کو جن میں انہوں نے اختلاف کیا واضح کروں اور انہیں خلافت کے راز سے آگاہ کروں۔ اگرچہ میری اس تالیف کی حیثیت بڑھاپے کی اولاد کی طرح ہے۔ اور میں نے اسے محض غافل مردوں اور عورتوں پر رحم کھاتے ہوئے تالیف کیا ہے، درحقیقت تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ رسالہ بہت سے گرم مزاجوں کو غصہ دلائے گا۔ کیونکہ حق تلخی سے خالی نہیں ہوتا۔ اور مجھے شیعہ علماء سے بھی اُسی طرح کئی قسم کی لعن طعن سننا پڑے گی جس طرح میں نے اہلِ سنت حضرات سے سُنی۔ پس اے میرے ربّ! صرف تجھی پر توکّل ہے اور صرف تیرے پاس ہم اپنی فریاد لے کر آئے ہیں۔ تیری ذات کے سوا کوئی اور پناہ نہیں

ولا بضاعة إلّا آياتك، فإن كنتَ أرسلتني بأمرك لإصلاح زُمرك، فأدرِكْني بنصرك، وأيِّدْني كما تُؤيِّد الصادقين. وإن كنتَ تحبّني وتختارني فلا تُخزِني كالملعونين المخذولين. وإن تركتني فمن الحافظ بعدك وأنت خير الحافظين؟ فادرَأْ عني الضرّاء، ولا تُشمت بي الأعداء، وَانْصرني على قوم كافرين.

أمّا الرّسالة فهي مشتملة على تمهيد وبابَين، وفيها هدايات لذوي العينين ولقوم متّقين. واسأل اللّٰه أن يضع فيها بَرَكة، ويضمّخها بعطر التأثير رحمة، ولا علم لنا إلا ما علّمَنا وهو خير المعلّمين.

☆

اور نہ ہی تیرے نشانات کے سوا کوئی اور سرمایہ ہے۔ پس اگر تو نے اپنے حکم سے اپنی بندوں کی اصلاح کے لئے مجھے بھیجا ہے تو پھر اپنی مدد کے ساتھ میرے پاس آ اور اسی طرح میری تائید فرما جس طرح تو راستبازوں کی تائید فرماتا ہے۔ اگر تجھے مجھ سے محبت ہے اور تو نے ہی مجھے منتخب فرمایا ہے تو مجھے بے یارومددگار ملعونوں کی طرح رسوا نہ کرنا۔ اگر تو نے مجھے چھوڑ دیا تو تیرے علاوہ اور کون محافظ ہوگا اور تو بہترین محافظ ہے۔ پس تمام تکالیف کو مجھ سے دور کردے اور دشمنوں کو میری ہنسی اڑانے کا موقعہ نہ دے۔ اور کافروں کے خلاف میری مدد فرما۔

یہ رسالہ تمہید اور دو ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں اہلِ نظر اور متقی قوم کے لئے ہدایات ہیں۔ میری اللہ سے التجا ہے کہ وہ اس میں برکت رکھ دے اور از رہِ رحمت اسے تاثیر کے عطر سے ممسوح فرماوے۔ ہمیں اُسی قدر علم ہے جو اس نے ہمیں سکھایا اور وہی سب سے بہتر معلّم ہے۔ ﴿۴﴾

☆

اَلتَّمْهِيْد

أيها الأعزة اعلموا، رحمكم اللّٰه، أني امرؤٌ عُلّمتُ من حضرة اللّٰه القدير، ويسّرني ربّي لكل دقيقة، ونجاني من اعتياص المسير، وعافاني وصافاني وأسرَا بي من بيت نفسي إلٰى بيته العظيم الكبير. فلما وصلتُ القِبلة الحقيقية بعد قطع البراري والبحار. وتشرفت بطواف بيته المختار، وخصّصني لطفُ ربي بتجديد المدارك وإدراك الأسرار، وكان ربي خِدْني ووَدُودي، واستودعتُه كلَّ وجودي، وأخذتُ من لدنه كلَّ علم من الدقائق والأسرار، وصُبّغتُ منه في جميع الأنظار والأفكار، صرفتُ عنان التوجه إلى كل نزاع كان بين فِرَق القوم والملة، وفتّشتُ في كل أمر من السبب والعلة،

تمہید

اے معزز حضرات! اللہ تم پر رحم فرمائے۔ جان لو کہ مَیں ایک ایسا شخص ہوں کہ مجھے قادر وتوانا اللہ کی جناب سے علم سکھایا گیا اور میرے ربّ نے ہر باریک نکتہ میرے لئے آسان کر دیا۔ اور ہر سفر کی مشکلات سے مجھے بچایا اور عافیت بخشی، میرے ساتھ خالص محبت کی اور مجھے میرے نفس کے گھر سے اپنے عظیم اور وسیع گھر کی طرف لے گیا۔ پھر جب میں صحراؤں اور سمندروں کو عبور کرنے کے بعد حقیقی قبلہ تک پہنچا اور اس کے چنیدہ گھر کے طواف کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ اور میرے ربّ کی مہربانی نے میری استعدادوں کو جلا بخشنے کی تجدید کے ساتھ اور اسرار تک رسائی کے لئے مجھے مخصوص کر لیا اور میرا ربّ میرا حبیب اور میرا محبّ بن گیا۔ اور میں نے اپنا پورا وجود اس کے سپرد کر دیا۔ اور میں نے اس کی جناب سے دقائق واسرار کا ہر علم حاصل کر لیا اور تمام نظریات وافکار میں مَیں اس کی جناب سے رنگین کیا گیا۔ تو میں نے قوم وملّت کے فرقوں کے درمیان ہر اختلافی امر کی جانب اپنی توجہ کی باگ موڑ دی اور ہر معاملہ کے سبب اور اُس کی علّت کی چھان بین کی

وما تركتُ موطنا من مواطن البحث والتدقيق، إلا واستخرجتُ أصله على وجه التحقيق. وعرفتُ أن الناس ما أخطأوا فی فصل القضايا، وما وقعوا فی الخطايا، إلا لميلهم إلى طرف مع الذهول عن طرف آخر، فإنهم كبّروا جهة واحدة بغير علم وحسبوا ما خالفها أصغر وأحقر. وكان من عادات النفس أنها إذا كانت مغمورة فی حُبّ شیء من المطلوبات، فتنسٰى أشياء يخالفه، ولا تسمع نصاحة ذوی المواساة، بل ربّما يعاديهم ويحسبهم كالأعداء، ولا يحاضر مجالسهم ولا يصغٰی إلى كلماتهم لشدة الغطاء. ولهذه المفاسد علل وأسباب وطرق وأبواب، وأكبر علله قساوة القلوب، والتمايل على الذنوب، وقلّة الالتفات إلى محاسبات المَعادِ، وصحبة الخادعين والكاذبين من أهل العناد،

اور بحث وتدقیق کا کوئی مقام نہ چھوڑا۔ مگر تحقیق کی رو سے اس امر کی اصلیت کو مَیں نے ظاہر کر دیا اور مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ لوگوں نے اپنے قضیوں کے فیصلہ میں جو غلطیاں کیں اور جن غلطیوں کا ارتکاب کیا اُس کی صرف اور صرف یہ وجہ تھی کہ وہ غفلت کے باعث ایک طرف سے ہٹ کر دوسری جانب مائل ہو گئے اور بغیر علم کے صرف ایک پہلو کو بڑا (اہم) بنا لیا اور اس کے مخالف پہلو کو چھوٹا اور حقیر سمجھا۔ اور یہ نفس کی عادت ہے کہ جب وہ کسی مطلوبہ شے کی محبت میں ڈوبا ہوا ہو تو وہ ان اشیاء کو جو اس کے مخالف ہوں بھول جایا کرتا ہے اور ہمدردی کرنے والوں کی نصیحت کو نہیں سنتا بلکہ بسا اوقات اُن سے دشمنی کرنے لگتا ہے۔ اور انہیں دشمنوں کی طرح سمجھتا ہے نہ وہ ان کی مجالس میں حاضر ہوتا اور نہ ہی دل پر دبیز پردے کی بنا پر وہ ان کی باتوں کو غور سے سنتا ہے اور ان خرابیوں کے کئی اسباب وعلل، طریقے اور راستے ہیں۔ اور اُن کا سب سے بڑا سبب قساوتِ قلبی، گناہوں کی جانب میلان، روز آخرت کے محاسبہ کی طرف کم توجہی اور معاندین میں سے فریب کاروں اور جھوٹوں کے ساتھ میل جول ہے۔

وإذا رسخوا فی جهلهم فتدخُل العثرات فی العادات، وتكون للنفوس كالمرادات، فنعوذ باللّٰه من عثرات تنتقل إلی عادات وتُلحق بالهالكين. وربما كانت هذه العادات مستتبعة لتعصبات راسخة من مجادلات. والمجادلات النفسانية سمٌّ قاتِل لطالب الحق والرشاد، وقلما ينجو الواقع فی هذه الوهاد. وقد تكون العلل المفسدة والموجبات المضلّة مستترة، ومن العيون مخفية، حتی لا يراها صاحبها ويحسب نفسه من المصيبين المنصفين. وحينئذ يسعی إلی المشاجرات، ويشتد فی الخصوصات☆، وربما يحسب خيالا طفيفا ورأيا ضعيفا كأنه حجة قوية لا دحوض لها، فيميس كالفرحين.

اور جب وہ اپنی جہالت میں راسخ ہو جاتے ہیں تو بہت سی لغزشیں اُن کی عادات میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اوہ وہ نفوس کے لئے دلی مرادوں کی مانند ہو جاتی ہیں۔ پس ہم ایسی لغزشوں سے جو عادات بن جائیں اور ہلاک ہونے والوں سے ملا دیں اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ بسا اوقات یہ عادتیں مباحثات کی وجہ سے راسخ تعصّبات کو جنم دیتی ہیں اور نفسانی مباحثات حق اور ہدایت کے طالب کے لئے سمِ قاتل ہیں۔ اور اس گڑھے میں گرنے والا شخص کم ہی بچتا ہے۔ بعض اوقات فساد پیدا کرنے والے اسباب اور گمراہ کرنے والے موجبات پوشیدہ اور آنکھوں سے مخفی ہوتے ہیں کہ وہ شخص بھی جس میں یہ باتیں موجود ہوں انہیں دیکھ نہیں پاتا اور اپنے آپ کو ان لوگوں میں سے سمجھتا ہے جو صائب الرائے اور منصف ہیں، تو اس وقت وہ اختلافات کی طرف لپکتا اور ایسے جھگڑوں میں شدت اختیار کرتا ہے اور کبھی وہ ادنیٰ خیال اور کمزور رائے کو ایسی پختہ دلیل کی طرح سمجھنے لگتا ہے کہ جسے توڑا نہیں جا سکتا پس وہ خوشیاں منانے والوں کی طرح جھومنے لگتا ہے۔

☆ لعله سهو الناسخ والصحيح "الخصومات". (الناشر)

وَ سبب كلّ ذٰلك قلّةُ التدبر وعدم التبصّر، والخلوُّ عن العلوم الصادقة، وانتقاشُ صُورِ الرسوم الباطلة، والانتكاسُ على شهوات النفس بكمال الجنوح والحرمان من مذوقات الروح وعجزُ النظر عن الطموح والإخلادُ إلى الأرض والسقوط عليها كعَمِين.

وهذه هي العلل التي جعلت الناس أحزابا، فافترقوا وأكثرهم تخيّروا تبابًا، وكذّبوا الحق كِذّابًا، بل لعنوا أهله كالمعتدين، وصالوا كخريجِ مارِق على المحسنين، ونظروا إلى أهل الحق بتشامخ الأنوف، وتغيظ القلب المؤوف، وحسبوا أنفسهم من العلماء والأدباء، وسحبوا ذيل الخيلاء، وما كانوا من المفلقين. ومنهم الذين نالهم من الله حظٌّ من المعرفة، ورزق من الحق والحكمة،

﴿۵﴾ اور یہ سب کچھ قلّتِ تدبّر، عدمِ فراست، سچے علوم سے محرومی اور رسومِ باطلہ کی تصویریں (ذہن پر) نقش ہونے اور نفسانی خواہشات پر کلیۃً جھک جانے، روحانی ذوق سے محرومی، بلند نگاہی سے ماندگی، زمین (مادیات) کی طرف جھکاؤ اور اس پر اندھوں کی طرح گر پڑنے کی وجہ سے ہے۔

یہی وہ وجوہات ہیں جنہوں نے لوگوں کو گروہ درگروہ کر دیا ہے اور وہ فرقوں میں بٹ گئے ہیں اور ان میں سے اکثر نے ہلاکت کو اختیار کر لیا اور حق کو بُری طرح جھٹلایا بلکہ انہوں نے زیادتی کرنے والوں کی طرح اہلِ حق پر لعنت کی۔ دین سے نکل جانے والے سرکش کی طرح محسنوں پر حملہ کیا۔ اور انہوں نے اہل حق کی طرف متکبرانہ انداز سے ناک بُھوں چڑھا کر اور غضبناک مسخ شدہ دل کے ساتھ دیکھا۔ اور انہوں نے اپنے آپ کو علماء و ادباء میں سے سمجھا اور انہوں نے تکبر کا دامن گھسیٹا حالانکہ وہ قادر الکلام نہ تھے۔ اُن میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں اللہ کی طرف سے معرفت اور حق وحکمت میں سے حصہ ملا

وفتَح اللّٰه عيونهم وأزال ظنونهم، فرأوا الحقائق محدقين. ومنهم قوم أخطأوا في كل قدم، وما فرّقوا بين وجود وعدم، وما كانوا مُستبصرين. أصرّوا على مركوزات خطراتهم، وخطوات خطيّاتهم، ولباس سيّئَاتهم وكانوا قومًا مفسدين. وإذا نزعوا عن المِراس بعد ما نزعوا لاء☆ البأس، ويئسوا من الجِحاس، مالوا ميلة واحدة إلى الإيذاء بالتحقير والازدراء، وبنحت البهتان والافتراء والتوهين. وكلما خضعتُ لهم بالكلام مالوا إلى الإرهاق والإيلام، وكادوا يقتلونني لو لم يعصمني ربي الحفيظ المعين. فلما زاغوا أزاغ اللّٰه قلوبهم وزاد ذنوبهم، وتركهم في ظلمات متخبطين.

اور اللہ نے ان کی آنکھیں کھولیں اور ان کے شکوک وشبہات دور کئے، پس انہوں نے حقائق کو تمام پہلوؤں سے احاطہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اور بعض ان میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے ہر قدم پر غلطی کھائی اور وجود اور عدم وجود میں فرق نہ کیا اور وہ اہلِ بصیرت نہ تھے۔ وہ امور جن پر اُن کے خیالات مرکوز ہیں اور اپنے غلط اقدامات اور بدیوں کے پیرہن پر وہ مصر رہے اور وہ فسادی قوم ہیں۔ جنگ کی طاقت چھین لی جانے کے بعد جب وہ مقابلہ سے دستبردار ہوگئے اور دفاع کرنے سے مایوس ہوگئے تو انہوں نے یکدم تحقیر آمیز ایذا رسانی، بہتان تراشی، افترا پردازی اور توہین کی طرف رُخ کرلیا۔ جب بھی میں نے ان سے نرم گفتاری سے کام لیا وہ ظلم وستم اور ایذا دہی پر تُل گئے اور اگر میرے ربّ نے جو میرا محافظ ومددگار ہے مجھے بچایا نہ ہوتا تو قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کردیتے۔ پھر جب وہ ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو بھی ٹیڑھا کردیا اور ان کو گناہوں میں بڑھا دیا اور انہیں اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیا۔

☆ يبدو ان ”لا“ سقطت من هنا سهوا، والصحيح ”إلاء“. بمعنى الشدّة والمحنة (المنجد) (الناشر)

فنهضتُ بأمر الله الكريم، وإذن اللّٰه الرحيم، لأزيل الأوهام وأداوي السقام، فاستشاطوا من جهلهم غضبًا، وأوغلوا في أثري زرايةً وسبًّا، وفتحوا فتاوى التكفير ودفاتر الدقارير، وصالوا عليّ بأنواع التزوير، ولدغوني بلسان نضناض، وداسوني كرضراض. وطالما نصحتُ فما سمعوا، وربما دعوتُ فما توجهوا، وإذا ناضلوا ففرّوا، وإذا أخطأوا فأصرّوا وما أقرّوا، وما كانوا خائفين. واجترء وا على خيانات فما تركوها وما ألغوها، حتى إذا الحقائق اختفت، وقضية الدين استعجمت، وشموس المعارف أفَلتْ وغَربتْ، ومعارف الملة اغتربت وتغرّبت، والدواهي اقتربت ودنت وغلبت، وبيتُ الدين والديانة خلا، والأمن والإيمان أجفلا،

پھر مَیں کریم ورحیم اللہ کے حکم اور اِذن سے اوہام کے ازالہ اور بیماریوں کے علاج کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا، جس پر وہ اپنی جہالت کے باعث سخت غضبناک ہوئے اور عیب چینی اور گالیوں کے ساتھ میرے پیچھے پڑ گئے اور تکفیر کے فتوے اور کذب بیانی کے دفتر کھول دیئے اور قسما قسم کی دروغ گوئی سے مجھ پر حملہ کیا اور زہریلے سانپ کی زبان کی طرح مجھے ڈسا اور سنگریزوں کو روندنے کی طرح مجھے روندا۔ بسا اوقات میں نے نصیحت کی لیکن انہوں نے نہیں سُنی اور کئی دفعہ میں نے انہیں بلایا مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ اور جب انہوں نے مقابلہ کیا تو بھاگ گئے اور جب غلطی کی تو اقرار کی بجائے اصرار کیا اور اقرار نہ کیا اور وہ ڈرنے والے نہ ہوئے۔ اور انہوں نے خیانتوں پر دلیری دکھائی اور نہ تو انہیں ترک کیا اور نہ ہی انہیں لغو قرار دیا یہاں تک کہ جب حقائق چھپ گئے دین کا معاملہ مبہم ہوگیا، معارف کے سورج اوجھل ہوگئے اور غروب ہوگئے، دین کے معارف جلاوطن اور غائب ہوگئے، مصائب بہت قریب آگئے اور انہوں نے غلبہ پالیا۔ دین اور دیانت کا گھر خالی ہوگیا اور امن وامان گھبرا کر بھاگ گئے۔

ورأيت أن الغاسق قد وقب، ووجه المحجّة قد انتقب، فألّفتُ كُتبًا لتأييد الدين، وأترعتُها من لطائف الأسرار والبراهين، فما انتفعوا بشيء من العظات، بل حسبوها من الكلِم المُحفِظات، وما كانوا منتهين. ثم إذا رأوا أن الحجة وردت، والنار المضرمة بردت، وما بقى جمرةٌ من جمر الشبهات، فركنوا إلى أنواع التحقيرات، وقالوا مِن أشراط المجدّد الداعى إلى الإسلام، أن يكون من العلماء الراسخين والفضلاء الكرام، وهذا الرجل لا يعلم حرفا من العربية، ولا شيئًا من العلوم الأدبية، وإنا نراه من الجاهلين، وكانوا فى قولهم هذا من الصادقين. فدعوتُ ربى أن يُعلّمنى إن شاء، فاستجاب لى الدعاء، فأصبحتُ بفضله عارف اللسان، ومليح البيان، ومن الماهرين. ﴿۶﴾

اور میں نے دیکھا کہ اندھیرا چھا گیا ہے اور راستہ تاریک ہو گیا ہے تب میں نے دین کی تائید میں کئی کتابیں تالیف کیں اور ان کو اسرار و براہین کے لطیف نکات سے پُر کر دیا لیکن پھر بھی انہوں نے ان نصیحتوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا بلکہ انہیں اشتعال انگیز باتیں خیال کیا اور وہ باز نہ آئے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ حجت قائم ہو گئی ہے اور بھڑکتی ہوئی آگ ٹھنڈی پڑ گئی ہے اور شکوک وشبہات کے انگاروں میں سے کوئی ایک انگارہ بھی باقی نہیں رہا تو پھر وہ طرح طرح کی تحقیر آمیز باتوں کی طرف مائل ہوئے اور یہ کہا کہ اسلام کی طرف دعوت دینے والے مجدّد کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ راسخ علماء اور معزز فضلاء میں سے ہوگا۔ اور یہ تو ایسا شخص ہے جو عربی کا ایک حرف نہیں جانتا اور نہ ہی اسے ادبی علوم سے کچھ واقفیت ہے اور ہم اسے جاہل پاتے ہیں۔ اور وہ اپنے اس قول میں سچے بھی تھے۔ پس میں نے اپنے ربّ سے دعا کی کہ اگر اُس کی مشیّت ہو تو وہ مجھے (عربی) سکھا دے۔ پس اُس نے میری دعا قبول فرمائی اور میں اُس کے فضل سے زبان دان، خوش بیان اور ماہر (کلام) ہو گیا۔

ثـم ألّـفـتُ كتـابَيـن فى العربية مـأمـورًا من الحضرة الأحدية، وقـلـتُ يـا مـعشر الأعداء ، إن كـنتـم مـن الـعـلـماء والأدباء ، فـأْتـوا بمثلها يا ذوى الدعاوى والـريــاء إن كـنتـم صـادقين. فـفـرّوا واختـفـوا كـالذى ادّان عـند صفر اليدين، وما أفاق إلا بـعد إنفاق العين، فما قدر على الأداء بـعـد التـطـوق بـالدَّين، ولازَمــه مستـحـقّــه وجدَّ فـى تـقاضى اللُجَين، فما كان عنده إلّا مـواعيـد الـمَيـن؛ كـذلك يخزى اللّٰه قومًا متكبرين.

والـعجب أنهم مع هذا الخزى والذلّة، وهتك الأستار والنكبة، مـا رجعوا إلى التوبة والانكسار، ومـا اختـاروا طـريـق الأبـرار والأخيـار، ومـا صـلـح القلـب المؤوف وما تقوضت الصفوف، ومـا سـعـوا إلـى الحق نـادمين،

پھر میں نے حضرتِ احدیّت کے حکم سے دو کتابیں عربی میں تالیف کیں اور میں نے کہا اے گروہِ دشمناں! اے بڑے بڑے دعوے کرنے والو اور ریا کارو اگر تم علماء واُدباء میں سے ہو اور (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو تو ان (کتابوں) کی مثل لاؤ اس پر وہ بھاگ گئے اور اُس مقروض شخص کی طرح چھپ گئے جو خالی ہاتھ ہو اور (اپنا) سیم وزر خرچ کرنے کے بعد ہی اُسے ہوش آئی ہو اور قرض کا طوق پہن لینے کے بعد اس کی ادائیگی پر قادر نہ ہو اور اس کا قرض خواہ پیچھے پڑ کر اُس سے اپنے مال کا مطالبہ کر رہا ہو اور اس (مقروض) کے پاس جھوٹے وعدوں کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ اس طرح اللہ تکبر کرنے والی قوم کو رسوا کرتا ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اس قدر رُسوائی، ذلّت، پردہ دَری اور نَکبَتْ کے باوجود بھی انہوں نے توبہ اور انکسار کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ ہی ابرار واخیار کا طریق اختیار کیا اور نہ دلِ ماؤف درست ہوئے، نہ صفوں میں انتشار پیدا ہوا، اور نہ ہی وہ نادم ہو کر حق کی طرف دوڑ کر آئے

بـل لـووا عـنـى العِذار، وأبدوا التـعبـس والازورار، وكـانـوا إلــى الشــر مبـادرين. ورأيتهم فـى سـلاسـل بخلهم كالأسير، ومـا نـصـحـتُ لهم نصحـا إلا رجـعـتُ يائسا من التأثير، حتى تذكرتُ قصة القردة والخنازير، واغـرورقت عيناى بالدموع إذ رأيتُ ذوى الأبصار كالضرير، وإنـــى مـع ذلك لســتُ مـن اليائسين. وقيّض القدر لهتك أستـارهـم وجزاء فجّارهم أنهم عـــادَوا الـصـــادقيـن وآذَوا الـمـنـصـورين، وحسبوا الجدّ عبثًـا والـحق باطـلًا، فكانوا من الـمـعـرضـيـن. وإنـى أراهم فى لـددٍ وخـصـــامٍ مُذ أعوامٍ، ومـا أرى فيهـم أثر التائبين. فأردتُ أن أتـــركهـم وأُعــرض عـن الـخـطـاب، وأطـوى ذكـرهـم كـطـيّ السـجـلّ لـلـكتـاب،

بلکہ انہوں نے اپنا رُخ مجھ سے پھیر لیا اور تُرش روئی اور بے التفاتی کا اظہار کیا اور وہ شر میں تیزی سے بڑھ رہے تھے اور میں نے انہیں ان کے بخل کی زنجیروں میں قیدی کی طرح جکڑے ہوئے پایا اور انہیں میں نے جو بھی نصیحت کی اس کے اثر انداز ہونے سے مایوس ہی ہو کر لوٹا تا آنکہ مجھے بندروں اور سؤروں کا قصہ یاد آیا اور جب میں نے بینا لوگوں کو اندھوں کی طرح پایا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اس کے باوجود بھی میں مایوس نہیں۔ تقدیر نے ان کی پردہ دری کرنے اور ان کی بدکاریوں کی انہیں سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ان لوگوں نے صادقوں سے دشمنی کی اور تائید یافتہ لوگوں کو تکالیف پہنچائیں۔ سنجیدگی کو عبث اور حق کو باطل جانا اور وہ اعراض کرنے والے ہی تھے۔ کئی سالوں سے مَیں انہیں جھگڑوں اور بکھیڑوں میں پڑے دیکھ رہا ہوں اور میں نے ان میں توبہ کرنے والوں کا کوئی نشان نہیں پایا۔ اس لئے میں نے ارادہ کر لیا کہ میں انہیں چھوڑ دوں اور (ان کو) خطاب کرنے سے اعراض کروں اور ان کے ذکر کی صف اس طرح لپیٹ دوں جس طرح بہی کے کھاتوں کو سمیٹا جاتا ہے

وأتوجه إلى الصالحين. ولو أن لي ما يوجّههم إلى الحق والصواب لفعلتُه، ولكني ما أرى تدبيرًا في هذا الباب، وكلّما دعوتهم فرجعوا مُتدهدهين، وكلما قدتهم فقهقروا مقهقهين. بيد أني أرىٰ في هذه الأيام أن بعض العلماء من الكرام رجعوا إليّ وانتشرت عقود الزهام، وزال قليل من الظلام، وتبرء وا من خُبث أقوال الأعداء، وأدهشهم الإدلاج في الليلة الليلاء، وجاء وني كالسعداء فقلت بَخٍ بَخٍ لهٰذا الاهتداء، وهداهم ربّهم إلىٰ عين الصواب من ملامح السراب، فوافوني مخلصين، وشربوا من كأس اليقين، وسُقوا من ماء معين، وأرجو أن يكمل الله رشدهم

اور نیک لوگوں کی طرف توجہ کروں۔ اور اگر کوئی ایسی چیز مجھے میسر ہوتی جو انہیں حق وصواب کی طرف متوجہ کرنے والی ہوتی تو میں ضرور کر گزرتا لیکن اس بارہ میں مجھے کوئی تدبیر نظر نہیں آئی۔ میں نے جب بھی انہیں دعوتِ حق دی تو وہ لڑھکتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔ اور جب بھی میں نے انہیں آگے کی طرف کھینچا وہ قہقہے لگاتے ہوئے پچھلے قدموں پر چلنے لگے۔ البتہ میں ان ایام میں دیکھتا ہوں کہ معززین میں سے بعض علماء نے میری طرف رجوع کیا اور ان کی دشمنی کی گرہیں کھل گئیں اور کسی قدر اندھیرے چھٹ گئے اور انہوں نے دشمنوں کی گندی باتوں سے بیزاری ظاہر کی اور سخت تاریک رات میں سفر کرنے نے انہیں دہشت زدہ کر دیا۔ اور وہ سعادت مندوں کی طرح میرے پاس آئے اور اس ہدایت پا جانے پر میں نے انہیں کلمۂ تحسین کہا اور ان کے ربّ نے سراب کی چمک سے راستی کے چشمہ کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی۔ پس وہ اخلاص کے ساتھ میرے پاس آئے اور انہوں نے جامِ یقین سے نوش کیا اور وہ آبِ مصفّٰی سے سیراب کئے گئے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی ہدایت کامل فرمائے گا

﴿۷﴾

ویجعلهم من العارفین. و کذلك أدعو لنظّارة هذا الکتاب، أن یوفقهم اللّٰه لهم لتخیُّر طرق الصواب، ومَن بلغ أشُدَّه فی نشأة روحانیة، فسیقبل دعوتی بتفضّلات ربّانیة، وقد سوّیت کلماتی لکل من یصغٰی إلٰی عظاتی، واللّٰه یعلم مجالبها ویدری طالبها، ولا تتخطی نفس فطرتها، ولا تترك قریحة شاکلتها، ولا یهتدی إلا من کان من المهتدین.

اعلموا، رحمکم اللّٰه، أن قومًا من الذین قالوا نحن أتباع أهل البیت ومن الشیعة قد تکلموا فی جماعةٍ من أکابر الصحابة وخلفاء رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وأئمة الملّة، وغلَوا فی قولهم وعقیدتهم، ورموهم بالکفر والزندقة، ونسبوهم إلی الخیانة والغضب والظلم والغیّ،

اور انہیں عارفوں میں سے بنائے گا۔ اور اسی طرح میں اس کتاب کے ناظرین کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ انہیں صحیح راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اور جو کوئی بھی روحانی نشأت میں بلوغ کو پہنچے گا تو وہ ربّانی تَفَضُّلات کے نتیجہ میں میری دعوت کو قبول کرے گا۔ میں نے ہر اس شخص کے لئے جو میری نصائح پر کان دھرتا ہے اپنے ان کلمات کو ترتیب دیا ہے۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ نصیحتیں کس کی کشش کا باعث ہوں گی اور وہی جانتا ہے کہ کون سا ان کا طالب ہے۔ کوئی نفس اپنی فطرت کو پھلانگ نہیں سکتا اور نہ کوئی طبیعت اپنے طریق کو ترک کرسکتی ہے اور ہدایت پانے والے ہی ہدایت پائیں گے۔

اللہ تم پر رحم فرمائے۔ جان لو کہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے یہ کہا کہ ہم اہل بیت کے متبع ہیں اور شیعہ ہیں ایک طبقہ ایسا ہے جنہوں نے اکابر صحابہؓ کی ایک جماعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور ملّت کے ائمہ کی نسبت طعن کیا ہے اور اپنے قول اور اپنے عقیدہ میں غلو کیا ہے اور ان پر کافر اور زندیق ہونے کے بہتان لگائے ہیں اور ان کی طرف خیانت، غضب، ظلم اور بغاوت کو منسوب کیا ہے

وما انتهوا إلى هذا الزمان وما فاءَ مَنشَرُهم إلى الطيّ، وما كانوا منتهين. بل استحلَوا ذِكرَ سبِّهم، وتخيَّروه في كل خبّهم، وحسبوه من أعظم الحسنات بل من ذرائع الدرجات، ولعنوهم واستجادوا هٰذا العمل وشدوا عليه الأمل، وظنوا أنه من أفضل أنواع الصالحات والقربات، وأقرب الطرق لابتغاء مرضاة اللّٰه وأكبر وسائل النجاة للعابدين. وإني لبِثتُ فيهم بُرهةً من الزمان، ويسّر لي ربّي كل وقت الامتحان، وكنتُ أتوجس ما كانوا يُسرّون في هذا الباب، وأُصغي إلى كل طرق الاختلاب. وقيّض القدر لحسن معرفتي أن عالما منهم كان من أساتذتي، فكنت فيهم ليلا ونهارًا، وجادلتهم مرارًا،

اور وہ اس وقت تک اس سے باز نہیں آئے اور ان کا یہ پروپیگنڈا ختم ہونے میں نہیں آیا اور وہ باز نہیں آرہے بلکہ انہوں نے اپنے گالیاں دینے کو جائز سمجھا ہے اور ہر میدان میں اسے اختیار کیا ہے اور اسے نیکیوں میں سے سب سے بڑی نیکی بلکہ حصولِ درجات کا ایک ذریعہ سمجھا ہے۔ انہوں نے ان صحابہ پر لعنت کی اور اس کام کو بہت اچھا عمل خیال کیا اور اس پر اُمیدیں باندھیں اور یہ خیال کیا کہ یہ فعل مختلف قسم کی نیکیوں اور قربِ الٰہی کے ذرائع میں سے افضل ترین ذریعہ ہے اور اللہ کی رضا جوئی کا قریب ترین راستہ اور عبادت گزاروں کے لئے نجات کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ میں نے کچھ زمانہ اُن میں گزارا ہے اور میرے ربّ نے ہر آزمائش کے وقت میرے لئے آسانی پیدا کر دی اور اس موضوع کے بارے میں جو کچھ وہ چھپا رہے تھے مَیں اُسے محسوس کر رہا تھا اور ان کی فریب دہی کے ہر طریقے پر میری توجہ مرکوز تھی۔ میرے علم و معرفت کی بہتری کے لئے قضاء و قدر نے یہ انتظام کیا کہ ان کا ایک عالم میرے اساتذہ میں سے تھا۔ میں ان میں دن رات رہا اور ان سے بارہا مباحثہ کیا۔

وما كان أن تتوارى عنى خبيئتهم
أو يخفى على رؤيتهم، فوجدتُ
أنهم قوم يُعادون أكابر الصحابة،
ورضوا بغشاوة الاسترابة. ورأيت
كل سعيهم فى أن يفرُط إلى
الشيخَين ذمٌّ، أو يلحقهما وصمٌ،
فتارة كانوا يذكرون للناس **قصة**
القرطاس، وتارة يشيرون إلى
قضية **الفَدَك** ، ويزيدون عليه
أشياء من الإفك، وكذلك كانوا
مجترئين على افترائهم وسادرين
فى غلوائهم، وكنتُ أسمع
منهم ذمّ الصحابة وذمّ القرآن
وذمّ أهل اللّٰه وجميع ذوى
العرفان، وذمّ أُمّهات المؤمنين. ﴿٨﴾
فلما عرفت عُود شجرتهم
وخبيئة حقيقتهم أعرضتُ عنهم
وحُبِّبَ إلىّ الانزواء ، وفى قلبى
أشياء . وكنتُ أتضرع فى حضرة
قاضى الحاجات، ليزيدنى
علمًا فى هذه الخصومات،

ان کا اندرونہ مجھ سے چھپا نہیں رہ سکتا تھا اور نہ ان کا ظاہر مجھ پر مخفی تھا۔ مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ اکابر صحابہؓ سے دشمنی رکھتے ہیں اور وہ شکوک و شبہات کے پردوں پر راضی ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ ان کی پوری کوشش یہ ہوتی ہیں کہ وہ شیخین (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) کی طرف ہر بُرائی منسوب ہو اور ان دونوں پر دھبہ لگے۔ کبھی تو وہ لوگوں سے **قصہ قرطاس** کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی وہ **قضیہ فدک** کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس پر بہت سی جھوٹی باتوں کا اضافہ کرتے ہیں اور اس طرح وہ اپنے افترا پر جسارت کرتے رہے اور جوش میں بے پرواہ ہو کر بڑھتے رہے۔ اور میں ان سے صحابہؓ، قرآن اور اہل اللہ اور تمام اہلِ عرفان اور امّہات المومنین کی مذمت کی باتیں سنتا تھا۔ لیکن جب مَیں ان کی اصلیت اور ان کا رازِ حقیقت جان گیا تو میں نے ان سے اعراض کیا اور گوشہ نشینی مجھے محبوب ہو گئی اور میرے دل میں بہت سی باتیں تھیں اور میں (اللہ) قاضی الحاجات کی بارگاہ میں مسلسل یہ آہ و زاری کرتا رہا کہ وہ ان بحثوں میں میرے علم میں اضافہ فرما دے۔

فعُلِّمتُ رشدًا من الكريم الحكيم، وهُديتُ إلى الحق من الله العليم، وأخذتُ عن رب الكائنات وما أخذتُ عن المحدثات، ولا يكمل رجل في مقام العلم وصحة الاعتقادات إلا بعدما يلقى العلوم من لدن خالق السمٰوات، ولا يَعصمُ من الخطاء إلا الفضل الكبير من حضرة الكبرياء، ولا يبلغ أحدٌ إلى حقيقة الأمور ولو أفنى العمر فيها إلى الدهور، إلا بعد هبوب نسيم العرفان من الله الرحمن، وهو المعلِّم الأعظم والحكيم الأعلم، يُدخل من يشاء في رحمته، ويجعل من يشاء من العارفين. وكذلك مَنَّ الله عليّ ورزقني من العلوم النخب، وجعل لي نورًا يتبع الشياطين كالشهب، وأخرجني من ليلة حالكة الجلباب إلى نهار ما غشّاه قطعة من الرَباب،

اس پر مجھے خدائے کریم وحکیم کی طرف سے رشد وہدایت کی تعلیم دی گئی اور خدائے علیم کی طرف سے میری راہنمائی حق کی طرف کی گئی اور یہ میں نے ربّ کائنات سے پایا۔ لوگوں کے اقوال سے اخذ نہیں کیا۔ اور ہر شخص مقامِ علم اور صحتِ اعتقادات میں صرف آسمانوں کے خالق کے عطا کردہ علوم کے حصول کے بعد ہی کامل ہوتا ہے اور حضرتِ کبریاء کا فضل عظیم ہی غلطی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور کوئی شخص خواہ لمبے عرصہ تک ممتد اپنی ساری عمر فنا کر دے وہ خدائے رحمٰن کی نسیمِ معرفت کے چلنے کے بغیر امور کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہی سب سے بڑا معلّم اور اورسب سے زیادہ علم رکھنے والا صاحبِ حکمت ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عارفوں میں سے بنا دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ نے مجھ پر احسان فرمایا اور مجھے اعلیٰ علوم عطا کئے اور ایسا نور دیا جو شُہُب ثاقِبہ کی طرح شیاطین کا تعاقب کرتا ہے۔ وہ مجھے سخت تاریک رات سے نکال کر ایسے روشن دن کی طرف لے آیا جسے سفید بادل کے ٹکڑے نے ڈھانپا ہوا نہیں تھا

وطَرَد كلّ مانع عن الباب، فأصبحت بفضله من المحفوظين. وأُعطيتُ مِن فهمٍ يخرق العادة، ومِن نور ينير الفطرة، ومِن أسرار تعجب الطالبين. وصبّغ اللّٰه علومي بلطائف التحقيق، وصفاها كصفاء الرحيق، وكل قضية قضى بها وجداني أرانيها اللّٰه في كتابه ليزيد اطميناني، ويتقوّى إيماني، فأحاطت عيني ظهر الآيات وبطنها وظعاينها وظعنها، وأُعطيتُ فراسة المحدّثين. وأعطاني ربي أنواع فهم جديد لكل زكي وسعيد، ليصلح المفاسد الجديدة ويهدي الطبائع السعيدة، ومن يهدي إلا هو، وهو أرحم الراحمين. نظر الزمان ووجد أهله قد أضاعوا الإيمان، واختاروا الكذب والبهتان،

اور اس نے اپنی بارگاہ سے ہر روکنے والے کو مار بھگایا اور (اس طرح) میں اس کے فضل سے محفوظ ہو گیا۔ مجھے خارقِ عادت فہم عطا کیا گیا اور ایسا نور دیا گیا جو فطرت کو منور کر دیتا ہے اور ایسے اسرار عطا کئے گئے جو حق کے متلاشیوں کو پسند آتے ہیں۔ اور اللہ نے میرے علوم کو تحقیق کے لطیف در لطیف نکات سے رنگین فرمایا اور انہیں شفاف شراب کی طرح صاف کیا اور ہر مسئلہ میں میرے وجدان نے جو فیصلہ کیا اسے اللہ نے اپنی کتاب میں مجھے دکھا دیا تا کہ میرے اطمینان میں اضافہ ہو اور میرا ایمان قوت پائے۔ پس میری آنکھ نے آیات کے ظاہر و باطن اور اُن کے محمولات اور پوشیدہ محاسن کا احاطہ کر لیا اور مجھے محدّثوں جیسی فراست عطا کی گئی۔ اور میرے ربّ نے مجھے ہر پاکباز اور سعادت مند کے لئے جدید فہم کی مختلف انواع عنایت کیں تا کہ وہ مفاسد جدیدہ کی اصلاح کرے۔ اور سعید طبائع کی رہنمائی کرے۔ اور اُس کے علاوہ اور کون ہدایت دے سکتا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اس نے زمانہ پر نظر کی اور اہل زمانہ کو اس حال میں پایا کہ وہ ایمان کھو چکے تھے اور انہوں نے کذب و بہتان کو اختیار کر لیا تھا۔

مَن ائتُمن منهم خان، ومن تكلم مان، فنفخ فی روعی أسرارًا عظيمة، وكلمات قديمة، وجعلنی من ورثاء النبيين، وقال إنك من المأمورين لتنذر قوما ما أُنذر آباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين.

ان میں سے جن کے سپرد بھی کوئی امانت کی گئی اس نے خیانت کی اور جس نے بات کی اُس نے جھوٹ بولا۔ پھر اس (خدا) نے میرے دل میں اسرار عظیمہ اور کلماتِ قدیمہ اِلقاء کئے۔ اور مجھے نبیوں کا وارث بنا دیا۔ اور فرمایا کہ تو ماموروں میں سے ہے تا کہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے آباء واجداد کو نہیں ڈرایا گیا تھا، اور تا مجرموں کی راہ واضح ہو جائے۔

الباب الأوّل فی الخلافة

خلافت کے بارہ میں پہلا باب

اعلم، سقاك الله كأس الفكر العميق، أنی عُلّمتُ من ربی فی أمر الخلافة على وجه التحقيق، وبلغتُ عمق الحقيقة كأهل التدقيق، وأظهر علیّ ربی أن **الصِدّيق والفاروق وعثمان،** كانوا من أهل الصلاح والإيمان، وكانوا من الذين آثرهم الله وخُصّوا بمواهب الرحمان، وشهد على مزاياهم كثير من ذوی العرفان.

جان لے۔ اللہ تجھے گہرے فکر کا جام پلائے۔ مجھے میرے ربّ کی طرف سے خلافت کے بارے میں از روئے تحقیق تعلیم دی گئی ہے اور محققین کی طرح میں اس حقیقت کی تہ تک پہنچ گیا اور میرے ربّ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا کہ صدیق اور فاروق اور عثمان (رضی اللہ عنہم) نیکوکار اور مومن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے ﴿۹﴾ جنہیں اللہ نے چُن لیا اور جو خدائے رحمٰن کی عنایات سے خاص کئے گئے۔ اور اکثر صاحبانِ معرفت نے ان کے محاسن کی شہادت دی۔

تركوا الأوطان لمرضاة حضرة الكبرياء، ودخلوا وطيس كل حرب وما بالوا حَرَّ ظهيرة الصيف وبرد ليل الشتاء، بل ماسوا في سبل الدين كفتية مترعرعين، وما مالوا إلٰى قريب ولا غريب، وتركوا الكل للّٰه ربّ العالمين. وإن لهم نشرًا في أعمالهم، ونفحات في أفعالهم، وكلها ترشد إلى روضات درجاتهم وجنات حسناتهم. ونسيمهم يُخبر عن سرّهم بفوحاتها، وأنوارهم تظهر علينا بإناراتها. فاستدِلُّوا بتأرُّجِ عَرفهم على تبلُّج عُرفهم، ولا تتبعِوا الظنون مستعجلين. ولا تتكأوا على بعض الأخبار، إذ فيها سمّ كثير وغلوّ كبير لا يليق بالاعتبار، وكم منها يشابه ريحًا قُلّبًا، أو برقًا خُلّبًا، فاتّقِ اللّٰه ولا تكن من متّبعيها،

انہوں نے بزرگ و برتر خدا کی خوشنودی کی خاطر وطن چھوڑے ہر جنگ کی بھٹی میں داخل ہوئے اور موسم گرما کی دوپہر کی تپش اور سردیوں کی رات کی ٹھنڈک کی پرواہ نہ کی بلکہ نوخیز جوانوں کی طرح دین کی راہوں پر محوِ خرام ہوئے اور اپنوں اور غیروں کی طرف مائل نہ ہوئے اور اللہ ربّ العالمین کی خاطر سب کو خیر باد کہہ دیا۔ ان کے اعمال میں خوشبو اور ان کے افعال میں مہک ہے اور یہ سب کچھ ان کے مراتب کے باغات اور ان کی نیکیوں کے گلستانوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ان کی بادِ نسیم اپنے معطر جھونکوں سے ان کے اسرار کا پتہ دیتی ہے اور ان کے انوار اپنی پوری تابانیوں سے ہم پر ظاہر ہوتے ہیں۔ پس تم اُن کے مقام کی چمک دمک کا ان کی خوشبو کی مہک سے پتہ لگاؤ۔ اور جلد بازی کرتے ہوئے بدگمانیوں کی پیروی مت کرو اور بعض روایات پر تکیہ نہ کرو! کیونکہ ان میں بہت زہر اور بڑا غلوّ ہے اور وہ قابلِ اعتبار نہیں ہوتیں۔ ان میں سے بہت ساری روایات تہہ و بالا کرنے والی آندھی اور بارش کا دھوکہ دینے والی بجلی کے مشابہہ ہیں۔ پس اللہ سے ڈر اور ان (روایات) کی پیروی کرنے والوں میں سے نہ بن۔

ولا تكن كمثل الذى يحب العاجلة ويبتغيها، ويذَرُ الآخرة ويُلغيها. ولا تترك سبل التقوى والحلم، ولا تَقْفُ ما ليس لك به علم، ولا تكن من المعتدين. واعلم أن الساعة قريب والمالك رقيب، وسيوضع لك الميزان، وكما تدين تُدان، فلا تظلم نفسك وكن من المتقين. ولا أجادلكم اليوم بالأخبار، فإنها لها أذيال كالبحر الذخار، ولا يُخرج منها الدررَ إلّا ذوالأبصار، والناس يكذّبون بعضهم بعضا عند ذكر الآثار، فلا ينتفعون منها إلا قليل من الأحرار، وإنما أقول لكم ما عُلّمتُ من ربى لعل اللّٰه يهديكم إلى الأسرار. وإنى أُخبرتُ أنهم من الصالحين، ومن آذاهم فقد آذى اللّٰه وكان من المعتدين،

اور اس شخص کی طرح مت ہو جو دنیا سے پیار کرتا اور اس کا طالب ہے اور آخرت کو چھوڑتا اور اسے باطل قرار دیتا ہے۔ تقویٰ اور حلم کی راہوں کو نہ چھوڑ اور جس چیز کا علم نہ ہو اس کی اتباع نہ کر اور زیادتی کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ اور یہ جان لے کہ قیامت قریب ہے اور مالک خدا دیکھ رہا ہے۔ تیرے لئے (تیرے اعمال کی) میزان نصب کر دی جائے گی اور جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اپنے نفس پر ظلم نہ کر اور متقیوں میں سے ہو جا۔ مَیں اس وقت تمہارے ساتھ روایات کے متعلق بحث نہیں کروں گا کیونکہ بحرِ ذخار کی طرح ان کے دامن پھیلے ہوئے ہیں اور ان سے صرف صاحبِ بصیرت ہی موتی نکال سکتے ہیں۔ روایات و آثار کا تذکرہ کرتے وقت لوگ ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہیں، اور معدودے چند شرفاء ہی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور میں تمہیں وہی کچھ کہتا ہوں جس کی میرے ربّ نے مجھے تعلیم دی۔ شاید اللہ تمہاری ان اسرار کی طرف رہنمائی فرماوے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ (خلفاء راشدین) صلحاء میں سے تھے۔ جس نے انہیں ایذا پہنچائی تو اس نے درحقیقت اللہ کو اذیّت دی اور وہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو گیا۔

ومن سبّهم بلسان سليط وغيظ مستشيط، وما انتهى عن اللعن والطعن وما ازدجر من الفحش والهذيان، بل عزا إليهم أنواع الظلم والغصب والعدوان، فما ظلم إلا نفسه، وما عادىٰ إلا ربّه، وإن الصحابة من المبرَّئين. فلا تجترئوا على تلك المسالك، فإنها من أعظم المهالك، وليعتذر كل لعّان من فرطاته، وليتّق الله ويوم مؤاخذاته، وليتّق ساعة تهيّج أسف المخطئين، وتُرِى ناصية العادين. وأَيمُ الله إنه تعالٰى قد جعل الشيخَين والثالث الذى هو ذو النُّورَين، كأبواب للإسلام وطلائع فوج خير الأنام، فمن أنكر شأنهم وحقّر برهانهم، وما تأدّب معهم بل أهانهم، وتصدى للسب وتطاوُل اللسان،

اور جس نے زبان درازی کر کے اور غیظ وغضب سے مشتعل ہو کر انہیں گالیاں دیں اور لعن اور طعن سے باز نہ آیا نہ ہی فحش گوئی اور بکواس سے رُکا بلکہ ہر قسم کا ظلم اور غصب اور زیادتی ان کی طرف منسوب کی تو دراصل اس نے خود اپنے آپ پر ہی ظلم کیا اور صرف اپنے ربّ سے ہی دشمنی کی۔ صحابہؓ ان تہمتوں سے بَری ہیں پس ایسی راہوں پر چلنے کی جرأت نہ کرو کیونکہ یہ سب بہت بڑی ہلاکت کی راہیں ہیں۔ لہٰذا ہر لعنت ڈالنے والے شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی زیادتیوں سے توبہ کر لے۔ اور اللہ اور اس کے مؤاخذے کے دن سے ڈرے۔ اور اس گھڑی سے ڈرے جو خطا کاروں کے افسوس میں ہیجان برپا کر دے گی اور دشمنی کرنے والوں کی پیشانی دکھا دے گی۔ اور بخدا، اللہ تعالیٰ نے شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) کو اور تیسرے جو ذوالنورین ہیں ہر ایک کو اسلام کے دروازے اور خیر الانام (محمد رسول اللہؐ) کی فوج کے ہراول دستے بنایا ہے۔ پس جو شخص ان کی عظمت سے انکار کرتا ہے اور ان کی قطعی دلیل کو حقیر جانتا ہے اور ان کے ساتھ ادب سے پیش نہیں آتا بلکہ ان کی تذلیل کرتا اور اُن کو بُرا بھلا کہنے کے درپے رہتا اور زبان درازی کرتا ہے

فأخاف عليه من سوء
الخاتمة وسلب الإيمان.
والذين آذوهم ولعنوهم
ورموهم بالبهتان، فكان آخر
أمرهم قساوة القلب و **غضب**
الرحمان. وإني جربتُ
مرارا وأظهرتها إظهارًا، أن
بغض هٰؤلاء السادات من
أكبر القواطع عن اللّٰه مظهرِ
البركات، ومن عاداهم فتُغلَق
عليه سُدَدُ الرحمة والحنان، ولا
تُفتح له أبواب العلم والعرفان،
ويتركه اللّٰه في جذبات الدنيا
وشهواتها، ويسقط في وهاد
النفس وهوّاتها، ويجعله من
المبعدين المحجوبين. وإنهم
أُوذوا كما أُوذي النبيون، ولُعنوا
كما لُعن المرسلون، فحقق
بذٰلك ميراثهم للرسل، وتحقّقَ
جزاؤهم كأئمة النِحل والملل
في يوم الدّين. فإن مؤمنا إذا لُعن

مجھے اس کے بدانجام اورسلبِ ایمان کا ڈر
ہے۔اور جنہوں نے ان کو دکھ دیا، اُن پر لعن کیا
اور بہتان لگائے تو دل کی سختی اور خدائے رحمٰن
کا غضب اُن کا انجام ٹھہرا۔ میرا بارہا کا تجربہ
ہے اور میں اس کا کھلے طور پر اظہار بھی کر چکا
ہوں کہ ان سادات سے بُغض وکینہ رکھنا برکات
﴿۱۰﴾ ظاہر کرنے والے اللہ سے سب سے زیادہ قطع
تعلقی کا باعث ہے اور جس نے بھی ان سے
دشمنی کی تو ایسے شخص پر رحمت اور شفقت کی سب
راہیں بند کر دی جاتی ہیں اور اس کے لئے علم و
عرفان کے دروازے وا نہیں کئے جاتے اور اللہ
انہیں دنیا کی لذات وشہوات میں چھوڑ دیتا ہے
اور نفسانی خواہشات کے گڑھوں میں گرا دیتا
ہے۔اور اسے (اپنے آستانے سے) دور رہنے
والا اور محروم کر دیتا ہے۔انہیں (خلفاء راشدین
کو) اسی طرح اذیّت دی گئی جس طرح نبیوں کو
دی گئی اور ان پر لعنتیں ڈالی گئیں جس طرح
مرسلوں پر ڈالی گئیں۔اس طرح اُن کا رسولوں کا
وارث ہونا ثابت ہو گیا۔اور روزِ قیامت ان کی
جزا اقوام وملل کے ائمہ جیسی متحقق ہو گئی۔کیونکہ
جب مومن پر کسی قصور کے بغیر لعنت ڈالی جائے

وكُفر من غير ذنب، ودُعى بهجو وسبّ من غير سبب، فقد شابهَ الأنبياء وضاهى الأصفياء، فسيُجزى كما يُجزى النبيون، ويرى الجزاء كالمرسلين. ولا شك أن هؤلاء كانوا على قدم عظيم فى اتباع خير الأنبياء، وكانوا أُمّةً وسطًا كما مدحهم ذو العزّ والعلاء، وأيدهم بروح منه كما أيّد كل أهل الاصطفاء. وقد ظهرت أنوار صدقهم وآثار طهارتهم كأجلى الضياء، وتبين أنهم كانوا من الصادقين. **ورضى الله عنهم ورضوا عنه**، وأعطاهم ما لم يُعطَ أحد من العالمين. أَهُم كانوا منافقين؟ حاشا وكلا، بل جلّ معروفهم وجلٰى، وإنهم كانوا طاهرين. لا عيب كتطلّب مثالبهم وعثراتهم، ولا ذنب كتفتيش معائبهم وسيّئاتهم،

اور کافر کہا جائے اور بلاوجہ اس کی ہجو کی جائے اور اُسے بُرا بھلا کہا جاوے تو وہ انبیاء کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اور (اللہ کے) برگزیدہ بندوں کی مانند بن جاتا ہے پھر اُسے بدلہ دیا جاتا ہے جیسا نبیوں کو بدلہ دیا جاتا ہے۔ اور مرسلوں جیسی جزا پاتا ہے۔ یہ لوگ بلاشبہ حضرت خیر الانبیاء کی اتباع میں عظیم مقام پر فائز تھے۔ اور جیسا کہ بزرگ و برتر اللہ نے ان کی مدح فرمائی وہ ایک اعلیٰ امت تھے۔ اور اس نے خود اپنی روح سے ان کی ایسی ہی تائید فرمائی جیسے وہ اپنے تمام برگزیدہ بندوں کی تائید فرماتا ہے اور فی الحقیقت ان کے صدق کے انوار اور ان کی پاکیزگی کے آثار پوری تابانی سے ظاہر ہوئے۔ اور یہ کھل کر واضح ہو گیا کہ وہ سچے تھے۔ اور اللہ ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے انہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو دنیا جہاں میں کسی اور کو نہ دیا گیا تھا۔ کیا وہ منافق تھے! حَاشَا وَ کَلَّا (ایسا ہرگز نہ تھا) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی نیکیاں عظیم اور درخشاں تھیں۔ وہ یقیناً پاکباز تھے۔ ان کے عیوب اور ان کی لغزشوں کی جستجو کرنے سے بڑھ کر کوئی عیب نہیں اور ان کے نقائص اور برائیوں کی تلاش سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔

واللّٰه إنهم كانوا من المغفورين. والقرآن يحمدهم ويُثني عليهم ويبشرهم بجنّات تجرى من تحتها الأنهار، ويقول إنهم أصحاب اليمين والسابقون والأخيار والأبرار، ويسلّم بسلام البركات عليهم، ويشهد أنهم كانوا من المقبولين. ولا شك أنهم قوم أدحضوا المودّات للإسلام، وعادَوا القوم لمحبة خير الأنام، واقتحموا الأخطار لمرضاة الرب العلام، والقرآن يشهد أنهم آثروا مولاهم وأكرموا كتابه إكرامًا، وكانوا يبيتون لربّهم سُجّدًا وقياما، فأى ثبوت قطعي على ما خالفه القرآن؟ والظن لا يُساوى اليقين أيها الظانّ. أتقوم على جهة يبطله الفرقان؟ فأَخْرِجْ لنا إن جاءك البرهان ولا تتبع ظنون الظانين.

بخدا وہ سب بخشے ہوئے لوگ تھے۔ قرآن ان کی مدح وثنا کرتا اور انہیں ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور فرماتا ہے کہ وہ اَصْحَابُ الیَمِین اور سابقین اور اخیار وابرار ہیں۔ اور بھلے ہیں وہ انہیں برکتوں بھرا سلام پیش کرتا اور اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ وہ مقبولوں میں سے تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی خاطر تمام محبتوں کو ٹھکرا دیا۔ اور خیر الانامؐ کی محبت کی خاطر اپنی قوم سے دشمنی مول لی اور عَلَّامُ الغُیوب خدا کی رضا کی خاطر خطرات میں گھس گئے۔ قرآن اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ انہوں نے اپنے مولیٰ کو مقدم رکھا، اس کی کتاب (قرآن) کی انتہائی عزت کی اور وہ اپنے ربّ کی خاطر بحالتِ سجود و قیام راتیں گزارتے تھے، قرآن کی مخالفت میں تمہارے پاس کون سا قطعی ثبوت ہے؟ اے ظن کی پیروی کرنے والے! ظن یقین کے برابر نہیں ہوا کرتا۔ کیا تو اس جہت پر کھڑا ہوتا ہے جسے فرقانِ (حمید) باطل کر رہا ہے۔ اگر تجھے کوئی دلیل سوجھتی ہے تو ہمارے سامنے پیش کر اور ظن کرنے والوں کے ظنون کی پیروی مت کر۔

والله إنهم رجال قاموا في
مواطن الممات لنصرة خير
الكائنات، وتركوا لله آباءهم
وأبناءهم ومزّقوهم بالمرهفات،
وحاربوا الأحبّاء فقطعوا الرؤوس،
وأعطوا لله النفائس والنفوس،
وكانوا مع ذلك باكين لقلة
الأعمال ومتندمين. وما
تمضمضت مُقلتهم بنوم الراحة،
إلا قليل من حقوق النفس
للاستراحة، وما كانوا متنعمين.
فكيف تظنون أنهم كانوا
يظلمون ويغصبون، ولا يعدلون
ويجورون؟ وقد ثبت أنهم خرجوا ﴿۱۱﴾
من الأهواء، وسقطوا في حضرة
الكبرياء، وكانوا قومًا فانين.
فكيف تسبّون أيها الأعداء؟
وما هذا الارتياء الذي يأباه
الحياء؟ فاتقوا الله وارجعوا
إلى رفق وحلم، ستُسألون عمّا
تظنّون بغير علم وبرهان مبين.

خدا کی قسم وہ ایسے لوگ ہیں جو خیرالکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی خاطر موت کے میدانوں میں ڈٹ گئے اور اللہ کی خاطر انہوں نے اپنے باپوں اور بیٹوں کو چھوڑ دیا اور انہیں تیز دھار تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اپنے پیاروں سے جنگ کی اور ان کے سر قلم کئے۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے نفیس اموال اور جانیں نثار کیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنے اعمال کی قلت پر روتے اور سخت نادم تھے۔ اور ان کی آنکھ نے بھرپور نیند کا مزا نہیں لیا مگر بہت قلیل جو آرام کے لحاظ سے نفس کا لازمی حق ہے۔ اور وہ نعمتوں کے دلدادہ نہیں تھے۔ پس تم کیسے خیال کرتے ہو کہ وہ ظلم کرتے تھے، مال غصب کرتے تھے، عدل نہیں کرتے تھے اور جور و ستم کرتے تھے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ نفسانی خواہشات سے باہر آ چکے تھے اور وہ ہمیشہ آستانۂ الٰہی پر گرے رہتے تھے اور وہ فنا فی اللہ لوگ تھے۔ اے دشمنو! کیسے تم انہیں گالیاں دیتے ہو۔ اور یہ کیسی سمجھ ہے جس کا حیا انکار کرتی ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور نرمی اور بُردباری کی طرف رجوع کرو۔ بغیر علم اور واضح دلیل کے تم جو گمان کرتے ہو اُن کی بابت تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔

لا تنظروا إلى ذلاقتي ومرارة مذاقتي، وانظروا إلى دليل عرضتُ عليكم وأمعِنوا فيه بعينيكم، فإنكم تبعتم ظنون الظانين، وتركتم كتابا يهب الحق واليقين، وما بعد الحق إلّا ضلال مبين. وكيف يُنسَب إلى الصحابة ما يُخالف التقوىٰ وسُبله، ويُباين الورع وحُلله، مع أن القرآن شهد بأن اللّٰه حبَّب إليهم الإيمان، وكرَّه إليهم الكفر والفسوق والعصيان، وما كَفَّرَ أحدا منهم مع وقوع المقاتلة، فضلا عن المشاجرة، بل سمّى كلَّ أحد من الفريقين مسلمين، وقال وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا. فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ. فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا

تم میری زبان کی تیزی اور میرے اسلوب کی تلخی نہ دیکھو بلکہ اس دلیل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہے اور اس پر گہری نگاہ ڈالو۔ کیونکہ تم صرف بدظنّی کرنے والوں کے خیالوں کے پیچھے لگے رہے ہو، اور تم نے اُس کتاب کو چھوڑ دیا جو حق اور یقین عطا کرتی ہے۔ حق کو چھوڑ کر کھلی گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ صحابہ کی طرف وہ امور کیونکر منسوب کئے جاسکتے ہیں جو تقویٰ اور اس کی راہوں کے مخالف اور پرہیزگاری اور اس کی پوشاکوں کے منافی ہیں جبکہ قرآن نے یہ گواہی دی ہے کہ اللہ نے ان کے لئے ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر، فسوق اور عصیان کو ناپسندیدہ۔ اور ان میں سے کسی کو بھی نزاعِ باہمی تو کجا آپس میں برسرپیکار ہونے کے باوجود کافر قرار نہیں دیا بلکہ اللہ نے ان ہر دو فریق کو مسلمان کا نام دیا ہے۔ اور فرمایا وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۔ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۔ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا

بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا. اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ. اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ
مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا
خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ
عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ.
وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا
بِالْاَلْقَابِ. بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ
بَعْدَ الْاِيْمَانِ. وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ. اِنَّ
بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا
وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا. اَيُحِبُّ
اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ
مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ. وَاتَّقُوا اللّٰهَ. اِنَّ
اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ.

بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ۔ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى
اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ
نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۔ وَلَا
لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ ۔
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ ۔ وَمَنْ
لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا
وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۔ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ
اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۔ [١]

[١] اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن دونوں میں صلح کرا دو۔ پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے، تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان (دونوں لڑنے والوں) میں صلح کرا دو اور انصاف کو مدِّ نظر رکھو اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صلح کرا دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر

فانظر إلى ما قال الله وهو أصدق الصادقين. إنك تُكفّر المؤمنين لبعض مشاجرات، وهو يسمّي الفريقين مؤمنين مع مقاتلات ومحاربات، ويُسميهم إخوة مع بغي البعض على البعض ولا يُسمي فريقا منهم كافرين، بل يغضب على الذين يتنابزون بالألقاب، ويلمزون أنفسهم ولا يسترون كالأحباب، ويسخرون ويغتابون ويظنون ظن السوء ويمشون متجسّسين. بل يُسمي مرتكب هذه الأمور فسوقا بعد الإيمان،

پس اللہ تعالیٰ کے فرمان پر غور کرو اور اللہ اَصدق الصادقین ہے۔ تُو مومنوں کو ان کے بعض تنازعات کی بنا پر کافر قرار دیتا ہے حالانکہ وہ ان کی باہم لڑائیوں اور جنگوں کے باوجود ہر دو فریق کو مومن قرار دیتا ہے اور بعض کے بعض کے خلاف سرکشی کرنے کے باوجود اُن کا نام بھائی بھائی رکھتا ہے۔ وہ ان میں سے کسی فریق کو کافر نہیں ٹھہراتا۔ بلکہ وہ ان لوگوں سے ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے جو ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کرتے ہیں اور اپنوں کی عیب گیری کرتے ہیں اور دوستوں کی طرح پردہ پوشی نہیں کرتے۔ اور تمسخر، غیبت اور بدظنی کرتے ہیں اور ان کی برائیوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں بلکہ وہ ان بُرائیوں کے مرتکب شخص کے لئے ایمان لے آنے کے بعد فاسق نام رکھتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۔ سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں، اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (الحجرات: ۱۰ تا ۱۳)

ويغضب عليه كغضبه على أهل
العدوان، ولا يرضى بعباده أن
يسبّوا المؤمنين المسلمين، هذا مع
أنه يُسمى فى هذه الآيات فريقًا من
المؤمنين باغين ظالمين، وفريقا من
الآخرين مظلومين، ولٰكن لا يسمى
أحدًا منهما مرتدين. وكفاك هذه ﴿۱۲﴾
الهداية إن كنتَ من المتقين، فلا
تُدخِل نفسك تحت هذه الآيات،
ولا تبادر إلى المهلكات، ولا
تقعد مع المعتدين. وقال الله فى
مقام آخر فى مدح المؤمنين
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا
اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا . فانظر
كلمات رب العالمين. أتُسمِّى
قوما فاسقين سماهم الله متقين؟
ثم قال عزّ وجلّ فى مدح صحابة
خاتم النبيين. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى
الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ

اور وہ ایسے شخص پر اسی طرح ناراض ہوتا ہے جیسے وہ زیادتی کرنے والوں پر ناراض ہوتا ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے پسند نہیں کرتا کہ وہ مومنوں مسلمانوں کو گالی دیں باوجود اس کے کہ وہ ان آیات میں مومنوں کے ایک فریق کو باغی اور ظالم اور دوسرے فریق کے لوگوں کو مظلوم قرار دیتا ہے لیکن وہ ان میں سے کسی فریق کو مرتد قرار نہیں دیتا۔ اگر تُو متقی ہے تو یہ رہنمائی تیرے لئے کافی ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو ان آیات کی زد میں نہ لا۔ اور ہلاکت کے امور کی طرف جلدی مت کر اور حد سے تجاوز کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھ۔ اللہ نے ایک اور مقام پر مومنوں کی مدح میں فرمایا ہے۔ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا [1] ربّ العالمین کے کلمات پر غور کر کیا تو ان لوگوں کو فاسق کہتا ہے جن کا نام اللہ نے متقی رکھا۔ پھر اللہ عزّ وجلّ نے خاتم النبیّین کے صحابہ کی مدح میں فرمایا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ

[1] اللہ نے انہیں تقویٰ کے طریق پر ثابت قدم رکھا اور وہ بلا شبہ اس کے حقدار اور اہل تھے۔ (الفتح: ۲۷)

رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا. سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ. فـانظـر كيف سـمّـى كل من عاداهم كافرًا، وغضب عليهم، فاخش اللّٰه واتق الذى يغيظ بالصحابة كافرين، وتدبَّرْ فى هـذه الآيات وآيات أخرى لعل اللّٰه يجعلك من المهتدين.

ومـن تـظـنّـى مـن الشيعة أن الصدّيق أو الـفـاروق غصَب الحقوق، وظلم المرتضٰى أو الـزهـراء، فتـرَك الإنصاف

رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ [۱] پس غور کرو کہ اس نے کس طرح ان سے دشمنی کرنے والے ہر شخص کا نام کافر رکھا اور ان پر ناراض ہوا۔ پس اللہ سے ڈر اور اس ذات سے خوف کر جو صحابہ کی وجہ سے کافروں کو غصّہ دلاتی ہے اور ان آیات اور دوسری آیات پر تدبر کر۔ شاید اللہ تجھے ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا دے۔

شیعہ حضرات میں سے جو یہ خیال کرتا ہے کہ (ابوبکر) صدیقؓ یا (عمر) فاروقؓ نے (علی) مرتضٰیؓ یا (فاطمۃ) الزہراءؓ کے حقوق کو غصب کیا اور ان پر ظلم کیا تو ایسے شخص نے انصاف کو چھوڑا

[۱] محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال ہے جو تورات میں ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تا کہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ (الفتح:۳۰)

وأحبَّ الاعتساف، وسلَكَ مسلكَ الظالمين. إن الذين تركوا أوطانهم وخلّانهم وأموالهم وأثقالهم للّٰه ورسوله، وأُوذوا من الكفّار وأُخرِجوا من أيدى الأشرار، فصبروا كالأخيار والأبرار، واستُخلِفوا فما أترعوا بيوتهم من الفضة والعَين، وما جعلوا أبنائهم وبناتهم ورثاءَ الذهب واللُّجَين، بل ردّوا كل ما حصل إلى بيت المال، وما جعلوا أبناء هم خلفاء هم كأبناء الدنيا وأهل الضلال، وعاشوا فى هذه الدنيا فى لباس الفقر والخصاصة، وما مالوا إلى التنعم كذوى الإمرة والرياسة. أيُظَنّ فيهم أنهم كانوا ينهبون أموال الناس بالتطاولات ويميلون إلى الغصب والنهب والغارات؟ أكان هذا أثر صحبة رسول اللّٰه خيرِ الكائنات وقد حمد هم اللّٰه وأثنى عليهم رب المخلوقات؟

اور زیادتی سے پیار کیا اور ظالموں کی راہ اختیار کی۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اپنے وطن، عزیز دوست اور مال و متاع چھوڑے اور جنہیں کفار کی طرف سے اذیتیں دی گئیں اور جو شر پسندوں کے ہاتھوں بے گھر ہوئے مگر (پھر بھی) انہوں نے اچھے اور نیک لوگوں کی طرح صبر کیا۔ اور وہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے (پھر بھی) گھروں کو سیم وزر سے نہ بھرا۔ اور نہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو سونے اور چاندی کا وارث بنایا بلکہ جو کچھ حاصل ہوا وہ بیت المال کو دے دیا۔ اور انہوں نے دنیاداروں اور گمراہوں کی طرح اپنے بیٹوں کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔ انہوں نے اس دنیا میں زندگی فقر اور تنگ دستی کی حالت میں بسر کی۔ اور وہ امراء اور رؤساء کی طرح ناز ونعمت کی طرف مائل نہ ہوئے۔ کیا ان کے بارے میں یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ ازراہِ تعدّی لوگوں کے اموال چھیننے والے تھے اور حق چھیننے، لوٹ مار کرنے اور غارت گری کی طرف میلان رکھنے والے تھے۔ کیا سرورِ کائنات رسول اللہ ﷺ کی صحبتِ قُدسیہ کا یہ اثر تھا؟ حالانکہ اللہ تمام کائنات کے ربّ نے ان کی حمد وثناء کی۔

كلا بل إنه زكّى نفوسهم وطهّر قلوبهم، ونوّر شموسهم، وجعلهم سابقين للطيبين الآتين. ولا نجد احتمالا ضعيفا ولا وهما طفيفا يُخبر عن فساد نياتهم، أو يشير إلى أدنٰى سيّئاتهم، فضلا عن جزم النفس على نسبة الظلم إلى ذواتهم، واللّٰه إنّهم كانوا قومًا مقسطين. ولو أنهم أُعطوا واديا من مال من غير حلال فما تَفَلوا عليه وما مالوا كأهل الهواء، ولو كان ذهبا كأمثال الرُبٰى، أو كمقدار الأرضين. ولو وجدوا حلالا من المال لأنفقوه في سبل ذي الجلال ومهمات الدين. فكيف نظن أنهم أغضبوا الزهراء لأشجار، وآذوا فلذة النبي كأشرار، بل للأحرار نيّات، ولهم على الحق ثبات، وعليهم من اللّٰه صلوات، واللّٰه يعلم ضمائر المتقين.

حقیقت یہ ہے کہ (اللہ) نے ان کے نفوس کا تزکیہ فرمایا اور ان کے دلوں کو پاکیزگی بخشی اور ان کے وجودوں کو منور کیا۔ اور آئندہ آنے والے پاکبازوں کا پیشرو بنایا۔ اور ہم کوئی کمزور احتمال اور سطحی خیال بھی نہیں پاتے جو ان کی نیتوں کے فساد کی خبر دے یا ان کی ادنیٰ برائی کی طرف اشارہ کرتا ہو چہ جائیکہ کہ ان کی ذات کی طرف ظلم منسوب کرنے کا کوئی پختہ اِرادہ کرے۔ بخدا وہ انصاف کرنے والے لوگ تھے۔ اگر انہیں مالِ حرام کی وادی بھی دی جاتی تو وہ اس پر تھوکتے بھی نہیں اور نہ ہی حریصوں کی طرح اس کی طرف مائل ہوتے۔ خواہ سونا پہاڑوں جتنا یا سات زمینوں جتنا ہوتا۔ اگر انہیں حلال مال ملتا تو وہ ضرور اسے صاحب جبروت (خدا) کی راہ اور دینی مہمات میں خرچ کرتے۔ پس ہم یہ کیسے خیال کر سکتے ہیں کہ انہوں نے چند درختوں کی خاطر (فاطمۃ) الزہراءؓ کو ناراض کر دیا اور جگر گوشۂ نبی (ﷺ) کو شر پسندوں کی طرح اذیّت دی۔ بلکہ شرفاء نیک نیت ہوتے اور حق پر ثابت قدم ہوتے ہیں اور اللہ کی طرف سے ان پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ متقیوں کے باطن کو خوب جانتا ہے ﴿۱۳﴾

وإن كـان هـذا من نوع الإيذاء فـمـا نـجـا أسـد الـلّٰه الفتى من هذا، بل هو أحد من الشركاء، فـإنـه اختـطـب بنت أبا الجهل وآذى الـــزهـــراء. فـإيـاك والاعتـداء، وخُذِ الاتقاء ودَعِ الاعتـداء ولا تتنـاولُ فُـضـالة الـذيـن زاغـوا عـن الـمـحجّة، وأعـرضـوا عن الحق بعد رؤية أنـوار الـحـجّة، وكـانوا على البـاطـل مصرّين. وإني أدلّك إلـى صـــراط تـنـجيك مـن شبهات، فتـدبَّرْ ولا تركَنْ إلى جهـلات. وأقول للّٰه وأرجو أن تـنـيـب، ولـو أسمع من بعضكم التـــثـريـب، ولا يهتدى عبد إلّا إذا أراد الـلّٰـه هداه، ولا يرتوى أحـدٌ إلا مـن سُـقـيـاه. إنـه يرَى قـلبـي وقـلوبكم، وينظر قدمي وأسـلـوبـكـم، ويـعـلـم مـا فـي صدور العالمين.

اور اگر یہ ایذا رسانی کی کوئی قسم ہے تو پھر اس سے جواں مرد شیر خدا (حضرت علیؓ) بھی نہیں بچے۔ بلکہ وہ بھی برابر کے شریک ٹھہرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور (حضرت فاطمۃ) الزہرہؓ کو اذیّت دی۔ پس زیادتی سے بچو اور تقویٰ اختیار کرو اور حد سے تجاوز کرنا چھوڑ دو اور ان لوگوں کا پس خوردہ تناول نہ کرو جو سیدھے راستے سے ہٹ گئے اور روشن دلائل دیکھنے کے باوجود انہوں نے حق سے منہ موڑ لیا۔ اور باطل پر مصر رہے۔ میں تمہیں ایک ایسی راہ بتاتا ہوں جو تمہیں شبہات سے نجات دے گی۔ لہٰذا تدبر سے کام لو اور جاہلانہ باتوں کی طرف مت جھکو! اور میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، خواہ مجھے تم میں سے بعض سے ملامت سننی پڑے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم (حق کی طرف) جھکو گے۔ اور کوئی بندہ ہدایت نہیں پا سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت دینے کا اِرادہ نہ فرمالے اور اُسی کے پلانے سے ہی بندہ سیراب ہوتا ہے۔ وہ میرے دل کو اور تمہارے دلوں کو بھی دیکھ رہا ہے اور اس کی نظر میرے اقدام اور تمہارے طریق پر ہے اور وہ تمام جہانوں کے سینوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

فاعلم أيها العزيز أن حزبًا من علـماء الشيعة ربما يقولون إن خلافة الأصحاب الثلاثة ما ثبت من الكتاب والسُنّة، وأما خلافة سيدنا المرتضٰى وأسد الله الأتقٰى فثبت من وجوه شتّى وبرهان أجلٰى، فلزم من ذلك أن يكون الخلفاء الثلاثة غاصبين ظالمين آلتين، فإن خلافتهم ما ثبتت من خاتم النبيين وخير المرسلين.

أما الجواب فلا يخفى على المتدبرين الفارهين وعباد الله المتقين، أن ادعاء ثبوت خلافة سيّدنا المرتضٰى صلفٌ بحتٌ ما لحقه من الصدق سنا وزورةُ طيف ليس معه شهادة من كتاب ربنا الأعلٰى، وليس في أيدى الشيعة شمّةٌ على ثبوت هذا الدعوَى، فلا شك أن خلافته عارى الجلدة من حلل الثبوت، وبادى الجردة كالسبروت،

اے عزیز! جان لو کہ شیعہ علماء میں سے کچھ لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ اصحابِ ثلاثہ (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ) کی خلافت کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہے۔ رہی سب سے بڑھ کر متقی شیرِ خدا، حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت تو وہ کئی اعتبار سے اور روشن دلیل سے ثابت ہے۔ لہٰذا اس سے یہ لازم ٹھہرا کہ تینوں خلفاء غاصب، ظالم اور حق تلفی کرنے والے تھے۔ بناء بر ایں اُن کی خلافت خاتم النبیّین اور خیر المرسلینؐ سے ثابت نہیں ہوتی۔

اما الجواب، غور وفکر کرنے والے زیرک اور اللہ کے تقویٰ شعار بندوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ سیدنا (حضرت علی) مرتضیٰؓ کی خلافت کے ثبوت کا یہ دعویٰ کرنا محض لاف زنی ہے جس میں صداقت کی کوئی روشنی نہیں۔ اور ایسا بعید از قیاس خیال ہے جس کی تائید میں ہمارے بزرگ و برتر ربّ کی کتاب سے کوئی شہادت موجود نہیں اور اہل تشیع کے ہاتھ میں اس دعویٰ کا ذرّہ بھر ثبوت نہیں پس اس میں کوئی شک نہیں کہ ان (علیؓ) کی خلافت جامۂ ثبوت سے عاری محض اور ایک ایسے محتاج فقیر کی طرح ہے جس کا ننگ ظاہر و باہر ہو

ولـو كان عليٌّ بحرَ الأنوار ومستغنيا عن النعوت. فلا تُجادل من غير حق، ولا تستشفر بفويطتك في الرياغة، ولا تُرنا تُرّهات البلاغة، ولا تقفُ طرق المتعسفين. وإني والله لطالما فكرت في القرآن وأمعنتُ في آيات الفرقان، وتلقيتُ أمر الخلافة بوسائل التحقيق، وأعددت له الأُهَبَ كلها للتدقيق، وصرفتُ ملامح عيني إلى كل الأنحاء، ورميتُ مرامي لحظي إلى جميع الأرجاء، فما وجدتُ سيفًا قاطعًا في هذا المصاف كآية الاستخلاف، واستبنتُ أنها من أعظم الآيات، والدلائل الناطقة للإثبات، والنصوص الصريحة من رب الكائنات، لكل من يريد أن يحكم بالحق كالقضاة، وأتيقن أنه من طاب خِيمُه، وأُشرِبَ ماء الإمعان أديمُه، يقبلها شاكرا، ويحمد الله ذاكرا، على ما هداه وأخرجه من الضالّين. ﴿۱۴﴾

خواہ حضرت علیؓ انوار کے سمندر ہوں اور تعریف و توصیف سے مستغنی ہوں۔ اس لئے ناحق بحث نہ کرو، اور اپنی لنگوٹی کس کرا کھاڑے میں مت اُترو اور ہمارے سامنے اپنی جھوٹی بلاغت کا اظہار نہ کرو اور ظالموں کی راہیں اختیار نہ کرو۔ اور اللہ کی قسم میں نے بارہا قرآن میں غور وفکر کیا اور فرقانِ (حمید) کی آیات کو گہری نظر سے دیکھا اور امر خلافت سے متعلق تحقیق کے تمام ذرائع اختیار کئے اور اس بارے میں تحقیق وتدقیق کے لئے ہر قسم کی تیاری کی اور ہر طرف اپنی نظر دوڑائی۔ اور اپنی نگاہِ تحقیق کے تیر ہر جانب چلائے لیکن میں نے اس میدان میں آیت استخلاف سے بڑھ کر کوئی شمشیرِ بُرّاں نہیں پائی۔ اور مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ یہ آیت خلافت کے ثبوت میں عظیم تر آیت اور دلیلِ ناطق ہے اور ہر اس شخص کے لئے جو قاضیوں کی طرح حق و صداقت سے فیصلہ کرنا چاہے۔ یہ آیت ربّ کائنات کی طرف سے نصوصِ صریحہ میں سے ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہر وہ شخص جو نیک طینت ہے اور غور وفکر کرنا اس کی گھٹی اور سرشت میں داخل ہے وہ اسے شکر گزاری سے قبول کرے گا اور اس بات کو یاد رکھتے ہوئے اللہ کی تعریف کرے گا کہ اُس نے اُسے صحیح راہ دکھائی اور اُسے گمراہوں سے نکالا۔

وإن آيـات الـفـرقـان يقينية وأحكامها قطعية، وأما الأخبار والآثار فظنية وأحكامها شكية، ولو كانت مروية من الثقات ونحارير الرواة. ولا تنظروا إلى نضرة حليتها وخضرة دوحتها، فإن أكثرها ساقطة في الظلمات، وليست بمعصومة من مس أيدي ذوي الظلامات، وقد عسر اشتيارها من مشار النحل، وإنما أُخذت من النهل. هذا حال أكثر الأحاديث كما لا يخفى على الطيّب والخبيث، فبأي حديث بعد كتاب الله تؤمنون؟ وإذا حصحص الحق فأين تذهبون؟ وماذا بعد الحق إلا الضلال، فاتقوا الضلال يا معشر المسلمين. وقد قلتُ من قبل أن الآثار ما كفلت التزام اليقينيات، بل هي ذخيرة الظنيات والشكيات، والوهميات والموضوعات،

فرقانِ (حمید) کی آیات یقینی اور اس کے احکام قطعی ہیں البتہ اخبار و روایات ظنّی ہیں اور ان کے احکام شک پر مبنی ہیں خواہ وہ کتنے ہی ثقہ اور ماہرینِ فن راویوں سے مروی ہوں۔ اس لئے تم ان کی ظاہری شکل کے حسن و جمال اور ان کے تناور درخت کی شادابی کو مت دیکھو کیونکہ ان میں سے اکثر تاریکیوں میں پڑی ہوئی ہیں اور ظلمت کے باسیوں کی دست بُرد سے محفوظ نہیں۔ ان کی اصلیت معلوم کرنا شہد کے چھتے میں سے شہد نکالنے سے بھی زیادہ مشکل ہے اور یہ سرسری طور پر لے لی گئی ہیں۔ اکثر احادیث کا یہی حال ہے جیسا کہ ہر نیک و بد پر مخفی نہیں۔ پھر کتاب اللہ کے بعد تم کس بات پر ایمان لاؤ گے۔ جب حق ظاہر ہو گیا تو پھر کہاں جا رہے ہو۔ حق کے بغیر تو گمراہی ہی گمراہی ہے۔ لہٰذا اے مسلمانوں کے گروہ، گمراہی سے بچو۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تمام روایات یقینی امور کی لازمی طور پر ضامن نہیں بلکہ وہ تو ظنّی، شکّی، قیاسی اور وضعی باتوں کا مجموعہ اور ذخیرہ ہیں۔

فمن ترك القرآن واتكأ عليها فيسقط فی هُوة المهلكات ويلحق بالهالكين. إنما الأحاديث كشيخ بالی الرياش بادی الارتعاش، ولا يقوم إلا بهراوة الفرقان وعصا القرآن، فكيف يُرجی منها اكتناز الحقائق وخزنُ نشبِ الدقائق من دون هذا الإمام الفائق؟ فهذا هو الذی يؤوی الغريب ويُطهّر المعيب، ويفتح النطق بالدلائل الصحيحة والنصوص الصريحة، وكله يقين وفيه للقلوب تسكين. وهو أقوی تقريرًا وقولا، وأَوْسع حفاوة وطولا، ومَن تركه ومال إلی غيره كالعاشق، فتجاوز الدّين والدّيانة ومرق مروق السهم الراشق، ومن غادر القرآن وأسقطه من العين،

پس جس نے قرآن کو چھوڑا اور ان (روایات) پر تکیہ کیا تو وہ ہلاکتوں کے گڑھے میں گرے گا اور ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوجائے گا۔ احادیث کا حال اس بوڑھے شخص کا سا ہے جس کا لباسِ فاخرہ بوسیدہ ہو چکا ہو اور (اس کے) بدن پر رَعشہ طاری ہو۔ اور وہ فرقان کی لاٹھی اور عصائے قرآن کے بغیر کھڑا نہ ہوسکتا ہو۔ پس اس امام فائق قرآن کے بغیر ان احادیث سے حقائق کے جمع کرنے اور دقائق کے خزینے اکٹھے کرنے کی، اُمید کیسے کی جاسکتی ہے۔ پس یہی وہ (قرآن) ہے جو غریب روایات کو پناہ دیتا ہے۔ اور عیب کی طرف نسبت والی احادیث کو پاک کرتا اور دلائل صحیحہ اور نصوص صریحہ سے ان کے منطوق کو واضح کرتا ہے۔ اور قرآن تو سراپا یقین ہے اور اس میں دلوں کے لئے تسکین ہے۔ اور وہ الفاظ وبیان میں قوی تر اور شرح وبسط میں وسیع تر ہے۔ اور جس نے اسے چھوڑا اور عاشق زار کی طرح کسی اور کی طرف مائل ہوگیا تو وہ دین ودیانت کی حدود کو پھلانگ گیا اور تیزی سے نکلنے والے تیر کی طرح (کمان) سے نکل گیا۔ اور جس نے قرآن کو ترک کیا اور اسے نظر تخفیف سے دیکھا

وتبع روايات لا دليل على تنزُّهها من المَيْن، فقد ضل ضلالا مبينا، وسيصطلى لظى حسرتين، ويريه الله أنه كان على خطاء مبين. فالحاصل أن الأمن فى اتباع القرآن، والتباب كل التباب فى ترك الفرقان. ولا مصيبة كمصيبة الإعراض عن كتاب اللّٰه عند ذوى العينَين، فاذكروا عظمة هذا الرزء و إن جلّ لديكم رزءُ الحسَين، وكونوا طلاب الحق يا معشر الغافلين.

والآن نذكر الآيات الكريمة والحجج العظيمة على خلافة الصدّيق لنريك ثبوته على وجه التحقيق، فإن طريق الارتياب قطعة من العذاب، ومن تبع الشبهات فأوقع نفسه فى المهلكات، وأما قطع الخصومات فلا يكون إلا باليقينات، فاسمع منى ولا تبعد عنى، وأدعو اللّٰه أن يجعلك من المتبصرين.

اورایسی روایات کی پیروی کی جن کے جھوٹ سے پاک ہونے کی کوئی دلیل نہ تھی تو وہ کھلی کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔ اور وہ ضرور دو حسرتوں کے شعلوں میں جلے گا اور اللہ اسے دکھادے گا کہ وہ واضح غلطی پر تھا۔ پس حاصل کلام یہ کہ تمام تر امن وآشتی قرآن کی اتباع میں اور تمام تر تباہی فرقانِ (حمید) کے چھوڑنے میں ہے۔ اور اہلِ بصیرت کے نزدیک کتاب اللہ سے اعراض کی مصیبت جیسی کوئی اور مصیبت نہیں اس لئے اس مصیبت کی سنگینی کو یاد رکھو۔ اگرچہ (امام) حسینؓ کی مصیبت تمہارے نزدیک بڑی ہے۔ اے غافلوں کے گروہ! حق کے طلب گار بن جاؤ۔

اب ہم خلافت صدیق (اکبرؓ) پر آیات کریمہ اور عظیم دلائل کا ذکر کرتے ہیں تا کہ ہم تحقیق کی رو سے تمہیں اس کا ثبوت پیش کریں کیونکہ شک کی راہ عذاب کا ایک ٹکڑا ہے اور جو شخص شبہات کے پیچھے چلتا ہے وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ اور جھگڑے تو صرف یقینی باتوں سے ہی چکائے جاتے ہیں۔ اس لئے میری سنو اور مجھ سے دور نہ رہو اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں صاحبِ بصیرت بنائے۔

﴿۱۵﴾ قالَ اللّٰه عزّ وجلّ فی کتابه المبین.

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا. يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا. وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ. وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ.

هذا ما بشّر ربّنا للمؤمنين، وأخبر عن علامات المستخلفين،

اللہ عزّ وجلّ نے اپنی کتاب مُبین (قرآن کریم) میں فرمایا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ـ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ـ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ـ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ [1]

مومنوں کے لئے ہمارے ربّ نے یہ بشارتیں دی ہیں اور خلفاء کی علامات بتائی ہیں۔

[1] تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہرگز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مومنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ (النّور: ۵۶ تا ۵۸)

فمن أتى الله للاستماحة، وما سلك مسلك الوقاحة، وما شد جبائر التلبيس على ساعد الصراحة، فلا بد له من أن يقبل هذا الدليل، ويترك المعاذير والأقاويل، ويأخذ طرق الصالحين.

وأما تفصيله ليبدو عليك دليله فاعلموا يا أولي الألباب والفضل اللباب أن الله قد وعد في هذه الآيات للمسلمين والمسلمات أنه سيستخلفنّ بعض المؤمنين منهم فضلًا ورحمًا، ويبدّلنّهم من بعد خوفهم أمنًا، فهذا أمر لا نجد مصداقه على وجه أتمَّ وأكملَ إلا خلافة الصدّيق، فإن وقت خلافته كان وقت الخوف والمصائب كما لا يخفى على أهل التحقيق. فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما تُوفّي نزلت المصائب على الإسلام والمسلمين،

پس جو شخص خدا کے حضور عفو کا طالب ہو کر آتا ہے اور بے حیائی کی راہ پر نہیں چلتا اور صراحت کی کلائی پر حق پوشی کی پٹیاں نہیں باندھتا تو ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دلیل کو قبول کرے اور نامعقول عذر اور بیہودہ باتیں ترک کر دے اور نیک لوگوں کی راہیں اختیار کرے۔

جہاں تک تم پر اس دلیل کی وضاحت کے لئے تفصیل کا تعلق ہے تو اے اہلِ دانش و فضیلت جان لو کہ اللہ نے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں سے ان آیات میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے فضل اور رحم سے ان میں سے بعض مومنوں کو ضرور خلیفہ بنائے گا اور ان کے خوف کو ضرور امن کی حالت میں بدل دے گا۔ اس امر کا اتم اور اکمل طور پر مصداق ہم حضرت صدیق (اکبرؓ) کی خلافت کو ہی پاتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ اہل تحقیق سے یہ امر مخفی نہیں کہ آپ کی خلافت کا وقت خوف اور مصائب کا وقت تھا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو اسلام اور مسلمانوں پر مصائب ٹوٹ پڑے۔

وارتـد كثيـر مـن الـمـنـافقين، وتطاولت ألسنة المرتدين، وادعى النبوة نفرٌ من المفترين، واجتمع عليهم كثير من أهل البادية، حتى لـحـق بـمسيلمة قريبٌ من مائة ألف من الجهَلة الفجَرة، وهاجت الفتن وكثرت المحن، وأحاطت البلايا قريبا وبعيدا، وزُلزل المؤمنون زلزالا شديدا. هنالك ابتُلِيت كل نفس من الناس، وظهرت حالات مُخوفة مدهشة الحواسّ، وكان المؤمنون مضطرين كأن جَمْرًا أُضرمت في قلوبهم أو ذُبحوا بالسكّين. وكانوا يبكون تارة من فراق خير البرية، وأخرى من فتن ظهرت كالنيران المحرقة، ولم يكن أثرًا من أمن، وغلبت المفتتنون كخضراءِ دِمَنٍ، فزاد المؤمنون خوفًا وفزعًا، وملئت القلوب دهشا وجزعا.

بہت سے منافق مرتد ہو گئے اور مرتدوں کی زبانیں دراز ہو گئیں اور افترا پردازوں کے ایک گروہ نے دعویٔ نبوت کر دیا اور اکثر بادیہ نشین ان کے گرد جمع ہو گئے یہاں تک کہ مسیلمہ کذّاب کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب جاہل اور بدکردار آدمی مل گئے اور فتنے بھڑک اُٹھے اور مصائب بڑھ گئے۔ اور آفات نے دور و نزدیک کا احاطہ کر لیا۔ اور مومنوں پر ایک شدید زلزلہ طاری ہو گیا۔ اس وقت تمام لوگ آزمائے گئے اور خوفناک اور حواس باختہ کرنے والے حالات نمودار ہو گئے اور مومن ایسے لاچار تھے کہ گویا ان کے دلوں میں آگ کے انگارے دہکائے گئے ہوں یا وہ چھری سے ذبح کر دیئے گئے ہوں کبھی تو وہ خیر البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جدائی کی وجہ سے اور گاہے ان فتنوں کے باعث جو جلا کر بھسم کر دینے والی آگ کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے روتے۔ امن کا شائبہ تک نہ تھا۔ فتنہ پرداز گند کے ڈھیر پر اُگے ہوئے سبزے کی طرح چھا گئے تھے۔ مومنوں کا خوف اور ان کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی تھی۔ اور دل دہشت اور بے چینی سے لبریز تھے۔

ففي ذلك الأوان جُعِل أبو بكر رضي الله عنه حاكم الزمان وخليفة خاتم النبيين. فغلب عليه همٌّ وغمٌّ من أطوار رآها، ومن آثار شاهدها في المنافقين والكافرين والمرتدين، وكان يبكي كمرابيع الربيع، وتجري عبراته كالينابيع، ويسأل الله خير الإسلام والمسلمين.

وعن عائشة رضي الله عنها قالت لما جُعل أبي خليفة وفوّض الله إليه الإمارة، فرأى بمجرد الاستخلاف تموُّجَ الفتن من كل الأطراف، ومَوْرَ المتنبين الكاذبين، وبغاوة المرتدين المنافقين. فصُبّت عليه مصائب لو صُبّت على الجبال لانهدت وسقطت وانكسرت في الحال، ولكنه أُعطي صبرا كالمرسلين، حتى جاء نصر الله وقُتل المتنبئون وأُهلك المرتدون،

ایسے (نازک) وقت میں (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ حاکمِ وقت اور (حضرت) خاتم النبیّینؐ کے خلیفہ بنائے گئے۔ منافقوں، کافروں اور مرتدوں کے جن رویوں اور طور طریقوں کا آپ نے مشاہدہ کیا ان سے آپ ہم و غم میں ڈوب گئے آپ اس طرح روتے جیسے ساون کی جھڑی لگی ہو اور آپ کے آنسو چشمۂ رواں کی طرح بہنے لگتے اور آپ (رضی اللہ عنہ) (اپنے) اللہ سے اسلام اور مسلمانوں کی خیر کی دعا مانگتے۔

﴿۱۶﴾ (حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے انہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپ نے ہر طرف سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوستِ زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ کی نُصرت آن پہنچی اور جھوٹے نبی قتل اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے۔

وأُزيل الفتن ودفُع المحن، وقُضى الأمر واستقام أمر الخلافة، ونجّى الله المؤمنين من الآفة، وبدّل من بعد خوفهم أمنا، ومكّن لهم دينهم وأقام على الحق زمنا وسود وجوه المفسدين، وأنجز وعده ونصر عبده الصدّيق، وأباد الطواغيت والغرانيق، وألقى الرعب فى قلوب الكفار، فانهزموا ورجعوا وتابوا وكان هذا وعد من الله القهار، وهو أصدق الصادقين. فانظر كيف تم وعد الخلافة مع جميع لوازمه وإماراته فى الصدّيق، وادُع الله أن يشرح صدرك لهذا التحقيق، وتدبَّرُ كيف كانت حالة المسلمين فى وقت استخلافه وقد كان الإسلام من المصائب كالحريق، ثم ردّ الله الكرّة على الإسلام

فتنے دور کر دیئے گئے اور مصائب چھٹ گئے اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور خلافت کا معاملہ مستحکم ہوا اور اللہ نے مومنوں کو آفت سے بچا لیا اور ان کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور ان کے لئے اُن کے دین کو تمکنت بخشی اور ایک جہان کو حق پر قائم کر دیا اور مفسدوں کے چہرے کالے کر دیئے۔ اور اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (حضرت ابوبکر) صدیق ؓ کی نُصرت فرمائی اور سرکش سرداروں اور بتوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور کفار کے دلوں میں ایسا رُعب ڈال دیا کہ وہ پسپا ہو گئے اور (آخر) انہوں نے رجوع کر کے توبہ کی اور یہی خدائے قہار کا وعدہ تھا اور وہ سب صادقوں سے بڑھ کر صادق ہے۔ پس غور کر کہ کس طرح خلافت کا وعدہ اپنے پورے لوازمات اور علامات کے ساتھ (حضرت ابوبکر) صدیق ؓ کی ذات میں پورا ہوا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس تحقیق کی خاطر تمہارا سینہ کھول دے۔ غور کرو کہ آپ کے خلیفہ ہونے کے وقت مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ اسلام مصائب کی وجہ سے آگ سے جلے ہوئے شخص کی طرح (نازک حالت میں) تھا پھر اللہ نے اسلام کو اس کی طاقت لوٹا دی

وأخـرجـه مـن البِيـر العميق، وقُتِل الـمتـنبئون بأشدّ الآلام، وأُهـلِكَ الـمرتدون كالأنعام، وآمن اللّٰه المؤمنين من خوفٍ كانوا فيـه كالميتين. وكان المؤمنون يستبشرون بعد رفع هذا العذاب، ويهـنّـئـون الـصـدّيق ويتلقونـه بالترحاب، ويحمدونه ويدعون لــه مـن حـضرة ربّ الأربـاب، وبـادروا إلـى تـعظيمـه وآداب تكريمه، وأدخلوا حبَّه في تامورهم، واقتـدوا بـه في جميع أمورهم، وكـانـوا لـه شـاكرين. وصقلوا خـواطـرهم، وسقوا نواضرهم، وزادوا حبًّـا، وودّوا وطـاوعوه جهـدًا وجِدًّا، وكانوا يحسبونه مبارـكًا ومؤيّدا كالنّبيين. وكان هـذا كُـلّـهُ مـن صدق الصدّيق واليـقيـن الـعـميق. وواللّٰـه إنـه كــان آدم الثـانـى لـلإسـلام، والـمظهر الأول لأنوار خير الأنام،

اور اسے گہرے کنویں سے نکالا اور جھوٹے مدعیانِ نبوت دردناک عذاب سے مارے گئے اور مرتد چوپاؤں کی طرح ہلاک کئے گئے۔ اور اللہ نے مومنوں کو اس خوف سے جس میں وہ مُردوں کی طرح تھے امن عطا فرمایا۔ اس تکلیف کے رفع ہونے کے بعد مومن خوش ہوتے تھے اور (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کو مبارکباد دیتے اور مرحبا کہتے ہوئے ان سے ملتے تھے، آپ کی تعریف کرتے اور ربّ الارباب کی بارگاہ سے آپ کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ آپ کی تعظیم اور تکریم کے آداب بجالانے کے لئے لپکتے تھے۔ اور انہوں نے آپ کی محبت کو اپنے دل کی گہرائی میں داخل کرلیا۔ اور وہ اپنے تمام معاملات میں آپ کی پیروی کرتے تھے اور وہ آپ کے شکرگزار تھے۔ انہوں نے اپنے دلوں کو روشن اور چہروں کو شاداب کیا اور وہ محبت والفت میں بڑھ گئے اور پوری جدوجہد سے آپ کی اطاعت کی وہ آپ کو ایک مبارک وجود اور نبیوں کی طرح تائید یافتہ سمجھتے تھے۔ اور یہ سب کچھ (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کے صدق اور گہرے یقین کی وجہ سے تھا۔ اور بخدا آپ اسلام کے لئے آدم ثانی اور خیرالانام (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے انوار کے مظہر اوّل تھے۔

وما كان نبيًّا ولكن كانت فيه قُوى المرسلين؛ فبصدقه عادت حديقة الإسلام إلى زخرفه التام، وأخذ زينتَه وقُرّتَه بعد صدمات السهام، وتنوعت أزاهيره وطُهّرت أغصانه من القَتام، وكان قبل ذلك كميتٍ نُدِبَ، وشريد جُدِبَ، وجريح نُوّبَ وذبيح جُوّبَ، وأليمِ أنواعِ تعبٍ، وحريقِ هاجرةٍ ذاتِ لهبٍ، ثم نجّاه اللّٰه من جميع تلك البليّات، واستخلصه من سائر الآفات، وأيّده بعجائب التأييدات حتى أَمَّ الملوكَ ومَلِكَ الرقاب، بعدما تكسَّرَ وافترش التراب، فزُمّتْ ألسنة المنافقين وتهلّلَ وجه المؤمنين. وكل نفس حمدت ربه وشكرت الصدّيق،

آپ نبی تو نہ تھے مگر آپ میں رسولوں کے قویٰ موجود تھے۔ آپؓ کے اس صدق کی وجہ سے ہی چمنِ اسلام اپنی پوری رعنائیوں کی طرف لوٹ آیا۔ اور تیروں کے صدمات کے بعد بارونق اور شاداب ہوگیا اور اس کے قسما قسم کے خوشنما پھول کھلے اور اس کی شاخیں گرد و غبار سے صاف ہوگئیں جبکہ اس سے پہلے اس کی حالت ایسے مُردے کی سی ہوگئی تھی جس پر رویا جاچکا ہو اور (اس کی حالت) قحط زدہ کی سی اور مصیبت کے شکار کی سی اور ذبح کئے گئے ایسے جانور کی سی جس کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہو، ہوگئی تھی۔ اور (اس کی حالت) قسما قسم کی مشقتوں کے مارے ہوئے اور شدید تپش والی دوپہر کے جلائے ہوئے کی طرح تھی۔ پھر اللہ نے اُسے ان تمام مصائب سے نجات بخشی اور ان ساری آفات سے اسے رہائی دلائی اور عجیب در عجیب تائیدات سے اس کی مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ اسلام اپنی شکستگی اور خاک آلودگی کے بعد بادشاہوں کا امام اور گردنوں (عوام النّاس) کا مالک بن گیا پس منافقوں کی زبانیں گنگ ہوگئیں اور مومنوں کے چہرے چمک اٹھے۔ ہر شخص نے اپنے ربّ کی تعریف اور صدیق (اکبرؓ) کا شکریہ ادا کیا۔

وجاء تـه مطاوعًا إلّا الـزنديق، والـذى كـان مـن الـفـاسقين. وكان كل ذلك أجرَ عبدٍ تخيَّرَه الـلّٰه وصافاه ورضى عنه وعافاه، واللّٰه لا يضيع أجر المحسنين.

فـالـحـاصل أن هذه الآيـات كلّها مُخبرة عن خلافة الصدّيق، وليـس لهـا مـحـمـلٌ آخر فانظر عـلـى وجه التحقيق، واخش اللّٰه ولا تكن من المتعصبين. ثم انظر أن هـذه الآيات كانت من الأنباء المستقبلة ليزيد إيمان المؤمنين عـنـد ظهورها، وليعرفوا مواعيد حـضرة العزة، فإن اللّٰه أخبر فيها عـن زمـان حـلـول الفتن ونزول الـمـصـائـب على الإسلام بعد وفـاة خيـر الأنـام، ووعد أنـه سيستـخـلـف فـى ذلك الزمن بـعـضا من المؤمنين ويؤمِنهم من بـعـد خـوفـهـم، ويـمـكّـن ديـنـه الـمتـزلزل ويهلك المفسدين.

﴿۱۷﴾ زندیق اور جو فاسق تھے اُن کے سوا ہر شخص آپ کے پاس مطیع ہو کر آ گیا۔ اور یہ سب اس بندے کا اجر تھا جسے اللہ نے منتخب فرمایا، اسے اپنا محبوب بنایا اور اس سے راضی ہوا، اسے عافیت بخشی (مصائب سے بچایا) اور اللہ محسنوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

سو حاصل کلام یہ کہ یہ سب آیات صدیق (اکبرؓ) کی خلافت کی خبر دیتی ہیں اور انہیں کسی اور پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا تحقیق کی رو سے غور کر اور اللہ سے ڈر اور تعصّب کرنے والوں میں سے نہ بن۔ پھر یہ بھی تو دیکھو کہ یہ آیات آئندہ کی پیشگوئیاں تھیں تا کہ ان کے ظہور کے وقت مومنوں کا ایمان بڑھے اور وہ ربّ العزت کے وعدوں کو پہچان لیں۔ یقیناً اللہ نے ان (آیات) میں خیر الانامؐ کی وفات کے بعد اسلام پر فتنوں کے وارد ہونے اور مصائب کے نازل ہونے کے زمانہ کی خبر دی تھی۔ اور یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ایسے وقت میں مومنوں میں سے کسی کو خلیفہ بنائے گا اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن عطا فرمائے گا۔ اور اپنے متزلزل دین کو استحکام بخشے گا۔ اور مفسدوں کو ہلاک کرے گا۔

ولا شك أن مصداق هذا النبأ ليس إلا أبو بكر وزمانه، فلا تنكر وقد حصحص بُرهانه. إنه وجد الإسلام كجدار يريد أن ينقضّ من شر أشرار، فجعله اللّٰه بيده كحصن مشيد له جدران من حديد، وفيه فوج مطيعون كعبيد. فانظر هل تجد من ريب في هذا، أو يسوغ عندك إتيان نظيره من زُمر آخرين؟

وإني أعلم أن بعض الشيعة يخاصم أهل السُنّة في هذا المقام، وقد تمادت أيام الخصام، وربما انتهى الأمر من مخاصمة إلى ملاكمة ومقاتلة، وأفضتُ إلى محاكمة ومرافعة. وأتعجب على الشيعة وسوء فهمهم، وأتأوّه لإفراطِ وهمهم، قد تجلّت لهم الآيات وظهرت القطعيات،

بے شک اس پیشگوئی کا کامل مصداق حضرت ابوبکرؓ اور آپ کے زمانے کے سوا اور کوئی نہیں۔ جب اس امر کی دلیل واضح ہوگئی ہے تو پھر انکار نہ کر۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام کو ایک ایسی دیوار کی طرح پایا جو اشرار کے شر کے باعث گرا ہی چاہتی تھی۔ تب اللہ نے آپ کے ہاتھوں اسے ایک ایسے مضبوط قلعہ کی طرح بنا دیا جس کی دیواریں لوہے کی ہوں اور جس میں غلاموں کی طرح فرمانبردار فوج ہو۔ پس غور کر کیا تو اس میں کوئی شک پاتا ہے؟ یا پھر اس کی مثال تو دوسرے گروہوں میں سے پیش کر سکتے ہو؟

میں جانتا ہوں کہ بعض شیعہ اس موقعہ پر اہلِ سنت سے جھگڑتے ہیں اور یہ جھگڑا ایک لمبی مدت پر پھیلا ہوا ہے اور بسا اوقات یہ معاملہ بحث مباحثے سے بڑھ کر ہاتھا پائی اور قتل وغارت تک پہنچ جاتا اور مقدمات اور عدالتوں تک جا پہنچتا ہے۔ مجھے شیعہ (افراد) اور ان کے سوءِ فہم پر تعجب ہوتا ہے اور ان کے وہم کی زیادتی پر میں آہیں بھرتا ہوں کہ بہت سے نشانات ان کے لئے روشن ہوئے اور قطعی دلائل ظاہر ہوئے

فيــفــرّون مــمتــعـضيـن ولا يتـفـكرون كالمنصفين. فها أنا أدعـوهـم إلى أمرٍ يفتح عينهم، وسواء بيننا وبينهم، أن نحاضر فــي مـضـمـار، ونتضـرع فـي حـضرة رب قهار، ونجعل لعنة اللّٰه على الكاذبين.

فإن لم يظهر أثر دعائي إلى سَنة، فـأقبـل لـنفسي كل عقوبة، وأُقرّ بـأنهـم كانوا من الصادقين، ومع ذلك أعطي لهم خمسة آلاف من الـدراهم المروجة، وإن لم أُعطِ فـلـعنة اللّٰه عليّ إلى يوم الآخرة. وإن شـاءوا فـأجـمـع لهم تلك الدراهم في مخزن دولة البريطانة، أو عـند أحد من الأعزّة. بيد أني لا أُخاطب كلّ أحد من العامّة، إلا الذي ينسج رسالة على منوال هذه الرسالة. وما اخترتُ هذا المنهج إلّا لأعـلـم أن الـمباهل المناضل مـن أهـل الـفـضيـلة والـفـطـنة،

اس کے باوجود وہ ناراض ہوکر فرار ہوجاتے ہیں اور انصاف سے کام لینے والوں کی طرح غور وفکر نہیں کرتے۔لو اب میں انہیں ایک ایسے امر کی طرف بلاتا ہوں جو اُن کی آنکھیں کھول دے گا اور جو ہمارے اور اُن کے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم دونوں فریق ایک میدان میں حاضر ہوں اور ربِّ قہّار کے حضور گریہ وزاری کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

اگر پھر بھی ایک سال تک میری دعا کا اثر ظاہر نہ ہو تو میں اپنے لئے ہر سزا قبول کرلوں گا اور اقرار کرلوں گا کہ وہ سچے تھے۔علاوہ ازیں میں انہیں پانچ ہزار روپے سِکّہ رائج الوقت بھی دوں گا۔اور اگر یہ رقم نہ دوں تو روزِ قیامت تک مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ اور اگر وہ چاہیں تو میں یہ رقم حکومت برطانیہ کے خزانے میں یا معززین میں سے کسی کے پاس جمع کرادوں گا۔البتہ میرے مخاطب عوام الناس نہیں ہیں صرف وہ شخص ہے جو میرے اس رسالے کے اسلوب پر رسالہ مرتب کرے۔اور یہ طریق میں نے محض اس لئے اختیار کیا ہے تا کہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ مدّ مقابل مباہلہ کرنے والا شخص (واقعی) اہلِ فضیلت ودانش میں سے ہے۔

لا من الجهَلة الغُمر الذين ليس لهم حظ وافر من العربية، فإن الذى حل محلّ الأنعام لا يستحق أن يؤثَر للإنعام، والذى هو كالجِمال، لا يليق أن يجلس في مجالس الحسن والجَمال، وَمن تعرض للمنافثة لا بد له من المشابهة. فمن لم يكن مثلى أنبلَ الكُتّاب فليس هو عندى لائقا للخطاب. ثم لما بلغتُ قُنّةَ هذا المقام المنيع، فضلا من القدير البديع، أحبُّ أن أرى مثلى فى هذه الكرامة، وأكره أن أناضل كل أحد من العامة، فإنه فيه كسر شأنى، وعار لعلوّ مكانى، فلا أكلّمه أبدًا، بل أعرض عن الجاهلين. ﴿۱۸﴾

وعُلّمتُ أن الصدّيق أعظم شأنا وأرفع مكانا من جميع الصحابة، وهو **الخليفة الأوّل** بغير الاسترابة، وفيه نزلت آيات الخلافة،

ایسے جاہلوں، بیوقوفوں میں سے نہیں جنہیں عربی زبان سے حصہٗ وافر نہیں ملا۔ کیونکہ وہ شخص جو حیوانوں کی سطح پر ہو وہ اس قابل نہیں کہ اسے انعام کے لئے فوقیت دی جائے اور جو شخص اونٹوں کی طرح ہے وہ اس لائق نہیں کہ وہ حسن وجمال کی مجالس میں بیٹھے۔ اور جو شخص مقابلہ کے لئے آئے اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مدّ مقابل کے مشابہہ ہو، پس جو شخص میری طرح بہترین مصنّف نہ ہو وہ میرے نزدیک لائقِ خطاب نہیں۔ پھر جب قادر وخالق اللہ کے فضل سے میں اس ارفع مقام کی انتہائی چوٹی تک جا پہنچا ہوں تو میں یہ پسند کروں گا کہ اس اعزاز میں میرا کوئی ہم پلّہ ہو اور نہیں چاہوں گا کہ ہر کس وناکس سے مقابلہ کروں۔ کیونکہ اس میں میری کسرِ شان ہے اور میرے بلند مرتبہ کے لئے عار ہے۔ پس میں ایسے شخص سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔ بلکہ جاہلوں سے اعراض کروں گا۔

اور مجھے علم دیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تمام صحابہ ؓ میں شان میں عظیم تر اور مرتبہ میں بالاتر تھے اور بلا شبہ آپ خلیفہ اوّل تھے اور آپ کے بارے میں ہی آیاتِ خلافت نازل ہوئیں۔

وإن كنتم زعمتم يا عِدا الثقافة أن مصداقها غيره بعد عصره فأْتوا بفصّ خبره إن كنتم صادقين. وإن لم تفعلوا ولن تفعلوا فلا تكونوا أعداء الأخيار، واقطعوا خصاما متطائر الشرار. وما كان لمؤمن أن يركن إلى اشتطاط اللدد، ولا يدخل باب الحق مع انفتاح السدد. وكيف تلعنون رجلا أثبت اللّٰه دعواه، وإذا استَعْدىٰ فأعْداه وأرى الآيات لعَدُواه☆، وطَرَّ مكر الماكرين، وهو نجّى الإسلام من بلاءٍ هاضَ وجورٍ فاضَ، وقتَل الأفعى النضناضَ، وأقام الأمن والأمان، وخيّب كل من مان، بفضل اللّٰه رب العالمين.

وللصدّيق حسنات أُخرىٰ وبركات لا تُعدّ ولا تُحصىٰ،

لیکن اے تہذیب کے دشمنو! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس خلافت کا آپ کے زمانے کے بعد آپ کے علاوہ کوئی اور مصداق تھا تو کوئی حتمی اور قطعی پیش خبری پیش کرو اگر تم سچے ہو لیکن اگر ایسا نہ کرسکو اور تم ہرگز ایسا نہ کرسکو گے تو پھر برگزیدہ لوگوں کے دشمن مت بنو اور ایسے جھگڑے کو چھوڑ دو جو شر انگیز ہو، اور کسی مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جھگڑا کرنے میں شدت کی طرف مائل ہو۔ اور راستے کھل جانے کے باوجود حق کے دروازے میں داخل نہ ہو۔ تم ایسے شخص پر کیسے لعنت کرتے ہو جس کے دعویٰ کو اللہ نے ثابت کر دیا اور اس نے اللہ سے مدد مانگی تو اللہ نے اس کی مدد کی اور اس کی نُصرت کے لئے نشانات دکھائے اور بداندیشوں کی تدبیروں کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور آپ (ابوبکرؓ) نے اسلام کو شکستہ کر دینے والی آزمائش اور جور و جفا کے سیلاب سے بچایا، اور پھنکارنے والے اژدہا کو ہلاک کیا۔ آپ نے امن وامان قائم کیا اور اللہ ربّ العالمین کے فضل سے ہر دروغ گو کو ناکام ونامراد کیا۔

اور حضرت (ابوبکر) صدیقؓ کی اور بہت سی خوبیاں اور بے حساب و بے شمار برکتیں ہیں

☆ ورد في اقرب الموارد: استعداه: استغاثه واستنصره، يقال: استعديت على فلان الامير فأعداني أي استعنت به عليه فأعانني عليه. والعدوىٰ بمعنى المعونة. (الناشر)

ولـه منٌ على أعناق المسلمين، ولا ينكرها إلا الذى هو **أوّل المعتدين**. وكما جعله اللّٰه موجبا لِأَمن المؤمنين ومِطفاءً لنيران الكافرين والمرتدين، كذٰلك جعله مِن أوّل حُماة الفرقان وخدام القرآن ومُشيعى كتاب اللّٰه المبين. فبذل سعيه حق السعى فى جمع القرآنِ واستطلاع ترتيبه من محبوب الرحمنِ، وهملتْ عيناه لمواساة الدين ولا همول عين الماء المعين. وقد بلغت هذه الأخبار إلى حد اليقين، ولكن التعصب تعقَّرَ فِطنَ المتدبّرين. وإن كنت تريد أصل الواقعات ولبّ النكات، فاربأ بنفسك أن تنظر بحيث يغشاك درن التعصبات. وإياك وطرق التعسفات، فإن النصَفَة مفتاح البركات، ولا ترحض عن القلب قشف الظلمة إلّا نور العدل والنصفة.

اور مسلمانوں کی گردنیں آپؓ کے زیر بار احسان ہیں اور اس بات کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اوّل درجہ کا زیادتی کرنے والا ہو۔ جس طرح اللہ نے آپ کو مومنوں کے لئے موجب امن اور مرتدوں اور کافروں کی آگیں بجھانے والا بنایا اسی طرح اس نے آپ کو اوّل درجہ کا حامیٔ فرقان اور خادم قرآن اور اللہ کی کتاب مبین کی اشاعت کرنے والا بنایا۔ پس آپ نے قرآن جمع کرنے اور رحمان خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی بیان کردہ ترتیب دریافت کرنے میں پوری کوشش صرف فرمادی۔ اور دین کی غمخواری میں آپؓ کی آنکھیں ایک چشمۂ جاری کے بہنے سے بھی بڑھ کر اشکبار ہوئیں۔ اور یہ روایات تو حد یقین تک پہنچی ہوئی ہیں لیکن تعصّب نے سوچنے والوں کی ذہانت کو تباہ کر دیا ہے۔ اگر تو واقعات کی اصلیت، نکات کا مغز معلوم کرنا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اس طور سے دیکھنے سے بچا کہ تجھ پر تعصّبات کی میل چڑھ جائے اور ظلم کی راہوں سے بچ کیونکہ انصاف تمام برکات کی کلید ہے اور صرف عدل و انصاف کا نور ہی دل سے ظلمت کی مَیل کچیل کو دھو سکتا ہے۔

وإن العلوم الصادقة والمعارف الصحيحة رفيعة جدًّا كعرش حضرة الكبرياء، والنصفة لها كسُلّم الارتقاء، فمن كان يرجو حلّ المشكلات وقُنية النكات، فليعمل عملًا صالحا ويتّق التعسّفَ والتعصبات وطرق الظالمين.

ومن حسنات **الصّدّيق** ومزاياه الخاصة أنه خُصّ لمرافقة سفر الهجرة، وجُعل شريك مضائق خير البرية وأنيسه الخاص في باكورة المصيبة ليثبت تخصّصه بمحبوب الحضرة. وسرُّ ذلك أنّ الله كان يعلم بأن الصدّيق **أشجع** الصحابة ومن التقاة وأحبّهم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن الكُماة، وكان فانيا في **حُبّ سيّد الكائنات**، وكان اعتاد من القديم أن يمونه ويراعي شؤونه،

اور یہ کہ سچے علوم اور صحیح معارف حضرتِ کبریا کے عرش کی طرح بہت ہی بلند ہیں اور انصاف ان (علوم) تک رسائی کے لئے ایک زینے کی مانند ہے۔ اس لئے جو شخص ان مشکلات کو حل کرنا اور ان نکات کو پانے کا آرزومند ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ بجالائے اور ظلم اور تعصّب اور ظالموں کی راہوں سے بچے۔

﴿۱۹﴾ اور (حضرت) ابوبکر صدیقؓ کے محاسن اور خصوصی فضائل میں سے ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ سفرِ ہجرت میں آپ کو رفاقت کے لئے خاص کیا گیا اور مخلوق میں سے سب سے بہترین شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مشکلات میں آپ ان کے شریک تھے اور آپ مصائب کے آغاز سے ہی حضورؐ کے خاص انیس بنائے گئے تھے تا کہ محبوب خداؐ کے ساتھ آپؓ کا خاص تعلق ثابت ہو اور اس میں بھید یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ خوب معلوم تھا کہ صدیق اکبرؓ صحابہ میں سے زیادہ شجاع، متقی اور ان سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور مردِ میدان تھے اور یہ کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھے۔ آپؓ ابتدا سے ہی حضورؐ کی مالی مدد کرتے اور آپ کے اہم امور کا خیال فرماتے تھے۔

فأسلی به اللّٰه نبیَّه فی وقتٍ عبوس وعیش بوسٍ، وخُصّ باسم الصدّیق وقربِ نبی الثَّقَلَین، وأفاض اللّٰه علیه خلعة **ثَانِیَ اثْنَیْنِ**، وجعله من المخصوصین. ومع ذٰلك کان الصدّیق من المجرّبین ومن زمر المتبصّرین. رأی کثیرا من مغالق الأمور وشدائدها، وشهد المعارك ورأی مکایدها، ووطئ البوادی وجلامِدَها، وکم من مهلکة اقتحمها وکم من سبل العوج قومها وکم من ملحمة قدمها وکم من فتن عدمها وکم من راحلة أنضاها فی الأسفار، وطوی المراحل حتی صار من أهل التجربة والاختبار وکان صابرًا علی الشدائد ومن المرتاضین. فاختاره اللّٰه لرفاقته مورد آیاته، وأثنی علیه لصدقه وثباته،

سو اللہ نے تکلیف دِہ وقت اور مشکل حالات میں اپنے نبی (ﷺ) کی آپؓ کے ذریعہ تسلّی فرمائی۔ اور الصّدیق کے نام اور نبی ثقلینؐ کے قرب سے مخصوص فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثَانِیَ اثْنَیْنِ کی خلعتِ فاخرہ سے فیضیاب فرمایا اور اپنے خاص الخاص بندوں میں سے بنایا۔

علاوہ ازیں (حضرت ابوبکر) صدیقؓ صاحبِ تجربہ اور صاحبِ فراست لوگوں میں سے تھے۔ آپؓ نے بہت سے پیچیدہ امور اور ان کی سختیوں کو دیکھا اور کئی معرکوں میں شامل ہوئے اور اُن کی جنگی چالوں کا مشاہدہ کیا۔ اور آپؓ نے کئی صحرا و کوہسار روندے اور کتنے ہی ہلاکت کے مقامات تھے جن میں آپ بے دریغ گُھس گئے۔ اور کتنی کج راہیں تھیں جن کو آپؓ نے سیدھا کیا۔ اور کئی جنگوں میں آپؓ نے پیش قدمی کی اور کتنے ہی فتنے تھے جن کو آپ نے نیست و نابود کیا اور کتنی ہی سواریاں تھیں جن کو آپ نے سفروں میں دُبلا کیا اور بہت سے مراحل طے کئے یہاں تک کہ آپ صاحبِ تجربہ و فراست بن گئے۔ آپ مصائب پر صبر کرنے والے اور صاحبِ ریاضت تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی آیات کے مورد ﷺ کی رفاقت کے لئے چنا اور آپ کے صدق و ثبات کے باعث آپ کی تعریف کی۔

اِشار إلى أنه كان لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أوّل الأحبّاء، وخُلِقَ من طينة الحرّية وتفوَّقَ درَّ الوفاء، ولأجل ذلك اختيرَ عند خطب خشَّى وخوف غشَّى، واللّٰه عليم حكيم يضع الأمور في مواضعها، ويُجرى المياه من منابعها، فنظر إلى ابن أبى قحافة نظرةً، ومنّ عليه خاصة، وجعله من المتفردين، وقال وهو أصدق القائلين.

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى. وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا. وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ.

یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے پیاروں میں سے سب سے بڑھ کر ہیں۔ آپ حُریت کے خمیر سے پیدا کئے گئے اور وفا آپ کی گھٹی میں تھی۔ اس وجہ سے آپؓ کو خوفناک اہم امر اور ہوش رُبا خوف کے وقت منتخب کیا گیا اور اللہ علیم وحکیم ہے۔ وہ تمام امور کو ان کے موقع ومحل پر رکھتا اور پانیوں کو ان کے (مناسب حال) سرچشموں سے جاری کرتا ہے۔ سو اس نے ابنِ ابی قحافہ پر نگاہِ التفات ڈالی اور اس پر خاص احسان فرمایا۔ اور اسے ایک یگانۂ روزگار شخصیت بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ بات کرنے والوں میں سب سے سچا ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى۔ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔[1]

[1] اگر تم اس (رسول) کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ (پہلے بھی) اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا

فتدبَّرْ فی هذه الآيات فهما وحزما، ولا تُعرض عمدا وعزما، وأحسِنِ النظر فيما قال رب العالمين.

ولا تلج مقاحم الأخطار بسبّ الأخيار والأبرار وأحبّاء القهّار، فإن أنْفَسَ القربات تخيُّرُ طرق التقاة والإعراض عن المهلكات، وأمتنَ أسبابِ العافية كفُّ اللسان والتجنب من السبّ والغيبة، والاجتناب من أكل لحم الإخوة. انظر إلى هذه الآية الموصوفة، أتُثنى على الصدّيق أو تجعله مورد اللوم والمعتبة ؟ أتعرف رجلا آخر من الصحابة الذی حُمد بهذه الصفات بغير الاستراية ؟ أتعرف رجلا سُمّی ثَانِیَ اثْنَیْنِ

پس ان آیات پر عقل وفہم سے غور کر اور عمدًا اور بالا رادہ ان سے اعراض نہ کر۔ اور ربّ العالمین کے قول پر اچھی طرح سے غور کر۔

اور برگزیدہ، نیک اور خدائے قہار کے پیاروں کو گالیاں دے کر پُر خطر ہلاکت گاہوں میں مت گھس۔ کیونکہ قربِ الٰہی کے حصول کا بہترین طریق تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنا اور ہلاکت کی جگہوں سے بچنا ہے اور عافیت کا محکم سبب زبان پر قابو رکھنا، گالی گلوچ اور غیبت سے احتراز کرنا اور بھائیوں کا گوشت کھانے (غیبت) سے اجتناب کرنا ہے۔ (قرآن کریم) کی اس مذکورہ آیت پر غور کر۔ کیا یہ آیت حضرت صدیقؓ کی حمد وثنا کرتی ہے یا موردِ ملامت وعتاب ٹھہراتی ہے؟ کیا صحابہ میں سے کسی اور شخص کو تم جانتے ہو کہ جس کی ان صفاتِ (حمیدہ) کے ساتھ کسی شک وشبہ کے بغیر تعریف کی گئی ہو۔ کیا تمہیں کسی ایسے شخص کا علم ہے جسے ثَانِیَ اثْنَیْن کے نام سے موسوم کیا گیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱:۔ (وطن سے) نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔‘‘ (التوبة:۴۰)

وسُمی صاحبًا لنبی الثقلین، وأُشرِكَ فی فضل اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا وجُعِل أحدُ من الـمؤیّدین؟ أتعلم أحدًا حُمّد فی القرآن کمثل ھذہ المحمدة، وسُفر زحام الشبھات عن حالاته المخفیة، وثبت فیه بالنصوص الصریحة لا الظنیة الشکّیّة أنه من المقبولین؟ وواللّٰہ، ما أری مثل ھذا الذکر الصریح ثابت بالتحقیق الذی مخصوص بالصدّیق لرجل آخر فی صحف رب البیت العتیق. فإن کنت فی شك ممّا قلت، أو تظن أنی عن الحق ملتُ، فأْتِ بنظیر من القرآن، وأرِنا لرجل آخر تصریحًا من الفرقان، إن کنت من الصادقین.

واللّٰہ إن الصدّیق رجل أُعطی من اللّٰہ حلل الاختصاص،

اور نبی دو جہاں کے رفیق کا نام دیا گیا ہو اور اس فضیلت میں شریک کیا گیا ہو کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا[1] اور اسے دو تائید یافتہ میں سے ایک قرار دیا گیا ہو۔ کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جس کی قرآن میں اس تعریف جیسی تعریف کی گئی ہو اور جس کے مخفی حالات سے شبہات کے ہجوم کو دور کر دیا گیا ہو اور جس کے بارے میں نصوص صریحہ سے نہ کہ ظنّی شکی باتوں سے یہ ثابت ہو کہ وہ مقبولینِ بارگاہِ الٰہی میں سے ہیں۔ بخدا اس قسم کا صریح ذکر جو تحقیق سے ثابت شدہ ہو جو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مخصوص ہے، میں نے ربّ بیتِ عتیق کے صحیفوں میں کسی اور شخص کے لئے نہیں دیکھا۔ پس اگر تجھے میری اس بات کے متعلق شک ہو یا تمہارا یہ گمان ہو کہ میں نے حق سے گریز کیا ہے تو قرآن سے کوئی نظیر پیش کرو اور ہمیں دکھاؤ کہ فرقانِ حمید نے کسی اور شخص کے لئے ایسی صراحت کی ہو اگر تم سچوں میں سے ہو۔ ﴿۲۰﴾

اللہ کی قسم صدیق اکبرؓ وہ مردِ خدا ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختصاص کے کئی لباس عطا کئے گئے

[1] یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (التوبة:۴۰)

وشهد له اللّٰه أنه من الخواص، وعزا معيّةَ ذاتِه إليه، وحَمِدَه وشكَرَه وأثنى عليه، وأشار إلى أنه رجل لم يطبْ له فراق المصطفٰى، ورضى بفراق غيره من القربٰى، وآثر المولٰى وجاءه يسعَى، فساق إلى الموت ذَوْدَ الرغبة، وأزجى كل هوى المهجة. استدعاه الرسول للمرافقة، فقام ملبّيا للموافقة، وإذ همّ القوم بإخراج المصطفٰى، جاءه النبى حبيب اللّٰه الأعلٰى، وقال إنى أُمرتُ أن أهاجر وتهاجر معى ونخرج من هذا المأوى، فحمدلَ الصدّيق على ما جعله اللّٰه رفيق المصطفٰى فى مثل ذلك البلوىٰ،

اور اللہ نے ان کے لئے یہ گواہی دی کہ وہ خاص برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں اور اپنی ذات کی معیت کو آپ کی طرف منسوب کیا اور آپ کی تعریف و توصیف کی اور آپ کی قدردانی کی۔ اور یہ اشارہ فرمایا کہ آپ ایسے شخص ہیں کہ جنہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جدائی گوارا نہ ہوئی۔ ہاں آنحضرتؐ کے علاوہ دیگر عزیز و اقارب کی جدائی پر آپ راضی ہو گئے۔ آپ نے اپنے آقا کو مقدم رکھا اور اُن کی طرف دوڑے چلے آئے پھر بکمال رغبت آپ نے اپنے تئیں موت کے منہ میں ڈال دیا اور ہر نفسانی خواہش کو اپنی راہ سے ہٹا دیا۔ رسولؐ نے آپ کو رفاقت کے لئے بلایا تو موافقت میں لَبَّیْكَ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جب قوم نے حضرت (محمد) مصطفیٰ ؐ کو نکالنے کا ارادہ کیا تو بزرگ و برتر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب نبیؐ آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہجرت کروں اور تم میرے ساتھ ہجرت کرو گے اور ہم اکٹھے اس بستی سے نکلیں گے۔ پس اس پر حضرت صدیقؓ نے الحمدللہ پڑھا کہ ایسے مشکل وقت میں اللہ نے انہیں مصطفیٰ ؐ کا رفیق بننے کی سعادت بخشی۔

وكان ينتظر نصرة النبى المبغيّ عليه إلٰى أن آلت هذه الحالة إليه، فرافقه فى شجون من جدّ ومجون، وما خاف قتل القاتلين. ففضيلته ثابتة من جليّة الحكم والنص المحكم، وفضله بيّن بدليل قاطع، وصدقه واضح كصبح ساطع. إنه ارتضٰى بنعماء الآخرة وترك تنعم العاجلة، ولا يبلغ فضائله أحد من الآخرين.

وإن سألت أن اللّٰه لِمَ آثرَه لصدر سلسلة الخلافة، وأيّ سر كان فيه من ربّ ذى الرأفة، فاعلم أن اللّٰه قد رأى أن الصدّيق رضى اللّٰه عنه وأرضى آمنَ مع رسول اللّٰه صلعم بقلب أسلم فى قوم لم يسلم، وفى زمان كان نبى اللّٰه وحيدًا، وكان الفساد شديدا، فرأى الصدّيق بعد هذا الإيمان أنواع الذلة والهوان

وہ پہلے ہی سے نبی مظلوم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت کے منتظر تھے۔ یہاں تک کہ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو آپؓ نے پوری سنجیدگی اور عواقب سے لاپرواہ ہوکر ہم وغم میں آپؐ کا ساتھ دیا اور قاتلوں کے قتل کے منصوبہ سے خوفزدہ نہ ہوئے۔ پس آپ کی فضیلت حکم صریح اور نص مُحکم سے ثابت ہے اور آپ کی بزرگی دلیلِ قطعی سے واضح ہے اور آپ کی صداقت روز روشن کی طرح درخشاں ہے۔ آپ نے آخرت کی نعمتوں کو پسند فرمایا اور دنیا کی ناز و نعمت کو ترک کر دیا۔ دوسروں میں سے کوئی بھی آپؓ کے ان فضائل تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔

اگر تم یہ پوچھو کہ اللہ نے سلسلۂ خلافت کے آغاز کے لئے آپ کو کیوں مقدم فرمایا اور اس میں ربّ رؤف کی کیا حکمت تھی؟ تو جاننا چاہئے کہ اللہ نے یہ دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وارضٰی ایک غیر مسلم قوم میں سے بکمال قلب سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں اور ایسے وقت میں ایمان لائے جب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یک و تنہا تھے اور فساد بہت شدید تھا۔ پس حضرت صدیق اکبرؓ نے اس ایمان لانے کے بعد طرح طرح کی ذلّت اور رسوائی دیکھی

ولعن القوم والعشيرة والإخوان والخلّان، وأُوذى فى سبيل الله الرحمان، وأُخرج من وطنه كما أُخرج نبى الإنس ونبى الجان، ورأى مِحنًا كثيرة من الأعداء ، ولعنًا ولومًا من الأحباء ، وجاهدَ بماله ونفسه فى حضرة العزّة، وكان يعيش كالأذلّة، بعدما كان من الأعزّة ومن المتنعمين. وأُخرج فى سبيل اللّٰه، وأُوذى فى سبيل اللّٰه، وجاهد بأمواله فى سبيل اللّٰه، فصار بعد الثراء كالفقراء والمساكين. فأراد اللّٰه أن يُريه جزاء الأيام التى قد مضت عليه، ويبدّله خيرا مما ضاع من يديه، وَ يُريه أجر ما رأى ابتغاءً لمرضاة اللّٰه، واللّٰه لا يُضيع أجر المحسنين. فاستخلفه ربه ورفع له ذكره وأسلٰى وأعزّه رحمة منه وفضلا، وجعله أمير المؤمنين. ﴿۲۱﴾

اور قوم، خاندان، قبیلے، دوستوں اور بھائی بندوں کی لعن طعن دیکھی، رحمٰن خدا کی راہ میں آپ کو تکلیفیں دی گئیں اور آپ کو اسی طرح وطن سے نکال دیا گیا جس طرح جن و انس کے نبی ﷺ کو نکالا گیا تھا۔ آپ نے دشمنوں کی طرف سے بہت تکلیفیں اور اپنے پیارے دوستوں کی طرف سے لعنت ملامت مشاہدہ کی۔ آپ نے بارگاہ ربّ العزت میں اپنے مال و جان سے جہاد کیا۔ آپ معزز اور نازونعم میں پلنے کے باوجود معمولی لوگوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ راہ خدا میں (وطن سے) نکالے گئے۔ آپ اللہ کی راہ میں ستائے گئے۔ آپ نے راہِ خدا میں اپنے اموال سے جہاد کیا اور دولت و ثروت رکھنے کے بعد آپ فقیروں اور مسکینوں کی طرح ہو گئے۔ اللہ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ پر گزرے ہوئے ایام کی آپ کو جزا عطا فرمائے اور جو آپ کے ہاتھ سے نکل گیا اس سے بہتر بدلہ دے اور اللہ کی رضامندی چاہنے کیلئے جن مصائب سے آپ دوچار ہوئے ان کا صلہ آپ پر ظاہر فرمائے۔ اور اللہ محسنوں کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ لہٰذا آپ کے ربّ نے آپ کو خلیفہ بنا دیا اور آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کیا اور آپ کی دل جوئی فرمائی۔ اور اپنے فضل و رحم سے عزت بخشی اور آپ کو امیر المؤمنین بنا دیا۔

اعلموا، رحمكم الله، أن الصحابة كلهم كانوا كجوارح رسول الله صلعم وفخر نوع الإنسان، فبعضهم كانوا كالعيون وبعضهم كانوا كالآذان، وبعضهم كالأيدى وبعضهم كالأرجل من رسول الرحمان، وكلّ ما عملوا من عمل أو جاهدوا من جهد فكانت كلها صادرة بهذه المناسبات، وكانوا يبغون بها مرضاة رب الكائنات رب العالمين. فالذى يقول أن الأصحاب الثلاثة كانوا من الكافرين والمنافقين أو الغاصبين فلا يُكفّر إلا كلهم أجمعين لأن الصحابة كلهم كانوا بايعوا أبا بكر ثم عمر ثم عثمان رضى اللّٰه عنهم وأرضى، وشهدوا المعارك والمواطن بأحكامهم العظمى، وأشاعوا الإسلام وفتحوا ديار الكافرين. فما أرى أجهلَ مِن الذى يزعم أن المسلمين ارتدوا كلهم بعد وفاة رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم،

اللہ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ جان لو کہ سارے کے سارے صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے اعضاء و جوارح کی طرح تھے اور نوع انسان کے فخر تھے۔ خدائے رحمٰن کے رسول ﷺ کے لئے ان میں سے بعض آنکھوں جیسے تھے، بعض کانوں کی طرح اور بعض اُن میں سے ہاتھوں کی مانند اور بعض پاؤں کی طرح تھے۔ ان صحابہؓ نے جو بھی کام کئے یا جو بھی سعی فرمائی وہ سب کچھ ان اعضاء کی مناسبت سے صادر ہوئے۔ اور ان کی غرض اس سے محض ربّ کائنات، ربّ العالمین کی رضا جوئی تھی۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اصحاب ثلاثہ کافر، منافق یا غاصب تھے۔ بلکہ وہ سب کو ہی کافر قرار دیتا ہے کیونکہ سب صحابہؓ نے حضرت ابوبکر کی، پھر حضرت عمر کی اور پھر حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہم و ارضٰی کی بیعت کی تھی۔ ان (خلفاء) کے عظیم احکام کی تعمیل کرتے ہوئے وہ معرکوں اور لڑائیوں میں شریک ہوئے اور انہوں نے اسلام کی اشاعت کی اور کافروں کے ممالک فتح کئے۔ میری نظر میں اس شخص سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں جو یہ خیال کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمام مسلمان مرتد ہو گئے تھے

كأنه يكذب كل مواعيد نصرة الإسلام التي مذكورة في كتاب اللّٰه العلام، فسبحان ربنا حافظ الملة والدين. هذا قول أكثر الشيعة، وقد تجاوزوا الحد في تطاول الألسنة، وغضّوا من الحق عينهم، فكيف ينتظم الوفاق بيننا وبينهم؟! وكيف يرجع الأمر إلى وداد، وإنهم لفي وادٍ ونحن في وادٍ؟ والله يعلم أنّا من الصادقين.

يا حسرة عليهم إنهم لا يستفيقون من غَشْيِ التعصبات، ولا يكفكفون من البهتانات. أعجبني شأنهم وما أدري ما إيمانهم، إنهم كفروا الأصحاب الثلاثة وحسبوهم من المنافقين المرتدين، مع أن القرآن ما بلغهم إلا من أيدي تلك الكافرين، فلزمهم أن يعتقدوا أن القرآن الموجود في أيدي الناس ليس بشيء،

اس طرح گویا وہ ان تمام وعدوں کو جھٹلاتا ہے جو اسلام کی نُصرت کے بارے میں عَلّام خدا کی کتاب میں مذکور ہیں۔ پس پاک ہے ہمارا ربّ جو ملت (اسلام) اور دین کا محافظ ہے۔ شیعوں کی اکثریت کا یہ قول ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے زبان درازی میں حد سے تجاوز کیا اور حق کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ پھر ہمارے اور ان کے درمیان کیسے موافقت راہ پاسکتی ہے؟ اور جبکہ وہ ایک وادی میں ہیں اور ہم دوسری وادی میں تو پھر محبت کیسے راہ پاسکتی ہے؟ اللہ خوب جانتا ہے کہ ہم صادقوں میں سے ہیں۔

وائے حسرت ان پر، کہ یہ تعصّبات کی غشی سے ہوش میں نہیں آرہے۔ اور نہ بہتان طرازی سے باز آرہے ہیں۔ ان کی حالت نے مجھے تعجب میں ڈالا ہے اور میں نہیں جانتا کہ ان کا ایمان کیسا ہے؟ انہوں نے اصحابِ ثلاثہ کو کافر ٹھہرایا اور انہیں منافق اور مرتد گردانا باوجودیکہ قرآن اِنہیں ''کفار'' کے ہاتھوں ہی ان تک پہنچا۔ پس ان کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھیں کہ لوگوں کے ہاتھوں میں موجود قرآن کچھ بھی چیز نہیں

بل ساقط من الأساس، وليس كلام رب الأناس، بل مجموعة كلمات المحرفين. فإنهم كلهم كانوا خائنين وغاصبين بزعمهم، وما كان أحد منهم أمينا ومن المتدينين. فإذا كان الأمر كذلك فعلٰى ما عوّلوا في دينهم؟ وأيّ كتاب من اللّٰه في أيديهم لتلقينهم؟ فثبت أنهم قوم محرومون لا دين لهم ولا كتاب الدين. فإن قوما إذا فرضوا أن الصحابة كفروا ونافقوا وارتدوا على أعقابهم وأشركوا، واتّسخوا بوسخ الكفر وما تطهّروا، فلا بدّ لهم أن يُقرّوا بأنّ القرآن ما بقي على صحته وحُرّف وبُدّل عن صورته وزِيد ونُقص، وغُيّر من سحنته وقِيدَ إلى غير حقيقته، فإن هذا الإقرار لزمهم ضرورةً بعد إصرارهم جرأةً علٰى أنّ القرآن ما شاع من أيدى المؤمنين الصالحين،

بلکہ بے بنیاد ہے اور تمام لوگوں کے ربّ کا کلام نہیں۔ بلکہ وہ تحریف کرنے والوں کے کلمات کا مجموعہ ہے اور بات یہ ہے کہ تمام صحابہؓ اُن کے عقیدہ کے مطابق خائن اور غاصب تھے اور ان میں سے کوئی ایک بھی امین اور دیندار شخص نہ تھا۔ اگر یہ معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر کس چیز پر ان کے دین کا انحصار ہے؟ اور ان کو دین سکھانے کے لئے ان کے ہاتھوں میں اللہ کی کونسی کتاب ہے؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ ایک ایسی محروم قوم ہے جن کا نہ تو کوئی دین ہے اور نہ کوئی دینی کتاب۔ کیونکہ اس قوم نے جب یہ فرض کرلیا کہ تمام صحابہ کافر اور منافق ہوگئے اور اپنی ایڑیوں پر پھر گئے اور شرک کیا اور کفر کے گند سے آلودہ ہوئے اور پاکیزگی اختیار نہ کی تو پھر انہیں یہ اقرار کرنے کے بغیر چارہ نہیں کہ قرآن اپنی صحت پر باقی نہیں رہا۔ اور اپنی اصل صورت سے محرف ومبدل ہوگیا ہے اور اس میں کمی بیشی کر دی گئی ہے اور اس کی ہیئت تبدیل کر دی گئی ہے۔ اور اپنی اصل حقیقت پر قائم نہیں رہا۔ اور یہ اقرار مجبورًا ان کے اس امر پر جرأت کے اصرار کے بعد لازم ہوگیا کہ قرآن کریم کی اشاعت صالح مومنوں کے ہاتھوں نہیں ہوئی

﴿۲۲﴾

وأشاعه قوم من الكافرين الخائنين المرتدين. وإذا اعتقدوا أن القرآن مفقود، وكل مَن جمعه فهو كافر مردود، فلا شكّ أنهم يئسوا مما نزل على أبي القاسم خاتم النبيِّين، وغُلقت عليهم أبواب العلم والمعرفة واليقين، ولزمهم أن يُنكروا النواميس كلها، فإنهم محرومون من تصديق الأنبياء والإيمان بكتب المرسلين. وإذا فرضنا أنا☆ هذا هو الحق أن الصحابة ارتدوا كلهم بعد خاتم الأنبياء، وما بقى على الشريعة الغرّاء إلا علي رضى الله عنه ونفر قليلون معه من الضعفاء، وهم مع إيمانهم ركنوا إلى إخفاء الحقيقة، واختاروا تقيّةً للدنيا الدنية تخوّفًا من الأعداء، أو لجذب المنفعة والحطام، فهذا أعظم المصائب على الإسلام، وبلية شديدة على دين خير الأنام.

بلکہ خائن مرتد کافروں نے اس کی اشاعت کی ہے۔ اور جب ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مفقود ہے اور اسے جمع کرنے والے سب کے سب کافر اور مردود ہیں۔ تو اس صورت میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ وہ اس کلام سے مایوس ہو چکے ہیں جو ابوالقاسم خاتم النبیّین (ﷺ) پر نازل ہوا۔ اور ان پر علم و معرفت اور یقین کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ اور پھر ان کے لئے یہ بھی لازم ٹھہرا کہ وہ تمام آسمانی کتابوں کا انکار کریں۔ چونکہ وہ انبیاء کی تصدیق اور مرسلین کی کتابوں پر ایمان لانے سے محروم ہو گئے۔ اور جب ہم نے یہ فرض کر لیا کہ حق یہی ہے کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد سب کے سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے اور شریعت غَـرّاء پر علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ چند ضعیف لوگوں کے سوا کوئی قائم نہ رہا تھا اور وہ چند لوگ بھی اپنے ایمان کے باوجود اِخفاءِ حقیقت کی جانب جھک گئے تھے اور انہوں نے دشمنوں سے ڈر کر حقیر دنیا کی خاطر یا جلبِ منفعت اور فانی اموال کے لئے تقیہ اختیار کئے رکھا۔ تو یہ اسلام پر سب سے بڑی مصیبت اور خیرالانامؐ کے دین کے لئے شدید آفت ہے۔

☆ سهو الناسخ، والصحيح " أن ". (الناشر)

وكيف تظن أن اللّٰه أخلف مواعيده، وما أرى تأييده، بل جعل أوّلَ الدَنِّ دُرْدِيًّا، وأفسد الدين من كيد الخائنين.

فنُشهِد الخلق كلهم أنّا بريئون من مثل تلك العقائد، وعندنا هي مقدمات الكفر وإلى الارتداد كالقائد، ولا تناسب فطرة الصالحين. أكفَر الصحابة بعد ما أفنوا أعمارهم فی تأييد الإسلام، وجاهدوا بأموالهم وأنفسهم لنصرة خير الأنام، حتى جاء هم الشيب وقرب وقت الحمام؟ فمن أين تولدت إراداة متجددة فاسدة بعد توديعها، وكيف غاضت مياه الإيمان بعد جريان ينابيعها؟ فويل للذين لا يذكرون يوم الحساب، ولا يخافون ربّ الأرباب، ويسبّون الأخيار مستعجلين.

اور تو کیسے خیال کرتا ہے کہ اللہ نے خود اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کی اور اپنی تائیدات کا جلوہ نہ دکھایا بلکہ مٹکے میں موجود چیز کی بالائی سطح کو ہی تلچھٹ بنا دیا اور خائنوں کی فریب کاریوں سے دین کو بگاڑ دیا۔

ہم تمام خلقِ خدا کو گواہ ٹھہراتے ہیں کہ ہم اس قسم کے عقائد سے بیزار ہیں۔ اور ہمارے نزدیک یہ کفر کی ابتدا ہیں اور ارتداد کی طرف لے جانے والے کی طرح ہیں اور نیک لوگوں کی فطرت سے مناسبت نہیں رکھتے۔ کیا صحابہؓ نے اس کے بعد کُفر کا اِرتکاب کیا جبکہ انہوں نے اپنی ساری عمریں اسلام کی تائید میں فنا کر دیں اور اپنے جان اور مال سے حضرت خیر الانامؐ کی نصرت کی خاطر جہاد کیا یہاں تک کہ انہیں بڑھاپے نے آلیا اور موت کا وقت قریب آ پہنچا، پھر ان خیالات کو خیر باد کہنے کے بعد نئے فاسد خیالات کہاں سے پیدا ہو گئے؟ اور ایمان کے چشمے جاری ہونے کے بعد ان کا پانی کیسے خشک ہو گیا؟ بُرا ہو ان لوگوں کا! جو یومِ حساب کو یاد نہیں کرتے اور جو ربّ الارباب کی ذات سے نہیں ڈرتے۔ اور جلد بازی سے کام لیتے ہوئے نیک لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں۔

والعجبُ أن الشيعة يُقرّون بأن **أبا بكر الصّدّيق** آمن في أيام كثرة الأعداء، ورافقَ المصطفٰى في ساعة شدّة الابتلاء، وإذا خرج رسول اللّٰه صلعم فخرج معه بالصدق والوفاء، وحمل التكاليف وترَكَ المألف والأليف، وترَكَ العشيرة كلها واختار الربّ اللطيف، ثم حضر كل غزوة وقاتل الكفار وأعان النبي المختار، ثم جُعل خليفة في وقت ارتدت جماعة من المنافقين، وادعى النبوة كثير من الكاذبين، فحاربهم وقاتلهم حتى عادت الأرض إلى أمنها وصلاحها وخاب حزب المفسدين.

ثم مات ودُفن عند قبر سيد النبيين وإمام المعصومين، وما فارقَ حبيبَ اللّٰه ورسوله لا في الحياة ولا في الممات،

عجیب بات یہ ہے کہ شیعہ حضرات یہ اقرار بھی کرتے ہیں کہ (حضرت) ابوبکر صدیقؓ دشمنوں کی کثرت کے ایام میں ایمان لائے اور آپ نے ابتلا کی سخت گھڑی میں (حضرت محمد) مصطفیٰ ﷺ کی رفاقت اختیار کی اور جب رسول اللہ ﷺ (مکّہ) سے نکلے تو آپ بھی کمال صدق ووفا سے حضور کی معیت میں نکل کھڑے ہوئے اور تکالیف برداشت کیں اور وطنِ مالوف اور دوست احباب اور اپنا پورے کا پورا خاندان چھوڑ دیا اور خدائے لطیف کو اختیار فرمایا۔ پھر ہر جنگ میں آپ شریک ہوئے۔ کفار سے لڑے اور نبی (احمد) مختار ﷺ کی مدد کی۔ پھر آپ اس وقت خلیفہ بنائے گئے جب منافقوں کی ایک جماعت مرتد ہوگئی اور بہت سے کاذبوں نے دعویٰ نبوت کر دیا۔ جس پر آپ ان سے جنگ وجدال کرتے رہے یہاں تک کہ ملک میں دوبارہ امن وامان ہوگیا اور فتنہ پردازوں کا گروہ خائب وخاسر ہوا۔

پھر آپ فوت ہوئے اور سید الانبیاء اور معصوموں کے امام (ﷺ) کی قبر کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ اور آپ خدا کے حبیب اور اس کے رسول ﷺ سے جدا نہ ہوئے نہ زندگی میں اور نہ موت کے بعد۔

بـل التـقيا بعد بينِ أيامٍ معدودة فتهـادىٰ تـحية الـمحبيـن. والـعجب كلّ الـعجب أن اللّٰه جـعل أرض مرقد نبيه بزعمهم مشتـركة بيـن خـاتـم الـنبييـن والـكـافرِين الغاصبِين الخائنين ومـا نـجّـى نبيّه وحبيبه من أذيّة جوارهما بل جعلهما له رفيقَين مؤذيَين فى الدنيا والآخرة، وما باعده عن الخبيثين سبحان ربّنا عـما يصفون، بل أَلحقَ الطيبين بـإمـام الطيبين. إن فى ذلك لآيات للمتبصرين.

فتفكر يا من تحلّى بفهم، ولا تـركَنْ مِـن يقين إلىٰ وهم، ولا تـجتـرء على إمام المعصومين. وأنـت تـعـلـم أن قبر نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم روضة عظيمة مـن روضـات الجنة، وتبوَّأَ كلَّ ذروة الفضل والعظمة، وأحاط كـل مـراتـب السـعادة والعزة،

معدودے چند ایام کی مفارقت کے بعد آپس میں مل گئے اور محبت کا تحفہ پیش کیا۔ انتہائی تعجب کی بات
﴿۲۳﴾ یہ ہے کہ بقول ان (شیعہ حضرات) کے اللہ نے نبی کے مرقد کی تُربت کو خاتم النبیّین اور دو کافروں، غاصبوں اور خائنوں کے درمیان مشترک کر دیا۔ اور اپنے نبی اور حبیبؐ کو ان دونوں (ابوبکرؓ اور عمرؓ) کی ہمسائیگی کی اذیّت سے نجات نہ دی۔ بلکہ ان دونوں کو دنیا اور آخرت میں آپ کے اذیت رساں رُفقاء بنا دیا اور (نعوذ باللہ) ان دونوں ناپاکوں سے آپؐ کو دور نہ رکھا۔ ہمارا ربّ ان کی بیان کردہ باتوں سے پاک ہے۔ بلکہ اللہ نے ان دونوں پاکبازوں کو پاکبازوں کے امام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دیا۔ یقیناً اس میں اہلِ بصیرت کے لئے نشانات ہیں۔

اے زیورِ فہم سے آراستہ شخص! سوچ! اور یقین کو چھوڑ کر وہم کی جانب مائل مت ہو۔ اور امام المعصومینؐ کے خلاف جرأت نہ کر۔ جبکہ تجھے یہ بخوبی علم ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرامگاہ، جنت کے باغوں میں سے ایک عظیم باغ ہے جو ہر فضیلت اور عظمت کی انتہائی بلندی کے مقام پر فائز ہے اور سعادت اور عزت کے تمام مراتب کا وہ احاطہ کئے ہوئے ہے۔

فما له وأهل النيران؟ فتفكر ولا تختر طرق الخسران، وتأدّبْ مع رسول اللّٰه يا ذا العينين، ولا تجعل قبره بين الكافرَين الغاصبَين، ولا تُضِعْ إيمانك للمرتضٰى أو الحسَين، ولا حاجة لهما إلٰى إطرائك يا أسير المَين، فاغمدْ عَضْبَ لسانك وكن من المتقين. أيرضى قلبك ويسرّ سِرُبك أن تُدفَن بين الكفار وكان على يمينك ويسارك **كافران** من الأشرار؟ فكيف تجوّز لسيّد الأبرار ما لا تجوّز **لنفسك** يا مَورد قهر القهار؟ أتُنزل خير الرسل منزلةً لا ترضاها، ولا تنظرُ مراتب **عصمته** وإياها؟ أين ذهب أدبك وعقلك وفهمك؟ أاختطفتْه جنُّ وهمك وتركتك كالمسحورين؟

تو پھر آپ کا اور آگ کے باسیوں کا کیا واسطہ؟ لہٰذا سوچ سے کام لے! اور گھاٹا پانے والوں کی راہیں اختیار نہ کر۔ اور اے آنکھوں والے! رسول اللہ ﷺ کا ادب ملحوظ رکھ، اور حضورؐ کی قبر کو دو کافروں اور غاصبوں کے درمیان مت قرار دے اور اپنے ایمان کو (علی) مرتضیٰؓ یا (امام) حسینؓ کی خاطر ضائع نہ کر۔ اے جھوٹ کے اسیر! ان دونوں (بزرگوںؓ) کو تیری مبالغہ آمیز ستائش کی ضرورت نہیں اس لئے اپنی زبان کی تلوار کو نیام میں رکھ اور متقیوں میں سے بن۔ کیا تیرا دل پسند کرے گا اور تیرے سینے کو اس سے سرور ملے گا کہ تو کافروں کے درمیان دفن کیا جائے اور تیرے دائیں اور تیرے بائیں اشرار میں سے دو کافر ہوں؟ تو پھر اے قہّار خدا کے قہر کے مورد تو سیّد الابرارؐ کے لئے وہ چیز کیوں جائز سمجھتا ہے جو تو خود اپنے لئے جائز نہیں سمجھتا؟ کیا تو خیر الرسلؐ کو اس مقام پر لا رہا ہے جس کو تو اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ اور تُو خود حضورؐ کی عصمت کے مراتب کی پاسداری نہیں کرتا۔ تیرا ادب اور عقل وفہم کہاں چلا گیا؟ کیا تیرے وہم کے جن نے اُسے اُچک لیا ہے اور تجھے سحر زدہ کر چھوڑا ہے؟

وكما صُلتَ على الصدّيق الأتقى كذلك صُلتَ على عليّ المرتضٰى، فإنك جعلت عليًّا نعوذ بالله كالمنافقين، وقاعدا علٰى باب الكافرين، ليفيض شربه الذى غاض وينجبر مِن حاله ما انهاض. ولا شك أن هذه السير بعيدة من المخلصين، ولا توجد إلا فى الذى رضى بعادات المنافقين.

وإذا سئل عن الشيعة المتعصّبين مَن كان أوّل مَن أسلم من الرجال البالغين وخرج من المنكرين المخالفين، فلا بدّ لهم أن يقولوا إنه أبو بكر. ثم إذا سئل مَن كان أوّل من هاجر مع خاتم النبيين ونبذ العلق وانطلق حيث انطلق، فلا بد لهم أن يقولوا إنه أبو بكر. ثم إذا سئل من كان أوّل المستخلَفين ولو كالغاصبين،

جس طرح تو نے انتہائی تقویٰ شعار صدیق ؓ پر حملہ کیا۔ اسی طرح تو علی مرتضیٰؓ پر بھی حملہ آور ہوا ہے۔ سو تو نے نعوذ باللہ (حضرت) علیؓ کو بھی منافقوں کی طرح قرار دیا اور دو کافروں کے دروازے پر بیٹھنے والا بنا دیا تا کہ اس طرح ان کا خشک چشمۂ فیض پھر سے جاری ہو جائے اور ان کی شکستہ حالی رُو بہ اصلاح ہو جائے۔ بلا شبہ یہ مخلصوں کے سیرت واطوار نہیں اور یہ روش صرف اُسی میں پائی جاتی ہیں جو منافقوں کی عادات پسند کرتا ہو۔

اگر متعصب شیعوں سے یہ پوچھا جائے کہ مخالف منکروں کی جماعت سے نکل کر بالغ مردوں میں سے اسلام لانے والا پہلا شخص کون تھا؟ تو اُنہیں یہ کہنے کے سوا چارہ نہیں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ پھر جب یہ پوچھا جائے کہ وہ کون تھا جس نے سب سے پہلے حضرت خاتم النبیینؐ کے ساتھ ہجرت کی اور تمام تعلقات کو پسِ پُشت ڈالا اور وہاں چلے گئے جہاں حضورؐ گئے تھے تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ کہیں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ تھے! پھر جب یہ پوچھا جائے کہ بفرضِ محال غاصب ہی سہی تاہم خلیفہ بنائے جانے والوں میں سے پہلا کون تھا؟

فـلا بد لهم أن يقولوا إنه أبو بكر. ثم إذا سئل من كان جامِعَ القرآن ليشاع في البلدان، فلا بد لهم أن يقولوا إنه أبو بكر. ثم إذا سئل من دُفن بجوار خير المرسلين وسيد المعصومين، فلا بد لهم أن يقولوا إنه أبو بكر وعمر. فالعجب كل العجب أن كل فضيلة أُعطيت للكافرين المنافقين، وكل خير الإسلام ظهرت من أيدي المعادين. أيزعم مؤمن أن أوّل لبنة لإسلام☆ كان كافرا ومن اللئام؟ ﴿۲۴﴾ ثم أوّل المهاجرين مع فخر المرسلين كان كافرًا ومن المرتدين؟ وكذلك كل فضيلة حصلت للكفار حتى جوار قبر سيد الأبرار، وكان عليٌّ من المحرومين، وما مال إليه الله بالعدوىٰ وما أجدىٰ من جدوىٰ، كأنه ما عرفه وأخطأ من التنكير واحرورف في المسير، وإن هذا إلا كذب مبين.

تو انہیں یہ کہے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا کہ ابوبکر۔ پھر جب یہ پوچھا جائے کہ ملک ملک میں اشاعت کے لئے قرآن کو جمع کرنے والا کون تھا؟ تو لامحالہ کہیں گے کہ وہ (حضرت) ابوبکر تھے۔ پھر جب یہ پوچھا جائے کہ خیر المرسلین اور سید المعصومینؐ کے پہلو میں کون دفن ہوئے تو یہ کہے بغیر انہیں کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ تو پھر کتنے تعجب کی بات ہے کہ (معاذ اللہ) ہر فضیلت کافروں اور منافقوں کو دے دی گئی۔ اور اسلام کی تمام تر خیر وبرکت دشمنوں کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئی۔ کیا کوئی مومن یہ خیال کرسکتا ہے کہ وہ شخص جو اسلام کے لئے خِشتِ اوّل تھا وہ کافر اور لئیم تھا؟ پھر وہ کہ جس نے فخر المرسلین کے ساتھ سب سے پہلے ہجرت کی وہ بے ایمان اور مرتد تھا؟ اس طرح تو ہر فضیلت کافروں کو حاصل ہوگئی۔ یہاں تک کہ سید الابرارؐ کی قبر کی ہمسائیگی بھی! اور علیؓ حرماں نصیب رہے۔ اور اللہ ان کی مدد کی طرف مائل نہ ہوا اور نہ ہی اپنی کسی نوازش سے انہیں نوازا۔ گویا وہ انہیں جانتا پہچانتا ہی نہ ہو اور عدم شناخت کی وجہ سے غلطی کھائی اور صحیح راہ سے ہٹ گیا ہو۔ یہ تو ایک کھلا جھوٹ ہے۔

☆ يبدو انه سهو، والصحيح ''الاسلام''. (الناشر)

فالحق أن الصدّيق والفاروق، كانا من أكابر الصحابة وما أَلَتَا الحقوق، واتخذا التقوىٰ شرعة، والعدل نُجعة، وكانا ينقّبان عن الأخبار ويفتّشان من أصل الأسرار، وما أرادا أن يُلْفِيا من الدنيا بُغية، وبذلا النفوس للّٰه طاعةً. وإني لم ألقَ كالشيخَين في غزارة فيوضهم وتأييد دين نبي الثقلَين. كانا أَسْرَعَ من القمر في اتّباع شمس الأمم والزمر، وكانا في حُبّه من الفانين. واستعذبا كل عذاب لتحصيل صواب، ورضوا بكل هوان للنبي الذي ليس له ثان، وظهرا كالأسود عند تَلقّي القوافل والجنود من ذوي الكفر والصدود، حتى غلب الإسلام وانهزم الجمع، وانزوى الشرك وانقمع، وأشرقت شمس الملّة والدّين.

سچ تو یہ ہے کہ (ابوبکر) صدیقؓ اور (عمر) فاروقؓ دونوں اکابر صحابہ میں سے تھے۔ ان دونوں نے ادائیگی حقوق میں کبھی کوتاہی نہیں کی انہوں نے تقویٰ کو اپنی راہ اور عدل کو اپنا مقصود بنا لیا تھا۔ وہ حالات کا گہرا جائزہ لیتے اور اسرار کی کنہ تک پہنچ جاتے تھے۔ دنیا کی خواہشات کا حصول کبھی بھی ان کا مقصود نہ تھا۔ انہوں نے اپنے نفوس کو اللہ کی اطاعت میں لگائے رکھا۔ کثرتِ فیوض اور نبی الثقلینؐ کے دین کی تائید میں شیخین (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) جیسا میں نے کسی کو نہ پایا۔ یہ دونوں ہی آفتابِ اُمَم و مِلل (ﷺ) کی اتباع میں ماہتاب سے بھی زیادہ سریع الحرکت تھے اور آپؐ کی محبت میں فنا تھے۔ انہوں نے حق کے حصول کی خاطر ہر تکلیف کو شیریں جانا۔ اور اس نبی کی خاطر جس کا کوئی ثانی نہیں، ہر ذلت کو برضا و رغبت گوارا کیا۔ اور کافروں اور منکروں کے لشکروں اور قافلوں سے مٹھ بھیڑ کے وقت شیروں کی طرح سامنے آئے۔ یہاں تک کہ اسلام غالب آ گیا۔ اور دشمن کی جمعیتوں نے ہزیمت اٹھائی۔ شرک چھٹ گیا اور اس کا قلع قمع ہو گیا اور ملت و مذہب کا سورج جگمگ جگمگ کرنے لگا

وكانت خاتمة أمرهما جِوار خير المسلمين، مع خدمات مرضية في الدين، وإحسانات ومنن على أعناق المسلمين. وهذا فضل من الله الذي لا تخفى عليه الأتقياءُ، وإن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء، من اعتلق بذيله مع كمال ميله، فإن الله لن يُضيعه ولو عاداه كل ما في العالمين، ولا يرى طالبه خسرًا ولا عسرًا ولا يذَر الله الصادقين.

الله أكبر ما أعظمَ شأنَ سرِّهما وصدقهما دُفنوا في مدفن لو كان موسٰى وعيسٰى حيَّين لتمناها غبطة، ولكن لا يحصل هذا المقام بالمنية، ولا يعطى بالبغية، بل هي رحمة أزلية من حضرة العزة، ولا تتوجه إلا إلى الذين توجّهت العناية إليهم من الأزل،

اور مقبول دینی خدمات بجالاتے ہوئے اور مسلمانوں کی گردنوں کو لطف و احسان سے زیربار کرتے ہوئے ان دونوں کا انجام خیرالمرسلینؐ کی ہمسائیگی پر منتج ہوا۔ اور یہ اُس اللہ کا فضل ہے جس کی نظر سے متقی پوشیدہ نہیں اور بے شک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ جو شخص بکمال شوق اللہ کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے تو وہ اُسے ہرگز ضائع نہیں کرتا، خواہ دنیا بھر کی ہر چیز اُس کی دشمن ہو جائے۔ اور اللہ کا طالب کسی نقصان اور تنگی کا منہ نہیں دیکھتا۔ اور اللہ صادقوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

اللہ اکبر! ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے صدق و خلوص کی کیا بلند شان ہے۔ وہ دونوں ایسے (مبارک) مدفن میں دفن ہوئے کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو بصد رشک وہاں دفن ہونے کی تمنا کرتے۔ لیکن یہ مقام محض تمنا سے تو حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ صرف خواہش سے عطا کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ تو بارگاہ ربّ العزت کی طرف سے ایک ازلی رحمت ہے اور یہ رحمت صرف انہی لوگوں کی طرف رُخ کرتی ہے جن کی طرف عنایتِ (الٰہی) ازل سے متوجہ ہو۔

وحفّتْ بهم ملاحف الفضل. فقضيت العجب كل العجب أن الذين يُفضّلون عليًّا على الصديق لا يرجعون إلى هذا التحقيق، ويتهافتون على ثناء المرتضٰى ولا ينظرون مقام الصدّيق الأتقى. فاسأل الذين يكفّرون الصدّيق ويلعنون، وسيعلم الذين ظلموا بأى منقلب ينقلبون. إن الصدّيق والفاروق كانا أميرا ركبٍ علوا للّٰه قُننًا عُلٰى ودعوا إلى الحق أهل الحضارة والفلاء، حتى سرت دعوتهم إلى بلاد قصوىٰ، وقد أُودعت خلافتهما لفائف ثمرات الإسلام، وضُمِّخت بالطِيب العميم بأنواع فوز المرام. وكان الإسلام فى زمن **الصدّيق** متألّما بأنواع الحريق، وشارفَ أن تُشنّ على سِربِه فوج الغارات،

(یہی لوگ ہیں) جنہیں انجام کار اللہ کے فضل کی چادریں ڈھانپ لیتی ہیں۔ مجھے ایسے لوگوں پر بے حد تعجب آتا ہے جو علیؓ کو صدیق (اکبرؓ) پر فضیلت دیتے ہیں اور اس تحقیق شدہ امر کی طرف رجوع نہیں کرتے اور (علی) مرتضیٰؓ کی توصیف پر پروانہ وار گرتے ہیں اور نہایت پاکباز صدیقؓ کے مقام پر نگاہ نہیں ڈالتے۔ پس تو ان لوگوں سے پوچھ جو صدیق اکبرؓ کو کافر قرار دیتے اور اُن پر لعنتیں ڈالتے ہیں۔ اور یہ ظالم لوگ بہت جلد جان لیں گے کہ کس مقام کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہے۔ بلاشبہ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اُس کارواں کے امیر تھے جس نے اللہ کی خاطر بلند چوٹیاں سر کیں اور انہوں نے متمدن اور بادیہ نشینوں کو حق کی دعوت دی۔ یہاں تک کہ اُن کی یہ دعوت دور دراز ممالک تک پھیل گئی۔ اور ان دونوں کی خلافت میں بکثرت ثمراتِ اسلام ودیعت کئے گئے ﴿۲۵﴾ اور کئی طرح کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ کامل خوشبو سے معطر کی گئی۔ اور اسلام حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں مختلف اقسام کے (فتنوں کی) آگ سے الم رسیدہ تھا اور قریب تھا کہ کھلی کھلی غارت گریاں اس کی جماعت پر حملہ آور ہوں۔

وتَـنَـادَى عـند نهبه يا للثارات، فـأدركـه الرب الجليل بصدق الـصـدّيـق، وأخـرج بَعاعـه من البئـر العميق، فرجع إلى حالة الـصـلاح مـن مَـحُـلةٍ نـازحة، وحـالةٍ رازحة، فـأوجـب لنـا الإنصاف أن نشكر هذا المعين ولا نُبـالى المعادين. فإيا ك أن تـلـوى عـذارك عـمـن نصـر سيّـدك ومـختـارك، وحفظ دينك وداركَ، وقـصـد للّٰـه فلاحك وما امتار سماحك. فيـا لـلـعـجـب الأظهـر كيف يُـنـكَـرُ مـجدُ الصدّيق الأكبر؟ وقـد بـرقـت شـمـائـلـه كالنيّر ولا شك أن كـل مـؤمن يأكل أُكُـلَ غَـرْسِــه، ويستـفيض من عـلـوم درســه. أعـطـى لدينـنـا الـفـرقـان، ولـدنيـانـا الأمـن والأمـان، ومـن أنـكـره فقد مان ولـقــى الشيـط والشيـطـان.

اوراس کے لوٹ لینے پر فتح کے نعرے لگائیں۔ پس عین اُس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صدق کی وجہ سے ربّ جلیل اسلام کی مدد کو آ پہنچا۔ اور گہرے کنویں سے اُس کا متاعِ عزیز نکالا۔ چنانچہ اسلام بدحالی کے انتہائی مقام سے بہتر حالت کی طرف لوٹ آیا۔ پس انصاف ہم پر یہ لازم ٹھہراتا ہے کہ ہم اس مددگار کا شکریہ ادا کریں اور دشمنوں کی پراوہ نہ کریں۔ پس تو اس شخص سے بے رُخی نہ کر جس نے تیرے سیّد و مولیٰ ﷺ کی مدد کی اور تیرے دین و دَر کی حفاظت کی اور اللہ کی خاطر تیری بہتری چاہی اور تجھ سے بدلہ نہ چاہا۔ تو پھر بڑے تعجب کا مقام ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی بزرگی سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟ اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے اوصاف حمیدہ آفتاب کی طرح درخشندہ ہیں۔ اور بلا شبہ ہر مومن آپ کے لگائے ہوئے درخت کے پھل کھاتا اور آپ کے پڑھائے ہوئے علوم سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ آپ نے ہمارے دین کے لئے فرقان اور ہماری دنیا کے لئے امن و امان عطا فرمایا۔ اور جس نے اس سے انکار کیا تو اُس نے جھوٹ بولا اور ہلاکت اور شیطان سے جاملا۔

والذين التبس عليهم مقامه فما أخطأوا إلا عمدًا، وحسبوا الغدق ثـمدًا، فتوغروا غضبًا، وحقروا رجلًا كان أوّلَ المكرمين.

وإن نـفـس **الـصـدّيق** كـانت جامعة للرجاء والخوف، والخشية والشـوق، والأنــس والـمحبة. وكـان جوهر فطرته أبلغ وأكمل فـي الـصفاء، منقطعًا إلى حضرة الـكبـريـاء، مـفـارقا من النفـس ولــذاتهــا، بـعيـدًا عـن الأهـواء وجـذبـاتها، وكان من المتبتلين. ومـا صـدر منه إلّا الإصلاح، وما ظهـر مـنـه للمؤمنين إلا الفلاح. وكــان مبـرًّأً مـن تهـمة الإيـذاء والضير، فلا تنظر إلى التنازعات الـداخلية، واحملها على محامل الخير. ألا تُفكر أن الرجل الذى مـا التفت من أوامر ربه ومرضاته إلـى بـنيــه وبـنــاتـه، ليجعلهم متـمـوّلـيـن أو مِـن أحـد وُلاتـه،

اور جن لوگوں پر آپ کا مقام و مرتبہ مشتبہ رہا، ایسے لوگ عمدًا خطا کار ہیں اور انہوں نے کثیر پانی کو قلیل جانا۔ پس وہ غصے سے اُٹھے اور ایسے شخص کی تحقیر کی جو اوّل درجہ کا مکرم و محترم تھا۔

اور حضرت صدیقؓ کی ذاتِ گرامی رجاء و خوف، خشیت و شوق اور انس و محبت کی جامع تھی۔ اور آپ کا جوہرِ فطرت صدق و صفا میں اتم و اکمل تھا اور حضرت کبریاء کی طرف بکمال منقطع تھا۔ اور نفس اور اس کی لذات سے خالی اور ہوا و ہوس اور اس کے جذبات سے کلیۃً دور تھا اور آپ حد درجہ کے متبتّل تھے اور آپ سے اصلاح ہی صادر ہوئی اور آپؓ سے مومنوں کے لئے فلاح و بہبود ہی ظاہر ہوئی۔ آپ ایذا اور دُکھ دینے کی تہمت سے پاک تھے۔ اس لئے تو داخلی تنازعات کی طرف نہ دیکھ بلکہ انہیں بھلائی کی طرز پر محمول کر۔ کیا تو غور نہیں کرتا کہ وہ شخص جس نے اپنے رب کے احکامات اور خوشنودی سے اپنی توجہ اپنے بیٹے بیٹیوں کی طرف نہیں پھیری تا کہ وہ انہیں مالدار بنائیں یا انہیں اپنے عـمّــال میں سے بنائیں۔

وما كان له من الدنيا إلا ما كان ميرةَ ضروراته، فكيف تظن أنه **ظلم** آل رسول الله مع أن الله فضّله على كلّهم بحسن نياته، وجعله من المؤيدين. وليس كل نزاع مبنيًّا على فساد النيات كما زعم بعض متبعي الجهلات، بل رُبَّ نزاع يحدث من اختلاف الاجتهادات. فالطريق الأنسب والمنهج الأصوب أن نقول إن مبدأ التنازعات في بعض صحابة خير الكائنات كانت الاجتهادات لا الظلامات والسيّئات. والمجتهدون معفوون ولو كانوا مخطئين. وقد يحدث الغلّ والحقد من التنازعات في الصلحاء، بل في أكابر الأتقياء والأصفياء، وفي ذلك مصالح لله ربّ العالمين.

﴿۲٦﴾ فكلّما جرى فيهم أو خرج مِن فِيهم، فيجب أن يُطْوَى لا أن يُروَى،

اور جس نے دنیا سے صرف اسی قدر حصہ لیا جتنا اس کی ضرورتوں کے لئے کافی تھا تو پھر تو کیسے خیال کر سکتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر ظلم روا رکھا ہوگا۔ باوجودیکہ اللہ نے آپ کو آپ کی حسن نیت کی وجہ سے ان سب پر فضیلت عطا فرمائی ہوئی تھی اور آپ کو اپنا تائید یافتہ بنایا ہوا تھا اور ہر جھگڑا نیتوں کے فساد پر مبنی نہیں ہوتا جیسا کہ جہالت کے بعض پیروکاروں نے خیال کیا ہے بلکہ اکثر جھگڑے اجتہادات کے اختلاف سے پیدا ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ مناسب اور درست طریق یہی ہے کہ ہم کہیں کہ خیرالکائناتؐ کے بعض صحابہؓ میں آغازِ تنازعات دراصل اجتہادات تھے نہ کہ ظلم اور بدیوں کا ارتکاب۔ اور مجتہد اگرچہ خطا کار ہوں وہ قابل معافی ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی صلحاء بلکہ اکابر اتقیاء اور اصفیاء کے تنازعات میں بھی کینہ اور بُغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس میں اللہ ربّ العالمین کی مصلحتیں ہوتی ہیں۔

لہٰذا جو کچھ بھی ان (صحابہؓ) کے درمیان واقع ہوا یا ان کی زبانوں سے نکلا اسے بیان کرنے کی بجائے اسے لپیٹ دینا ہی مناسب ہے

ویجب أن يُفوَّض أمورهم إلى اللّٰه الذی هو ولی الصالحين. وقد جرت سُنّته أنه يقضی بين الصالحين على طريق لا يقضی عليه قضايا الفاسقين، فإنهم كلّهم أحباؤه وكلهم من المحبين المقبولين، ولأجل ذلك أخبرنا ربّنا عن مآل نزاعهم وقال وهو أصدق القائلين. وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ. هذا هو الأصل الصحيح، والحق الصريح، ولكن العامة لا يُحققون فی أمر كأولی الأبصار، بل يقبلون القصص بغضّ الأبصار، ثم يزيد أحدٌ منهم شيئا على الأصل المنقول، ويتلقّاه الآخر بالقبول، ويزيد عليه شيئا آخر من عند نفسه، ثم يسمعه ثالث بشدة حرصه، فيؤمن به

اور اُن کے اُن امور کو اللہ کے حوالہ کرنا جو کہ صالحین کا متولی ہے واجب ہے۔ اس کی سنت جاریہ یہی ہے کہ وہ صالحین کے درمیان ایسے طریق پر فیصلے فرماتا ہے جس طریق پر وہ فاسقوں کے فیصلے نہیں فرمایا کرتا۔ کیونکہ وہ سب اس کے پیارے اور اس کی بارگاہ میں محبوب اور مقبول ہیں۔ اس لئے ہمارے ربّ نے جو اصدق الصادقین ہے ہمیں ان کے باہمی نزاع کے انجام کی نسبت یہ بتایا ہے کہ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ[1] یہ ہے وہ صحیح اصل اور صریح حق۔ لیکن عامۃ الناس کسی معاملے میں اہلِ بصیرت کی طرح تحقیق نہیں کرتے۔ بلکہ آنکھیں بند کر کے قصوں کو قبول کر لیتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی ایک اصل منقول میں کسی قدر اضافہ کر دیتا ہے اور دوسرا اسے قبول کر لیتا ہے اور اپنی طرف سے اس میں کچھ اور بڑھا دیتا ہے۔ اور پھر تیسرا بڑے اشتیاق سے اسے سنتا اور اس پر ایمان لے آتا ہے

[1] اور ہم ان کے دلوں سے جو بھی کینے ہیں نکال باہر کریں گے۔ وہ بھائی بھائی بنتے ہوئے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (الحجر:۴۸)

ويُلحق به حواشي أُخرىٰ، وهلمّ جرّا، حتى تستتر الحقيقة الأولىٰ، وتظهر حقيقة جديدة تخالف الحق الأجلىٰ، وكذلك هلك الناس من خيانات الراوين.

وكم من حقيقة تسترت، وواقعات اختفت وقِصص بُدّلت، وأخبار غُيّرت وحُرّفت، وكم من مفتريات نُسجت، وأمور زيدت ونُقصت، ولا تعلم نفس ما كانت واقعة أوّلًا ثُم ما صُيّرت وجُعلت. ولو أُحيِيَ الأوّلون من الصحابة وأهل البيت وأقارب خير البرية، وعُرضت عليهم هذه القصص، لتعجبوا وحولقوا واسترجعوا من مفتريات الناس، ومما طوّلوا الأمر من الوسواس الخنّاس، وجعلوا قطرةً كبحر عظيم، وأرَوا كجبالٍ ذرّةَ عظمٍ رميمٍ، وجاء وا بكذب يخدع الغافلين.

اور اس پر وہ مزید حاشیہ آرائی کر دیتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پہلی اصل حقیقت اوجھل ہو جاتی ہے اور ایک نئی قسم کی حقیقت جو ظاہر و باہر حق کے سراسر خلاف ہوتی ہے ابھر آتی ہے اور اس طرح راویوں کی خیانتوں سے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اور کتنی ہی حقیقتیں ہیں جو مستور ہو گئیں اور کئی واقعات ہیں جو پردۂ اخفا میں چلے گئے۔ اور کتنے قصے بدل گئے۔ اور کتنی روایات محرف و مبدّل ہو گئیں اور کتنے اِفتراء گھڑے گئے اور کئی امور میں کمی وبیشی کی گئی۔ اور یہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہ ابتدا میں واقعہ کیا تھا اور پھر وہ کیا سے کیا ہو گیا۔ اور اگر ابتدائی صحابہ، اہلِ بیت اور خیر البریّہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اقربا (پھر سے) زندہ کر دیئے جائیں اور یہ سب قصے اُن کے سامنے پیش کئے جائیں تو وہ حیران و ششدر ہو جائیں اور وہ ان لوگوں کی مفتریات کے باعث لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃ اور اِنَّـالِلّٰـہ پڑھیں کہ انہوں نے شیطانی وساوس کے زیر اثر اس معاملہ کو طول دیا۔ اور ایک قطرے کو بحرِ بیکراں بنا دیا اور ایک بوسیدہ ہڈی کے ذرّہ کو پہاڑوں کی طرح دکھایا اور غافلوں کو مبتلائے فریب کرنے کی غرض سے جھوٹ بول دیا۔

والحق أن الفتن قد تموجت فی أزمنة وسطٰی، وماجت کتموُّج الریح العاصفة والصراصر العظمٰی. وکم من أراجیف المفترین قُبلت کأخبار الصادقین، فتَفطَّنْ ولا تکن من المستعجلین. ولو أُعطیتَ ممّا أفاض اللّٰه علینا لقبلتَ ما قلتُ لك وما کنتَ من المعرضین. والآن لا أعلم أنك تقبله أو تکون من المنکرین. والذین کانت **عداوة الشیخَین** جوهرَ روحهم وجزءَ طبیعتهم، ودیدنَ قریحتهم، لا یقبلون قولنا أبدا حتی یأتی أمر اللّٰه، ولا یصدّقون کشوفا ولو کانت ألوفا، فلیتربصوا زمانا یُبدی ما فی صدور العالمین.

حق بات یہ ہے کہ ازمنۂ وسطیٰ میں فتنوں میں ایک تموّج پیدا ہوا اور وہ فتنے ایک تیز آندھی اور بادِ صرصر کے تُند جھونکوں کی طرح موجزن ہوئے۔ افترا پردازوں کی کتنی ہی غلط افواہیں تھیں جو سچے لوگوں کی خبروں کی طرح قبول کی گئیں۔ اس لئے عقل سے کام لے اور جلد بازوں میں سے مت بن۔ جو فیض اللہ نے ہمیں دیا ہے اگر اس میں سے کچھ حصہ بھی تجھے ملتا تو تُو جو میں نے تجھے کہا ہے اُسے ضرور قبول کر لیتا اور اعراض کرنے والوں میں سے نہ ہوتا اور اب مجھے معلوم نہیں کہ تو اسے قبول کرے گا یا پھر منکروں میں سے ہوگا۔ اور وہ لوگ کہ شیخین کی عداوت جن کی روح کا جوہر، ان کی فطرت کا جزو اور ان کی طبیعت کی عادت بن چکی ہے وہ اس وقت تک ہماری بات نہیں مانیں گے جب تک کہ اللہ کا امر نہیں آ جاتا۔ اور خواہ ہزاروں کشوف بھی ہوں وہ ان کی تصدیق نہیں کریں گے۔ پس چاہیے کہ وہ اس وقت کا انتظار کریں جو اہلِ دنیا کے سینوں کے اسرار کو ظاہر کر دے گا۔

أيها النّاس لا تظنّوا ظنّ السّوء فی الصحابة، ولا تُهلكوا أنفسكم فی بوادی الاسترابة، تلك أمة قد خلت ولا تعلمون حقيقةً بعُدت واختفت، ولا تعلمون ما جری بينهم، وكيف زاغوا بعد ما نوّر اللّٰه عينهم، فلا تتبعوا ما ليس لكم به علم واتقوا اللّٰه إن كنتم خاشعين. وإن الصحابة وأهل البيت كانوا روحانيين منقطعين إلی اللّٰه ومتبتّلين، فلا أقبل أبدًا أنهم تنازعوا للدنيا الدنيّة، وأسرَّ بعضُهم غِلَّ البعض فی الطويّة، حتی رجع الأمر إلی تقاتُل بينهم وفساد ذات البين وعناد مبين. ولو فرضنا أن الصدّيق الأكبر كان من الذين آثروا الدنيا وزخرفها، ورضوا بها وكان من الغاصبين، فنضطر حينئذ إلٰی أن نقرّ أنّ عليًّا أسد اللّٰه أيضًا كان من المنافقين، ﴿۲۷﴾

اے لوگو! صحابہ کے متعلق بدظنی مت کرو۔ اور اپنے آپ کو شبہات کے دشت وصحرا میں ہلاک نہ کرو۔ یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔ اور وہ حقیقت جو دور ہوگئی اور چھپ گئی تم اسے نہیں جانتے اور نہ ہی اس سے آگاہ ہو جو اُن کے درمیان گزرا۔ اور وہ کیسے کج راہ ہو سکتے ہیں جن کی آنکھیں اللہ نے روشن کیں۔ جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت لگو اور اگر تم جھکنے والے ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً سب صحابہ اور اہل بیت روحانی لوگ تھے اور انقطاع اور تبتّل اِلی اللہ کرنے والے تھے۔ اس لئے مَیں یہ کبھی بھی تسلیم نہیں کرتا کہ وہ (صحابہؓ) حقیر دنیا کی خاطر باہم لڑنے جھگڑنے لگے اور ایک دوسرے کے متعلق دل میں اتنا کینہ رکھا۔ حتیٰ کہ معاملہ باہمی جنگ، جدائی ڈالنے والے فساد اور کھلے کھلے عناد تک جا پہنچا۔ اور اگر ہم یہ فرض کر بھی لیں کہ صدیق اکبرؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دنیا اور اس کی رعنائیوں کو مقدم کیا اور ان پر راضی ہوگئے اور وہ غاصب تھے۔ تو ایسی صورت میں ہم اس بات پر مجبور ہوں گے کہ یہ اقرار کریں کہ شیر خدا علی بھی منافقوں میں شامل تھے

وما كان كما نخاله من المتبتلين؛ بل كان يكبّ على الدنيا ويطلب زينتها، وكان في زخارفها من الراغبين. ولأجل ذلك ما فارق الكافرين المرتدين، بل دخل فيهم كالمداهنين، واختار التقيّة إلى مدة قريبة من ثلاثين. ثم لما كان الصدّيق الأكبر كافرا أو غاصبًا في أعين عليّ المرتضى رضي الله تعالى عنه وأرضى، فلِمَ رضي بأن يُبايعه؟ ولِمَ ما هاجر من أرض الظلم والفتنة والارتداد إلى بلاد أخرىٰ؟ ألم تكن أرض الله واسعة فيهاجر فيها كما هي سُنّة ذوي التّقٰى؟ انظر إلى **إبراهيم** الذي وفّى. كيف كان في شهادة الحق **شديد القوىٰ**، فلمّا رأى أن أباه ضلّ وغوىٰ، ورأى القوم أنهم يعبدون الأصنام ويتركون الربّ الأعلىٰ، أعرض عنهم وما خاف وما بالىٰ،

اور جیسا کہ ہم ان کے متعلق خیال کرتے ہیں وہ دنیا کو تیاگ کر اللہ سے لَو لگانے والے نہ تھے بلکہ وہ دنیا پر گرے ہوئے تھے اور اس کی زینت کے طالب تھے اور اس کی رعنائیوں کے فریفتہ تھے اسی وجہ سے آپ نے کافر مرتدوں کا ساتھ نہ چھوڑا۔ بلکہ مداہنت اختیار کرنے والوں کی طرح ان میں شامل رہے اور قریباً تیس سال کی مدت تک تقیہ اختیار کئے رکھا۔ پھر جب صدیق اکبرؓ، علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضیٰ کی نگاہ میں کافر یا غاصب تھے تو پھر کیوں وہ اُن کی بیعت پر راضی ہوئے اور کیوں انہوں نے ظلم، فتنے اور ارتداد کی سرزمین سے دوسرے ممالک کی جانب ہجرت نہ کی؟ کیا اللہ کی زمین اتنی فراخ نہ تھی کہ وہ اس میں ہجرت کر جاتے جیسا کہ یہ تقویٰ شعاروں کی سنت ہے۔ وفا شعار ابراہیمؑ کو دیکھو کہ وہ حق کی شہادت میں کیسے شدید القویٰ تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اُن کا باپ گمراہ ہوگیا اور راہِ حق سے بھٹک گیا ہے اور یہ دیکھا کہ ان کی قوم بتوں کو پوج رہی ہے اور وہ ربّ اعلیٰ کو چھوڑ بیٹھے ہیں تو انہوں نے ان سے اعراض کرلیا اور نہ ڈرے اور نہ پرواہ کی۔

وأُدخِل فی النار وأوذی من الأشرار، فما اختار التقيّة خوفا من الأشرار. فهذه هی سيرة الأبرار، لا يخافون السيوف ولا السنان، ويحسبون التقية من كبائر الإثم والفواحش والعدوان، وإن صدرت شمّةٌ منها كمثل ذلّة فيرجعون إلى اللّٰه مستغفرين.

ونعجب من علي رضی اللّٰه عنه كيف بايع الصدّيقَ والفاروق، مع علمه بأنهما قد كفرا وأضاعا الحقوق، ولبث فيهما عمرًا واتّبعهما إخلاصا وعقيدة، وما لغِب وما وهَن وما أرى كراهة، وما اضمحلّت الداعية، وما منعته التقاة الإيمانية، مع أنه كان مطّلعا على فسادهم وكفرهم وارتدادهم، وما كان بينه وبين أقوام العرب بابا مسدودًا وحجابا ممدودًا وما كان من المسجونين.

وہ آگ میں ڈالے گئے اور شریروں کی طرف سے ایذاء دیئے گئے لیکن انہوں نے ان شریروں کے خوف سے تقیہ اختیار نہ کیا۔ یہ ہے نیکو کاروں کی سیرت کہ وہ شمشیر و سناں سے نہیں ڈرتے اور وہ تقیہ کو گناہِ کبیرہ اور بے حیائی اور تعدّی تصور کرتے ہیں۔ اگر اِن میں سے بطور لغزش ایک ذرہ بھی صادر ہو جائے تو وہ استغفار کرتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ہمیں تعجب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ صدیقؓ اور فاروقؓ کافر ہو گئے ہیں اور انہوں نے حقوق تلف کئے ہیں، ان کی کیسے بیعت کر لی۔ وہ (علیؓ) لمبی عمر دونوں کے ساتھ رہے اور پورے اخلاص اور عقیدت سے ان دونوں کی اتباع کی اور (اس میں) نہ وہ تھکے اور نہ کمزوری دکھائی اور نہ ہی کسی قسم کی کراہت کا اظہار کیا۔ نہ کوئی اور وجہ آڑے آئی اور نہ ہی آپ کے ایمانی تقویٰ نے آپ کو اس سے روکا۔ بایں ہمہ کہ آپ ان حضرات کے فساد، کفر اور ارتداد سے آگاہ تھے اور آپ کے اور اقوامِ عرب کے درمیان نہ کوئی بند دروازہ تھا اور نہ ہی کوئی بڑی روک اور نہ ہی آپ قیدیوں میں سے تھے۔

وكان واجبا عليه أن يُهاجر إلى بعض أطراف العرب والشرق والغرب ويحث الناس على القتال ويهيج الأعراب للنضال، ويُسخرهم بفصاحة المقال ثم يقاتل قوما مرتدين.

وقد اجتمع على المسيلمة الكذاب زهاء مائة ألف من الأعراب، وكان عليٌّ أحقّ بهذه النصرة، وأَولى لهذه الهمة، فلِمَ اتّبع الكافرين، ووَالى وقعد كالكسالى وما قام كالمجاهدين؟ فأيّ أمر منعه من هذا الخروج مع إمارات الإقبال والعروج؟ ولِمَ ما نهض للحرب والبأس وتأييد الحق ودعوة الناس؟ ألم يكن أفصح القوم وأبلغهم في العظات ومن الذين ينفخون الروح في الملفوظات؟

اور آپ پر یہ واجب تھا کہ آپ کسی دوسرے عرب علاقے اور شرق اور غرب کے کسی حصے کی جانب ہجرت فرما جاتے۔ اور لوگوں کو جنگ پر اُکساتے اور بادیہ نشینوں کو لڑائی پر جوش دلاتے اور فصاحت بیانی سے انہیں مطیع بنا لیتے اور پھر مرتد ہونے والے لوگوں سے جنگ کرتے۔ ﴿۲۸﴾

مسیلمہ کذاب کے گرد اندازاً ایک لاکھ بادیہ نشین جمع ہو گئے تھے۔ جبکہ علیؓ اس مدد کے زیادہ حقدار تھے اور اس مہم جوئی کے لئے زیادہ مناسب تھے۔ پھر کیوں آپ نے دونوں کافروں کی اتباع کی اور اُن سے محبت کا اظہار کیا اور سُست لوگوں کی طرح بیٹھے رہے اور مجاہدوں کی طرح اٹھ کھڑے نہ ہوئے۔ وہ کون سی بات تھی جس نے آپ کو اقبال و عروج کی تمام علامات ہوتے ہوئے بھی اس خروج سے روکے رکھا۔ آپ جنگ و جدل اور حق کی تائید اور لوگوں کو دعوت دینے کے لئے کیوں نہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کیا آپ قوم کے سب سے فصیح و بلیغ واعظ اور ان لوگوں میں سے نہ تھے جو لفظوں میں جان ڈال دیتے ہیں؟

فما كان جمع الناس عنده إلا فعل ساعة، بل أقلَّ منها لقوة بلاغة وبراعة، وتأثير جاذب للسامعين. ولما جمَعَ الناسَ الكاذبُ الدجالُ فكيف أسدُ الله الذى كان مؤيِّده الربّ الفعّال، وكان محبوبَ ربّ العالمين.

ثم من أعجب العجائب وأظهر الغرائب أنه ما اكتفى عليٌّ أن يكون من المبايعين، بل صلّى خلف الشيخَين كل صلاة، وما تخلف فى وقت من أوقات، وما أعرض كالشاكين. ودخل فى شُوراهم وصدّق دعواهم، وأعانهم فى كل أمر بجهد همته وسعة طاقته، وما كان من المتخلفين. فانظر. أهذا من علامات الملهوفين المكفرين؟ وانظر كيف اتبع الكاذبين مع علمه بالكذب والافتراء كأن الصدق والكذب كان عنده كالسواء.

اپنی بلاغت اور حسن بیان کے زور سے اور سامعین کے لئے اپنی پُرکشش تاثیر سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لینا آپ کے لئے محض ایک گھنٹے بلکہ اس سے بھی کم تر وقت کا کام تھا۔ جب ایک کاذب دجال نے لوگوں کو جمع کر لیا تو شیرِ خدا جس کا تائید کرنے والا فعّال ربّ تھا اور جو ربّ العالمین کا محبوب تھا کیوں نہ کر سکا۔

پھر عجیب تر اور حیران کن بات یہ ہے کہ آپ نے صرف مبایعین میں سے ہونے پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ ہر نماز شیخین (ابوبکرؓ اور عمرؓ) کے پیچھے ادا کی اور کسی وقت بھی اس میں تخلّف نہ کیا اور نہ ہی شکوہ کرنے والوں کی طرح اس سے اعراض کیا۔ آپ ان کی شوریٰ میں شامل ہوئے اور ان کے دعوے کی تصدیق کی اور ہر معاملہ میں اپنی پوری ہمت اور مقدور بھر طاقت سے ان کی مدد کی اور پیچھے رہنے والوں میں سے نہ ہوئے۔ پس غور کر کہ کیا ستم رسیدوں اور مکفروں کی یہی نشانیاں ہوتی ہیں؟ اور اس پر بھی غور کر کہ کذب و افترا کا علم ہونے کے باوجود وہ (علیؓ) کیونکر کاذبوں کی اتباع کرتے رہے۔ گویا کہ صدق و کذب اُن کے نزدیک یکساں تھے

ألم يعلم أن الذين يتوكلون على قدير ذى القدرة لا يؤثرون طريق المداهنة طرفة عين ولو بالكراهة، ولا يتركون الصدق ولو أحرقهم الصدق وألقاهم إلى التهلكة وجعلهم عِضِين؟

وإن الصدق مشرب الأولياء، ومن علامات الأصفياء ، ولكن المرتضٰى ترك هذه السجيّة، ونحَت لنفسه التقيّة، واتبع طريقا ذليلا، وكان يحضر فِناء الكافرين بكرة وأصيلا، وكان من المادحين. وهلّا اقتدى بنبيّ الثقلين أو شجاعة الحُسين واتخذ طريق المحتالين؟ وأنشدك اللّٰه أهذا من صفات الذين تطهرت قلوبهم من رجس الجبن والمداهنة، وأعطاهم إيمانُهم قوةَ الجَنان والمهجة وزُكّوا من كل نفاق ومداهنة، وخافوا ربهم وفرغوا بعده من كل خشية؟

کیا آپ یہ نہیں جانتے تھے کہ جو لوگ قادر و توانا ذات پر توکّل کرتے ہیں وہ ایک لحظہ کے لئے بھی مداہنت کی راہ کو اہمیت نہیں دیتے خواہ وہ کتنے ہی مجبور ہوں اور وہ صدق کو نہیں چھوڑتے خواہ صدق انہیں جلا دے، اور انہیں ہلاکت میں ڈال دے، اور انہیں پارہ پارہ کردے۔

سچائی اولیاء کا مشرب اور اصفیاء کی علامات میں سے ہے۔ لیکن (علی) مرتضیٰؓ نے اس خصلت کو ترک کر دیا اور اپنی ذات کے لئے تقیہ تراش لیا اور ذلیل راہ اختیار کی اور کافروں کے آنگن میں صبح و شام حاضری دیتے رہے اور وہ مدح سراؤں میں رہے۔ کیوں نہ آپ نے نبی ثقلینؐ کی اقتدا کی یا حسین کی شجاعت دکھائی اور حیلہ سازوں کا طریق اختیار کیا؟ میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ صفات ان لوگوں کی ہو سکتی ہیں جن کے دل بزدلی اور مداہنت کے گند سے پاک ہوں اور جن کا ایمان دل و جان کو قوت بخشتا ہو اور جو ہر نفاق اور مداہنت سے پاک صاف ہوں اور وہ جو صرف اپنے ربّ سے ڈرتے ہوں۔ اس ذات کے سوا دوسرے ہر خوف سے خالی ہوں۔

كـلا بل هذه الصفات توجد في قـوم آثـروا الأهواء على حضرة الـعزّة ، وقـدّمـوا الـدنيـا على الآخرة ، ومـا قـدروا اللّٰه حق قـدره، ومَا استـنـاروا مِن بدره، ومـا كـانـوا مـخـلصين. وإني عـاشـرت الـخـواص والعوام، ورأيـت كـل طبـقة مـن الأنـام، ولـكـنـي مـا رأيـت سيرة التقية وإخـفـاء الحق والحقيقة إلا في الـذيـن لا يُبـالـون علاقة حضرة الـعزة. و واللّٰه، لا ترضى نفسي لـطـرفة عين أن أداهن في الدين ولو قُطعتُ بالسكين، وكذلك كل من هداه اللّٰه فضلا ورحما، ورزق مـن الإخـلاص رزقـا حسنا، فلا يرضى بالنفاق وسير الـمـنـافقين. أما قرأتَ قصة قوم اختـاروا الـموت عـلـى حياة الـمداهنة وما شاء وا أن يعيشوا طـرفة عيـن بـالـتـقية وقـالـوا ﴿۲۹﴾

ہرگز نہیں بلکہ یہ صفات تو اُن لوگوں میں پائی جاتی ہیں جنہوں نے ربّ العزت پر اپنی خواہشاتِ نفس کو مقدم کیا ہوتا ہے اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی ہوتی ہے جنہوں نے اللہ کی کما حقہ قدر نہیں کی اور نہ انہوں نے اس کے بدرِ کامل (محمد مصطفیٰ ﷺ) کے نور سے روشنی پائی اور وہ مخلص نہیں تھے۔ اور میرا میل جول خواص وعام سے رہا ہے۔ اور میں نے ہر طبقہ کے لوگوں کو دیکھا ہے۔ لیکن میں نے تقیہ اور حق وصداقت کو مخفی رکھنے کی سیرت صرف ان لوگوں میں دیکھی ہے جو خدائے ربّ العزت سے تعلق رکھنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ کی قسم میرا نفس ایک لحظہ کے لئے بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ میں دین کے معاملہ میں مداہنت کروں خواہ چُھری سے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اسی طرح ہر وہ شخص جسے اللہ نے اپنے فضل ورحم سے ہدایت دی ہو اور جسے اخلاص سے رزقِ حسن عطا کیا گیا ہو کبھی نفاق اور منافقوں کے اطوار کو پسند نہ کرے گا۔ کیا تم نے ان لوگوں کا واقعہ نہیں پڑھا جنہوں نے مداہنت کی زندگی پر موت کو اختیار کیا اور ایک لحظہ کے لئے بھی پسند نہ کیا کہ وہ تقیہ کے ساتھ زندگی گزاریں اور وہ یہ دعا مانگتے رہے کہ

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ. فيا حسرة على الشيعة إنهم اجترؤوا على ذمّ المرتضى بما كان عندهم من منافرة للصدّيق الأتقى، وهفتْ أحلامهم بتعصب أعمى. يتعامون مع المصباح المتّقد، ولا يتأملون تأمُّل المنتقد. وإنّي أرىٰ كلماتهم مجموعة ريب، وملفوظاتهم رجم غيب، وما مسّهم ريح المحقّقين.

أيها الناظر في هذا الكتاب إن كنتَ من عشّاق الحق والصواب، فكفاك آية الاستخلاف لتحصيل ترياق الحق ودفع الذعاف، فإن فيها برهانا قويا للمنصفين. فلا تحسب الأخيار كأهل فساد، ولا تُلحق هُودًا بِعَاد، وتَفكَّرْ لساعة كالمحققين.

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ[1]

پس شیعوں پر افسوس ہے کہ وہ سب سے تقویٰ شعار حضرت صدیق اکبرؓ کی منافرت کی وجہ سے علی مرتضیٰؓ کی اس مذمت کرنے پر دلیر ہوئے ہیں اور اندھے تعصّب کے باعث ان کی عقلیں ماری گئیں۔ وہ روشن چراغ کے ہوتے ہوئے بھی اندھے بَن رہے ہیں اور وہ نقد و نظر رکھنے والے شخص جیسی سوچ سے نہیں سوچتے۔ میں ان کی باتوں کو شبہات کا مجموعہ اور ان کے الفاظ کو بے سرو پا تصور کرتا ہوں اور ان کو محققین کی ہوا تک نہیں پہنچی۔

اے اس کتاب کو بنظرِ غائر پڑھنے والے! اگر تو حق اور راست روی کا دلدادہ ہے۔ تو تیرے لئے حق کے تریاق کو حاصل کرنے اور زہرِ ہلاہل سے بچنے کے لئے آیتِ استخلاف ہی کافی ہے۔ کیونکہ اس میں انصاف پسندوں کے لئے ایک قوی دلیل موجود ہے۔ پس نیک شعاروں کو فسادیوں جیسا خیال مت کر اور ہود علیہ السلام کو عاد سے مت ملا اور پَل بھر کے لئے محققوں کی طرح سوچ۔

[1] اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر انڈیل اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔ (الاعراف:۱۲۷)

وأنت تعلم أن الأنباء المستقبلة من اللّٰه الرحمٰن تكون كقضاة لقضايا أهل الحق وأهل العدوان، أو كجنود اللّٰه لفتح بلاد البغي والطغيان، فتُفرِّج ضيق المشكلات بكرّاتِها، حتى يُرىٰ ما كان ضنكًا رحيبًا بقوّة صلاتها. فتبارز هذه الأنباءُ كل مناضل برمح خضيب، حتى تقود إلى اليقين كل مرتاب ومريب، وتقطع معاذير المعترضين. وكذٰلك وقعت آية الاستخلاف، فإنها تَدُعّ كل طاعن حتى ينثني عن موقف الطعن والمصافّ، وتُظهر الحق على الأعداء ولو كانوا كارهين. فإن الآية تُبشر الناس بأيام الأمن والاطمينان بعد زمن الخوف من أهل الاعتساف والعدوان، ولا يصلح لِمِصْداقيّتها إلا خلافة الصدّيق

اور تم جانتے ہو کہ اللہ رحمٰن کی طرف سے مستقبل کی خبروں کی حیثیت اہلِ حق اور اہلِ عدوان کے درمیان واقع قضیوں کے لئے قاضیوں کی سی ہوتی ہے یا پھر اللہ کے لشکروں کی سی ہوتی ہے جو بغاوت اور سرکشی کے ملکوں کو سر کرنے کے لئے مقرر ہیں۔ جو اپنے حملوں کی قوت سے مشکلات کی تنگی کو فراخی میں بدل دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی دعا کی قوت سے تنگی، فراخی دکھائی دینے لگتی ہے۔ پھر یہ خبریں خون آلود نیزے سے ہر مقابل کا مقابلہ کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ہر شک و شبہ میں مبتلا شخص کو یقین کی طرف لے آتی ہیں اور معترضین کے عُذروں کو کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ اور آیتِ استخلاف بھی کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کیونکہ یہ آیت ہر طعنہ زن کو دھکا دیتی ہے یہاں تک کہ میدان کارزار اور رَزمگاہ سے اُس کا رُخ پھر جاتا ہے اور دشمنوں پر حق کو غالب کر دیتی ہے خواہ وہ اسے ناپسند ہی کر رہے ہوں۔ پس یقیناً یہ آیت لوگوں کو ظلم و زیادتی اور سرکشی کرنے والوں کے خوف کے زمانے کے بعد امن و اطمینان کے دنوں کی بشارت دیتی ہے اور اس کا کامل مصداق ہونے کی صلاحیت صرف خلافت صدیقؓ ہی رکھتی ہے

كما لا يخفٰى علٰى أهل التحقيق. فإن خلافة عليّ المرتضٰى ما كان مصداق هذا العروج والعُلٰى والفوز الأجلٰى، بل لم يزل تبتزّها عِداها ما فيه من قوة وحِدّة مداها، وأسقطوها فى هوّة وتركوا حق أُخوّة، حتّى أصاروها كبيتٍ أوهنَ من بيت العنكبوت، وتركوا أهلها كالمتحيّر المبهوت. ولا شك أن عليّا كان نُجعةَ الرُوّاد وقدوة الأجواد، وحجة اللّٰه علَى العباد، وخيرَ الناس من أهل الزمان، ونورَ اللّٰه لإنارة البلدان، ولكن أيام خلافته ما كان زمن الأمن والأمان، بل زمان صراصر الفتن والعدوان. وكان الناس يختلفون فى خلافته وخلافة ابن أبى سفيان، وكانوا ينتظرون إليهما كحيران، وبعضهم حسبوهما كفَرْقَدَى سماءٍ

جیسا کہ یہ امر اہلِ تحقیق سے مخفی نہیں کیونکہ حضرت علی مرتضٰیؓ کی خلافت اس عروج، رفعت اور اعلیٰ کامیابی کی مصداق نہیں ہو سکتی، بلکہ (علیؓ کی خلافت کے) دشمنوں نے اس کی قوت کو اور اُس کی تلواروں کی کاٹ کو سلب کر لیا تھا اور اسے گہرے گڑھے میں دے پھینکا اور اخوت کے حق کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کی حالت ایسے گھر کی طرح بنا دی جو مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہو اور انہوں نے اہلِ خلافت کو حیران و پریشان کر دیا۔ اور اس میں ذرّہ بھر شک نہیں کہ حضرت علیؓ متلاشیانِ (حق) کی امید گاہ اور سخیوں کا بے مثال نمونہ اور بندگانِ (خدا) کے لئے حجۃ اللہ تھے۔ نیز اپنے زمانے کے لوگوں میں بہترین انسان اور ملکوں کو روشن کرنے کے لئے اللہ کے نور تھے۔ لیکن آپ کی خلافت کا دور امن و امان کا زمانہ نہ تھا بلکہ فتنوں اور ظلم و تعدی کی تُند ہواؤں کا زمانہ تھا۔ عوام الناس آپ کی اور ابن اَبی سُفیان کی خلافت کے بارے میں اختلاف کرتے تھے اور ان دونوں کی طرف حیرت زدہ شخص کی طرح ٹکٹکی لگائے بیٹھے تھے۔ اور بعض لوگ ان دونوں کو آسمان کے فرقد نامی دو ستاروں کی مانند تصور کرتے تھے۔

﴿۳۰﴾

وكـزَنُـدَينِ في وِعاءٍ. والحق أن الـحـق كان مع المرتضٰى، ومَن قـاتَـلَــه فـي وقتــه فبغٰى وطغٰى، ولـكـن خـلافته ما كان مصداق الأمـن الـمبشَّـر به من الرحمٰن، بل أوذى المرتضٰى من الأقران، ودِيســتُ خـلافتــه تحت أنواع الـفتـن وأصناف الافتنان، وكان فـضـل الـلّٰه عليه عظيما، ولكن عـاش مـحـزونا وأليما، وما قدر عـلـى أن يشيـع الـديـن ويرجم الشياطين كالخلفاء الأوّلين، بل ما فرغ عن أسنّة القوم، ومُنع من كـل الـقـصـد والرَّوْم. وما ألّبوه بل أضبُّوا على إكثار الجور، وما عَـدَّوا عـن الأذىٰ بـل زاحـمـوه وقعدوا في المَور، وكان صبورا ومـن الـصــالـحـيـن. فلا يمكن أن نـجـعـل خـلافتــه مـصداق هذه البشارة، فإن خلافته كانت في أيـام الـفساد والبغي والخسارة،

اور دونوں کو درجہ میں ہم پلّہ سمجھتے تھے۔لیکن سچ یہ ہے کہ حق (علی) مرتضیٰؓ کے ساتھ تھا۔اور جس نے آپ کے دور میں آپ سے جنگ کی۔تو اس نے بغاوت اور سرکشی کی۔لیکن آپ کی خلافت اس امن کی مصداق نہ تھی جس کی بشارت خدائے رحمٰن کی طرف سے دی گئی تھی۔ بلکہ (حضرت علی) مرتضیٰؓ کو ان کے مخالفوں کی طرف سے اذیّت دی گئی اور آپ کی خلافت مختلف قسم اور طرح طرح کے فتنوں کے نیچے پامال کی گئی۔آپ پر اللہ کا بڑا فضل تھا لیکن زندگی بھر آپ غم زدہ اور دلفگار رہے اور پہلے خلفاء کی طرح دین کی اشاعت اور شیطانوں کو رجم کرنے پر قادر نہ ہو سکے بلکہ آپ کو قوم کی طعن زنی سے ہی فرصت نہ ملی اور آپ کو ہر اِرادے اور خواہش سے محروم کیا گیا۔وہ آپ کی مدد کے لئے جمع نہ ہوئے بلکہ آپ پر پیہم ظلم ڈھانے پر یکجا ہو گئے۔اور اذیّت دینے سے باز نہ آئے بلکہ آپ کی مزاحمت کی۔اور ہر راستے میں بیٹھے اور آپ بہت صابر اور صالحین میں سے تھے۔مگر یہ ممکن نہیں کہ ہم ان کی خلافت کو اس (آیتِ استخلاف والی) بشارت کا مصداق قرار دیں۔کیونکہ آپ کی خلافت فساد، بغاوت اور خسارے کے زمانے میں تھی

وما ظهر الأمن في ذلك الزمن، بل ظهر الخوف بعد الأمن، وبدأت الفتن، وتواترت المحن، وظهرت اختلالات في نظام الإسلام، واختلافات في أُمّة خير الأنام، وفُتحت أبواب الفتن، وسدد الحقد والضغن، وكان في كل يوم جديد نزاعُ قوم جديد، وكثرت **فتن الزمن**، وطارت **طيور الأمن**، وكانت المفاسد هائجة، والفتن مائجة، حتى **قتل الحسين** سيد المظلومين.

ومن تظنّى أن الخلافة كان أمرًا **روحانيا** من الله رب العالمين، وكان مصداقه **المرتضٰى** من أوّل الحين، ولكنه أنِف واستحى أن يُجادل قومًا ظالمين، فهذا **عذر قبيح**، وما يتلفظ به إلا وقيح. بل الحق الذي يجب أن يُقبَل والصدق الذي لزم أن يُتقبل

اور اس دور میں امن ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ امن کے بعد خوف ظاہر ہوا۔اور فتنے شروع ہوئے۔ اور لگا تار مصائب آئے اور اسلام کے نظم ونسق میں اختلال ظاہر ہوا اور خیر الانام ﷺ کی امت میں اختلافات نمودار ہوئے۔ اور فتنوں کے دروازے اور حسد اور کینے کی راہیں کھل گئیں۔ اور ہر نئے روز قوم کا نیا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا، زمانے کے فتنوں کی بہتات ہوگئی اور امن کے پرندے اڑ گئے۔ اور مفاسد میں جوش پیدا ہوا اور فتنے موجزن ہوگئے۔ یہاں تک کہ سیّد المظلومین حسینؓ قتل کردیئے گئے۔

اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ خلافت اللہ پروردگارِ عالم کی جانب سے ایک روحانی معاملہ تھا اور پہلی گھڑی سے ہی حضرت علی مرتضیٰؓ اس کے مصداق تھے لیکن انہوں نے شرم وحیا کی وجہ سے یہ پسند نہ کیا کہ وہ ظالم قوم سے جھگڑا مول لیں۔ تو ایسا خیال ایک عذر قبیح ہے اور ایک بے حیا شخص ہی ایسی بات منہ پر لاسکتا ہے۔ ہاں وہ حق جس کا قبول کرنا واجب ہے اور وہ سچائی جسے تسلیم کرنا لازمی ہے۔

أن مـصـداق نبأ الاستخلاف هو
الـذی كان جامِعَ هذه الأوصاف،
وثبت فيه أنه فتح على المسلمين
أبواب أمن وصواب، ونجّاهم من
فتـن وعـذاب، وفلَّ عن الإسلام
حدَّ كل ناب، وشمّر تشمير من
لا يألو جهدًا، وما لغب وما وهن
حتـى سوّى غورًا ونجدًا، وأعاد
الـلّٰـه عـلٰى يديه الأمن المفقود،
والإقبـال الموؤود، فكان الناس
بـعـد خـوفهـم آمـنين. والأنبـاء
الـمستقبلة إذا ظهـرت على
صـورهـا الـظـاهـرة فصـرفُها
إلـى مـعـنـى آخـر ظـلـمٌ وفسق
بـعـد المشاهدة، فـإن الظهور ﴿۳۱﴾
يشـفـى الصدور، ويهب اليقين
ويـلين الصخور، وإن فی فطرة
الإنسـان أنــه يُـقدّم المشهود
عـلی غيره من البيان، وهذا هو
الـمعيار لذوی العرفان. فانظُرْ
مَـن أماط عن الإسلام وعثاءه،

وہ یہ ہے کہ استخلاف کی پیشگوئی کا مصداق وہی شخص ہے جو ان تمام صفات کا جامع ہو اور جس کے متعلق یہ ثابت ہو چکا ہو کہ اس نے مسلمانوں پر امن اور راستی کے در کھولے اور انہیں فتنوں اور عذاب سے نجات دلائی اور اسلام کے دفاع میں ہر حملہ کرنے والے کے دانت توڑ دیئے اور اُس شخص کی طرح کمرِ ہمت کسی جو اپنی جدوجہد میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا اور نہ ماندہ ہوا اور نہ ہی کمزوری دکھائی یہاں تک کہ اس نے سب نشیب و فراز کو ہموار کر دیا اور وہ امن جو مفقود ہو چکا تھا اور وہ اقبال جو زندہ درگور ہو چکا تھا اسے اللہ نے اس کے ہاتھوں بحال کر دیا۔ اس طرح اپنے خوف کے بعد لوگ پُر امن ہو گئے اور جب مستقبل کی پیشگوئیاں اپنی ظاہری صورت پر ظاہر ہو جائیں تو مشاہدہ کر لینے کے بعد ان کے دوسرے معنیٰ کرنا ظلم اور فسق ہے کیونکہ ان کا ظہور سینوں کو شفا بخشتا اور یقین عطا کرتا ہے اور چٹانوں کو موم کر دیتا ہے۔ یہ چیز انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ مشاہدہ کو بیان پر مقدم کرتا ہے اور یہی عارفوں کے لئے معیار ہے۔ اس لئے اس بات پر بھی تو غور کر کہ کس نے اسلام سے مصائب کو دور کیا

وأعاده إلى نضرته وأزال ضرّاءه، وأهلك المفسدين، وأباد المرتدين. ودعا إلى دين الله كل فارّ، وأراهم الحق بأنوار، حتى اكتظت المساجد بالراجعين، وأحيا الأرض بعد موتها بإذن رب العالمين، وأزال حُمّى الناس مع رحضائه، ورحض درن البغي مع خيلائه بماء معين.

ورحم الله الصدّيق، أحيا الإسلام وقتل الزناديق، وفاض بمعروفه إلى يوم الدين. وكان بَكّاءً ا ومن المتبتّلين. وكان من عادته التضرّع والدعاء والاطّراح بين يدى المولٰى والبكاء والتذلّل علٰى بابه، والاعتصام بأعتابه. وكان يجتهد فى الدعاء فى السجدة، ويبكى عند التلاوة، ولا شك أنه **فخر الإسلام** والمرسلين. وكان جوهره قريبًا من جوهر خير البريّة،

اور اسے اُس کی رونق لوٹا دی اور اس کی مشکلات کا ازالہ کیا اور مفسدوں کو تباہ اور مرتدوں کو ہلاک کیا اور ہر بھگوڑے کو اللہ کے دین کی دعوت دی اور بذریعہ انوار انہیں حق دکھایا یہاں تک کہ مسجدیں رجوع کرنے والے لوگوں سے پُر ہو گئیں۔ اور ربّ العالمین کے اذن سے زمین کو اس کے مُردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا اور لوگوں کے بخار کو عوارض سمیت دور کیا اور بغاوت کی مَیل بشمول تکبر کو پاک وصاف پانی سے دھوڈالا۔

اور اللہ صدیق (اکبرؓ) پر رحمتیں نازل فرمائے کہ آپ نے اسلام کو زندہ کیا اور زندیقوں کو قتل کیا اور قیامت تک کے لئے اپنی نیکیوں کا فیضان جاری کر دیا۔ آپ بہت گریہ کرنے والے اور متبتّل اِلی اللہ تھے اور تضرع، دعا، اللہ کے حضور گرے رہنا، اس کے در پر گریہ و عاجزی سے جھکے رہنا اور اس کے آستانے کو مضبوطی سے تھامے رکھنا آپ کی عادت میں سے تھا۔ آپ بحالت سجدہ دعا میں پورا زور لگاتے اور تلاوت کے وقت روتے تھے۔ آپ بلا شبہ اسلام اور مرسلین کے فخر ہیں۔ آپ کا جوہرِ فطرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہرِ فطرت کے قریب تر تھا۔

وكان أوّل المستعدّين لقبول نفحات النبوة، وكان أوّل الذين رأوا حشرا روحانيا مِن حاشرٍ مثيلِ القيامة، وبدّلوا الجلابيب المتدنّسة بالملاحف المطهّرة، وضاهى الأنبياء فى أكثر سير النبيين.

ولا نجد فى القرآن ذكر أحد من دون ذكره قطعا ويقينا إلا ظن الظانين، والظن لا يُغنى من الحق شيئا ولا يروى قومًا طالبين. ومن **عاداه** فبينه وبين الحق **باب مسدود**، لا ينفتح أبدًا إلا بعد رجوعه إلٰى **سيِّد الصدِّيقين**. ولأجل ذلك لا نرى فى الشيعة رجلا من الأولياء ، ولا أحدًا من زمر الأتقياء ، فإنهم على أعمال غير مرضية عند الله، وإنهم يُعادون الصالحين.

☆

آپ نبوت کی خوشبوؤں کو قبول کرنے کے لئے مستعد لوگوں میں سے اوّل تھے۔ حاشر (ﷺ) سے قیامت کی مانند جو حشر روحانی ظاہر ہوا آپؓ اُس کے دیکھنے والوں میں سرفہرست تھے۔ اور ان لوگوں میں سے پہلے تھے جنہوں نے مَیل سے اَٹی چادروں کو پاک وصاف پوشاکوں سے تبدیل کر دیا اور انبیاء کے اکثر خصائل میں انبیاء کے مشابہ تھے۔

ہم قرآن کریم میں آپ کے ذکر کے سوا کسی اور (صحابی) کا ذکر بجز ظن وگمان کرنے والوں کے ظن کے قطعی اور یقینی طور پر موجود نہیں پاتے اور ظن وہ چیز ہے جو حق کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی وہ (حق کے) متلاشیوں کو سیراب کر سکتا ہے۔ اور جس نے آپ سے دشمنی کی تو ایسے شخص اور حق کے درمیان ایک ایسا بند دروازہ حائل ہے جو کبھی بھی صدیقوں کے سردار کی طرف رجوع کئے بغیر نہ کھلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم شیعوں میں کوئی شخص اولیاء میں سے نہیں پاتے اور نہ ہی کسی ایک کو بھی زمرۂ اتقیاء میں پاتے ہیں یقیناً وہ ایسے اعمال پر قائم ہیں جو اللہ کے حضور غیر پسندیدہ ہیں اور پھر اس وجہ سے بھی کہ وہ نیک لوگوں سے عداوت رکھتے ہیں۔

☆

كلام موجز في فضائل أبي بكر الصّديق رضي الله عنه وأرضاه

كان رضي الله عنه عارفا تامَّ المعرفة، حليم الخلق رحيم الفطرة، وكان يعيش في زيّ الانكسار والغربة، وكان كثير العفو والشفقة والرحمة، وكان يُعرف بنور الجبهة. وكان شديد التعلق بالمصطفٰى، والتصقت روحه بروح خير الورى، وغشيهُ من النور ما غشّى مقتداه محبوب المولٰى، واختفى تحت شعشعان نورِ الرسول وفيوضه العظمٰى. وكان ممتازًا من سائر الناس في فهم القرآن وفي محبة سيد الرسل وفخر نوع الإنسان. ولما تجلى له النشأة الأخروية والأسرار الإلٰهية، نفَض التعلقات الدنيوية،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واُرضاہ کے فضائل کے بارے میں مختصر کلام

آپ رضی اللہ عنہ معرفتِ تامہ رکھنے والے عارف باللہ، بڑے حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کے مالک تھے اور انکسار اور مسکینی کی وضع میں زندگی بسر کرتے تھے۔ بہت ہی عفو و درگزر کرنے والے اور مجسم شفقت و رحمت تھے۔ آپؓ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے، آپ کا حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق تھا اور آپ کی روح خیر الوریٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح سے پیوست تھی اور جس نور نے آپ کے آقا و مقتدا محبوب خداؐ کو ڈھانپا تھا اُسی نور نے آپ کو بھی ڈھانپا ہوا تھا اور آپ رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کے لطیف سائے اور آپ کے عظیم فیوض کے نیچے چھپے ہوئے تھے۔ اور فہم قرآن اور سیّد الرسل، فخر بنی نوع انسانؐ کی محبت میں آپ تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔ اور جب آپ پر اُخروی حیات اور الٰہی اسرار منکشف ہوئے تو آپ نے تمام دنیوی تعلقات توڑ دیئے ﴿۳۲﴾

ونبَـذ العُلق الجسمانية، وانصبغ بصبغ المحبوب، وترك كل مُراد للواحد المطلوب، وتجردت نفسه عـن كدورات الجسد، وتلونت بـلـون الـحق الأحد، وغابت فى مرضاة ربّ العالمين. وإذا تمكن الحبُّ الصادق الإلٰهى من جميع عروق نفسه، وجذر قلبه وذرات وجوده، وظهرت أنواره فى أفعاله وأقـوالـه وقيـامـه وقعوده، سُمّى صـدّيـقًا وأُعطى علمًا غضا طريّا وعميقا، من حضرة خير الواهبين. فـكـان الـصدق له ملكة مستقرة وعادة طبـعية، وبـدئت فيه آثاره وأنواره فى كل قول وفعل، وحركة وسكون، وحواس وأنفاس، وأُدخل فـى الـمـنـعـمـيـن عليهم من رب السماوات والأرضين. وإنه كان نُسخة إجمالية من كتاب النبوة، وكـان إمـام أربـاب الـفـضـل والفتوة، ومن بقية طين النبيين.

اور جسمانی وابستگیوں کو پَرے پھینک دیا اور آپ اپنے محبوبؐ کے رنگ میں رنگین ہوگئے اور واحد مطلوب ہستی کی خاطر ہر مراد کو ترک کر دیا اور تمام جسمانی کدورتوں سے آپ کا نفس پاک ہوگیا۔ اور سچے یگانہ خدا کے رنگ میں رنگین ہوگیا۔ اور ربّ العالمین کی رضا میں گم ہوگیا اور جب سچی الٰہی محبت آپ کے تمام رگ و پے اور دل کی انتہائی گہرائیوں میں اور وجود کے ہر ذرّہ میں جاگزین ہوگئی۔ اور آپ کے افعال واقوال میں اور برخاست ونشست میں اس کے انوار ظاہر ہوگئے تو آپ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے اور آپ کو نہایت فراوانی سے تروتازہ اور گہرا علم، تمام عطا کرنے والوں میں سے بہتر عطا کرنے والے خدا کی بارگاہ سے عطا کیا گیا۔ صدق آپ کا ایک راسخ ملکہ اور طبعی خاصہ تھا۔ اور اس صدق کے آثار وانوار آپؓ میں اور آپؓ کے ہر قول وفعل، حرکت وسکون اور حواس وانفاس میں ظاہر ہوئے۔ آپ آسمانوں اور زمینوں کے ربّ کی طرف سے منعم علیہ گروہ میں شامل کئے گئے۔ آپ کتابِ نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے۔ اور آپ اربابِ فضیلت اور جوانمردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے۔

ولا تحسب قولنا هذا نوعًا من المبالغة ولا من قبيل المسامحة والتجوز، ولا من فور عين المحبة، بل هو الحقيقة التى ظهرت عليَّ من حضرة العزة. وكان مشربه رضى الله عنه التوكل على رب الأرباب، وقلة الالتفات إلى الأسباب، وكان كظلٍ لرسولنا وسيدنا صلى الله عليه وسلم فى جميع الآداب، وكانت له مناسبة أزلية بحضرة خير البرية، ولذلك حصل له من الفيض فى الساعة الواحدة ما لم يحصل للآخرين فى الأزمنة المتطاولة والأقطار المتباعدة. واعلم أن الفيوض لا تتوجه إلى أحد إلا بالمناسبات، وكذلك جرت عادة الله فى الكائنات، فالذى لم يُعطه القسّام ذرة مناسبة بالأولياء والأصفياء، فهذا الحرمان هو الذى يُعبَّر بالشقوة والشقاوة عند حضرة الكبرياء.

تُو ہمارے اس قول کو کسی قسم کا مبالغہ تصور نہ کر اور نہ ہی اسے نرم رویے اور چشم پوشی کی قسم سے محمول کر اور نہ ہی اسے چشمۂ محبت سے پھوٹنے والا سمجھ بلکہ یہ وہ حقیقت ہے جو بارگاہِ ربّ العزت سے مجھ پر ظاہر ہوئی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کا مشرب ربّ الارباب پر توکّل کرنا اور اسباب کی طرف کم توجہ کرنا تھا۔ اور آپ تمام آداب میں ہمارے رسول اور آقا ﷺ کے بطور ظل کے تھے اور آپ کو حضرت خیر البریہؐ سے ایک ازلی مناسبت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو حضور کے فیض سے پَل بھر میں وہ کچھ حاصل ہو گیا جو دوسروں کو لمبے زمانوں اور دور دراز اقلیموں میں حاصل نہ ہوسکا۔ تو جان لے کہ فیوض کسی شخص کی طرف صرف مناسبتوں کی وجہ سے ہی رُخ کرتے ہیں۔ اور تمام کائنات میں اسی طرح اللہ کی سنت جاری و ساری ہے پس جس شخص کو قَسّامِ (ازل) نے اولیاء اور اصفیاء کے ساتھ ذرا سی بھی مناسبت عطا نہ کی ہو تو یہی وہ محرومی ہے جسے حضرت کبریاء کی جناب میں شقاوت و بدبختی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

والسعيد الأتم الأكمل هو الذى
أحاط عادات الحبيب حتى
ضاهاه فى الألفاظ والكلمات
والأساليب. والأشقياء لا
يفهمون هذا الكمال كالأكمه
الذى لا يرٰى الألوان والأشكال،
ولا حظ للشقى إلا من تجليات
العظموت والهيبة، فإن فطرته
لا ترَى آيات الرحمة، ولا تشم
ريح الجذبات والمحبّة، ولا
تدرى ما المصافاة والصلاح،
والأنس والانشراح، فإنها
ممتلأة بظلمات، فكيف تنزل
بها أنوار بركات؟ بل نفس
الشقىّ تتموج تموُّجَ الريح
العاصفة، وتشغله جذباتها عن
رؤية الحقّ والحقيقة، فلا ﴿۳۳﴾
يجىء كأهل السعادة راغبا فى
المعرفة. وأما الصدّيق فقد خُلق
متوجّها إلى مبدأ الفيضان،
ومقبِلا على رسول الرحمٰن،

اتم واکمل خوش بخت وہی شخص ہے جس نے حبیبِ خداؐ کی عادات کا احاطہ کیا ہو۔ یہاں تک کہ الفاظ، کلمات اور تمام طور طریقوں میں آپؐ سے مشابہت پیدا کر لی ہو۔ بد بخت لوگ تو اس کمال کو سمجھ نہیں سکتے جس طرح ایک پیدائشی اندھا رنگوں اور شکلوں کو دیکھ نہیں سکتا۔ ایک بد بخت کے نصیب میں تو پُر رعب اور پُر ہیبت (خدا) کی تجلّیات کے سوا کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اس کی فطرت رحمت کے نشانات نہیں دیکھ سکتی۔ اور جذب اور محبت کی خوشبو کو نہیں سونگھ سکتی اور یہ نہیں جانتی کہ خلوص، خیر خواہی، اُنس اور فراخیِ قلب کیا ہیں۔ کیونکہ وہ (فطرت) تو ظلمات سے بھری پڑی ہے۔ پھر اس میں برکات کے انوار اتریں تو کیسے؟ بلکہ بد بخت شخص کا نفس تو ایک تند و تیز آندھی کے تموّج کی طرح موجیں مارتا ہے اور اس کے جذبات حق اور حقیقت دیکھنے سے اسے روکتے ہیں۔ اس لئے وہ سعادت مندوں کی طرح معرفت میں راغب ہوتے ہوئے (حق) کی طرف نہیں آتا۔ جبکہ صدیقؓ کی تخلیق مبدءِ فیضان کی طرف متوجہ ہونے اور رسولِ رحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رُخ کرنے کی صورت میں ہوئی۔

فلذلك كان أحق الناس بحلول صفات النبوة، وأولَى بأن يكون خليفة لحضرة خير البرية، ويتحد مع متبوعه ويوافقه بأتم الوفاق، ويكون له مظهرًا في جميع الأخلاق والسير والعادة وترك تعلقات الأنفس والآفاق، ولا يطرأ عليه الانفكاك بالسيوف والأسنة، ويكون مستقرا علَى تلك الحالة ولا يزعجه شيء من المصائب والتخويفات واللوم واللعنة، ويكون الداخل في جوهر روحه صدقا وصفاء وثباتا واتقاء، ولو ارتد العالم كلّه لا يُباليهم ولا يتأخر بل يقدم قدمه كل حين.

ولأجل ذلك قَفَّى الله ذِكر الصدّيقين بعد النبيّين، وقال فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

آپ صفاتِ نبوت کے ظہور کے تمام انسانوں سے زیادہ حق دار تھے اور حضرت خیر البریہ ﷺ کے خلیفہ بننے کے لئے اَولیٰ تھے اور اپنے متبوعؐ کے ساتھ کمال اتحاد اور موافقتِ تامّہ استوار کرنے کے اہل تھے نیز یہ کہ وہ جملہ اخلاق، صفات و عادات اپنانے اور انفسی اور آفاقی تعلقات چھوڑنے میں آپؐ کے (ایسے کامل) مظہر تھے کہ تلواروں اور نیزوں کے زور سے بھی ان کے درمیان قطع تعلق واقع نہ ہو سکے۔ اور آپ اس حالت پر ہمیشہ قائم رہے۔ اور مصائب اور ڈرانے والے حالات، نیز لعنت ملامت میں سے کچھ بھی آپ کو بے قرار نہ کر سکے۔ آپ کی روح کے جوہر میں صدق و صفا، ثابت قدمی اور تقویٰ شعاری داخل تھی۔ خواہ سارا جہاں مرتد ہو جائے آپ ان کی پرواہ نہ کرتے اور نہ پیچھے ہٹتے بلکہ ہر آن اپنا قدم آگے ہی بڑھاتے گئے۔

اور اسی وجہ سے اللہ نے نبیوں کے فوراً بعد صدیقوں کے ذکر کو رکھا اور فرمایا: فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ. وفــــى ذلك إشـارات إلـى الـصدّيق وتفضيله عـلـى الآخـرين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم ما سمى أحدًا من الـصـحابة صدّيقًا إلا إيّاه، ليُظهر مقامه ورَيّاه، فانظر كالمتدبّرين. وفـي الآية إشـارة عـظـيـمة إلى مـراتـب الـكـمال وأهلها لقوم سـالـكـيـن. وإنا إذا تدبرنا هذه الآية، وبـلّغنا الفكر إلى النهاية، فـانـكشف أن هذه الآية أكبـر شواهد كمالات الصدّيق، وفيها سـرّ عميق ينكشف على كل من يتـمـايـل على التحقيق. فإن أبا بـكـر سُـمّي صدّيقًا على لسان الـرسـول الـمـقبول، والفرقان أَلْـحقَ الصدّيقين بالأنبياء كما لا يـخـفـى عـلـى ذوي العقول،

مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ [1] اور اس (آیت) میں صدیق (اکبرؓ) اور آپ کی دوسروں پر فضیلت کے اشارے ہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے صحابہؓ میں سے آپ کے سوا کسی صحابی کا نام صدیق نہیں رکھا تا کہ وہ آپ کے مقام اور عظمتِ شان کو ظاہر کرے۔ لہٰذا غور و فکر کرنے والوں کی طرح غور کر۔ اس آیت میں سالکوں کے لئے کمال کے مراتب اور ان کی اہلیت رکھنے والوں کی جانب بہت بڑا اشارہ ہے۔ اور جب ہم نے اس آیت پر غور کیا اور سوچ کو انتہا تک پہنچایا تو یہ منکشف ہوا کہ یہ آیت (ابوبکر) صدیقؓ کے کمالات پر سب سے بڑی گواہ ہے اور اس میں ایک گہرا راز ہے جو ہر اس شخص پر منکشف ہوتا ہے جو تحقیق پر مائل ہوتا ہے۔ پس ابوبکرؓ وہ ہیں جنہیں رسول مقبول (ﷺ) کی زبانِ (مبارک) سے صدیق کا لقب عطا کیا گیا اور فرقانِ (حمید) نے صدیقوں کو انبیاء کے ساتھ ملایا ہے جیسا کہ اہلِ عقل پر پوشیدہ نہیں۔

[1] تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ (النّسآء:۷۰)

ولا نجد إطلاق هذا اللقب والخطاب على أحد من الأصحاب، فثبت فضيلة الصدّيق الأمين، فإن اسمه ذُكر بعد النبيّين. فانظر بالإنابة وفارِقْ غشاوة الاسترابة، فإن الأسرار الخفية مطويّة في إشارات القرآن، ومن قرأ القرآن فابتلع كل المعارف، ولو ما أحستها بحاسة الوجدان. وتنكشف هذه الحقائق متجردةً عن الألبسة على نفوس ذوي العرفان، فإن أهل المعرفة يسقطون بحضرة العزة، فتمسّ روحهم دقائقَ لا تمسّها أحدٌ من العالمين. فكلماتهم كلمات، ومن دونها خرافات، ولكنهم يتكلمون بأعلى الإشارة حتى يتجاوزون نظر النظّارة، فيُكفّرهم كل غبي من عدم فهم العبارة.

اور ہم صحابہؓ میں سے کسی ایک صحابی پر بھی اس لقب اور خطاب کا اطلاق نہیں پاتے اس طرح صدیقِ امین کی فضیلت ثابت ہو گئی۔ کیونکہ نبیوں کے بعد آپ کے نام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے رجوع الی اللہ کے ساتھ غور کر اور شک کے پردے کو چھوڑ دے! کیونکہ مخفی اسرار قرآن کے اشارات میں لپٹے ہوئے ہیں اور جو بھی قرآن پڑھتا ہے وہ اس کے معارف حاصل کرتا ہے اگر چہ اس کی وجدانی حِس اُن کا پورا اِدراک نہ کرے اور یہ حقائق بے نقاب ہو کر عارفوں کے دلوں پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اہلِ معرفت بارگاہِ ربّ العزت میں گر جاتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی روح ایسے دقائق پا لیتی ہے کہ سب جہانوں میں سے کوئی ایک بھی اسے پا نہیں سکتا۔ غرض ان کے کلمات ہی اصل کلمات ہوتے ہیں۔ اس کے سوا تو سب خرافات ہوتی ہیں۔ ہاں وہ اعلیٰ اشاروں کے ساتھ کلام کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے ناظرین کی حدِ نظر سے بالا ہوتے ہیں اس لئے ہر غبی عبارت کے عدمِ فہم کی وجہ سے انہیں کافر ٹھہراتا ہے۔

فـإنهـم قـوم مـنـقـطـعـون لا يُشـابهـهـم أحـدٌ ولا يُشـابهون أحـدًا، ولا يـعـبـدون إلا أحـدًا، ولا يـنـظـرون إلـى المتلاعبين. كـفـلهـم اللّٰـه كـرجـل كـفَـل يتيـمـا، ﴿۳۴﴾ فـفـوّضـه إلـى مـرضـعـة حتـى صـار فـطيـمـا، ثـم ربّـاه وعـلّـمـه تـعـليـمـا، ثـم جـعـلـه وارث ورثـائـه، ومـنَّ عـلـيـه مـنّـا عـظـيـمـا، فتبارك اللّٰه خير المحسنين.

پس یہ لوگ خدا کی ذات میں ایسا کھوئے ہوئے ہوتے ہیں کہ نہ تو کوئی ان کا مشابہ ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کے مشابہ ہوتے ہیں۔ وہ صرف خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں اور کھیل کود کرنے والوں کی طرف دیکھتے تک نہیں۔ اللہ ان کا اسی طرح کفیل ہو جاتا ہے جیسے کوئی شخص یتیم کی کفالت کرتا ہے اور اُسے دودھ پلانے والی عورت کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دودھ چھوڑنے کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ اس کی پرورش کرتا اور اچھی طرح تعلیم دلاتا ہے اور پھر اسے اپنے وارثوں میں سے ایک وارث بنا لیتا ہے اور اس پر بڑا احسان کرتا ہے۔ پس بہت ہی برکت والا ہے اللہ جو سب احسان کرنے والوں سے بڑھ کر محسن ہے۔

☆

فی فضائل علی رضی اللّٰه عنـه اللّٰهـم والِ مَن والاه وعـادِ مَـن عـاداه

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں۔ اے اللہ! جو اُن سے دوستی رکھتا ہے تو اُس سے دوستی رکھ اور جو اُن سے دشمنی کرتا ہے تو اُس سے دشمنی کر۔

كـان رضـى اللّٰـه عنـه تقيًّا نـقيًّـا و مِـن الـذيـن هـم أحب الـنـاس إلـى الـرحـمـان،

آپ رضی اللہ عنہ تقویٰ شعار، پاک باطن اور ان لوگوں میں سے تھے جو خدائے رحمان کے ہاں سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔

ومِـن نـخـب الـجـيـل وسـادات الـزمـان. أسـد الله الغالب وفتى الـلّـه الحنّان، ندىّ الكفّ، طيّب الـجنان. وكان شجاعا وحيدًا لا يُـزايـل مـركـزه في الميدان ولو قابله فوج من أهل العدوان. أنفد الـعـمـر بعيش أنكد وبلغ النهاية فـي زهادة نـوع الإنسان. وكان أوّل الـرجـال فـي إعطاء النشب وإمـاطة الشـجـب وتفقُّد اليتامى والـمسـاكـيـن والجيران. وكان يـجـلّـي أنواع بسالة في معارك وكان مظهر العجائب في هيجاء السيف والسـنـان. ومـع ذلك كان عذب البيان فصيح اللسان. وكـان يـدخـل بيـانـه في جذر القلوب ويجلو به صدأ الأذهان، ويـجـلـي مـطـلعه بنور البرهان. وكـان قـادرًا عـلـى أنـواع الأسـلـوب، ومـن نـاضـلـه فيهـا فـاعـتـذر إليـه اعـتـذار المغلوب.

اور آپ قوم کے برگزیدہ اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ خدائے غالب کے شیر، خدائے مہربان کے جوانمرد، سخی، پاک دل تھے۔ آپ ایسے منفرد بہادر تھے جو میدان جنگ میں اپنی جگہ نہیں چھوڑتے خواہ ان کے مقابلے میں دشمنوں کی ایک فوج ہو۔ آپ نے ساری عمر تنگدستی میں بسر کی اور نوعِ انسانی کے مقامِ زُہد کی انتہا تک پہنچے۔ آپ مال و دولت عطا کرنے، لوگوں کے ہم و غم دور کرنے اور یتیموں، مسکینوں اور ہمسایوں کی خبر گیری کرنے میں اوّل درجے کے مرد تھے۔ آپ نے جنگوں میں طرح طرح کے بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ تیر اور تلوار کی جنگ میں آپ سے حیرت انگریز واقعات ظاہر ہوتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نہایت شیریں بیان اور فصیح اللسان بھی تھے۔ آپ کا بیان دلوں کی گہرائی میں اتر جاتا اور اس سے ذہنوں کے زنگ صاف ہو جاتے اور برہان کے نور سے اس کا چہرہ دمک جاتا۔ آپ قسما قسم کے اندازِ بیان پر قادر تھے اور جو آپ سے ان میں مقابلہ کرتا تو اسے ایک مغلوب شخص کی طرح آپ سے معذرت کرنا پڑتی۔

وكـان كـاملا فى كل خير وفى طـرق البلاغة والفصاحة، ومن أنـكـر كـمـالـه فـقـد سلك مسلك الوقاحة. وكان يندب إلـى مواساة الـمـضطرّ، ويأمر بـإطـعـام القانع والمعترّ، وكان مـن عـبـاد الـلّـه المقربين. ومع ذٰلك كـان مـن الـسـابـقين فى ارتضاع كأس الفرقان، وأُعطى لـه فهم عجيب لإدراك دقائق الـقـرآن. وإنى رأيته وأنا يقظان لا فـى الـمنام، فأعطانى تفسير كـتـاب الـلّٰـه الـعـلام، وقـال هـذا تـفـسيـرى، والآن أُوليـتَ فَهُنّيـتَ بـمـا أُوتيتَ. فبسطتُ يـدى وأخـذت الـتـفـسـيـر، وشـكـرت اللّٰه المعطى القدير. ووجـدتُـه ذا خَـلْـقٍ قـويـم وخُـلـقٍ صـمـيـم، ومتـواضـعـا منكسرا ومتهلّلا منوّرا. وأقول حـلـفًـا إنــه لاقـانـى حُبًّا وأُلُفًا،

آپ ہر خوبی میں اور بلاغت و فصاحت کے طریقوں میں کامل تھے۔ اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا تو اُس نے بے حیائی کا طریق اختیار کیا۔ اور آپ لاچاروں کی غمخواریوں کی جانب ترغیب دلاتے اور قناعت کرنے والوں اور خستہ حالوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے۔ آپ اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ فرقانِ (حمید) کے جامِ (معرفت) نوش کرنے میں سابقین میں سے تھے۔ اور آپ کو قرآنی دقائق کے ادراک میں ایک عجیب فہم عطا کیا گیا تھا۔ میں نے عالمِ بیداری میں انہیں دیکھا ہے نہ کہ نیند میں۔ پھر (اسی حالت میں) آپ نے خدائے عَلَّام (الغیوب) کی کتاب کی تفسیر مجھے عطا کی اور فرمایا: ''یہ میری تفسیر ہے اور یہ اب آپ کو دی جاتی ہے۔ پس آپ کو اس عطا پر مبارک ہو۔'' جس پر میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور وہ تفسیر لے لی۔ اور میں نے صاحبِ قدرت عطا کرنے والے اللہ کا شکر ادا کیا اور میں نے آپ کو خَلق میں متناسب اور خُلق میں پختہ اور متواضع، منکسر المزاج تاباں اور منور پایا اور میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ آپ مجھ سے بڑی محبت و الفت سے ملے

وأُلـقـي فـي روعـي أنـه يعرفني وعـقـيـدتـي، ويـعـلـم ما أخالف الشيـعة في مسلكي ومشربي، ولـكـن ما شمخ بأنفه عُنفًا، وما نـأى بـجـانـبـه أنـفًـا، بل وافاني وصافاني كالمحبّين المخلصين، وأظهـر الـمـحبة كـالـمصافين الـصادقين. وكان معه الحسين بل الحسنينِ وسيد الرسل خاتم الـنبيين، وكـانـت معهم فتـاة جـمـيـلة صـالحة جليلة مباركة مطهّرة مـعـظّـمة مُـوَقرة باهرة السفور ظاهرة النور، ووجدتها ممتلأة من الحزن ولكن كانت كـاتـمة، وأُلـقي في روعي أنها الـزهراء فاطمة. فجاء تني وأنا مـضـطـجـع فـقعدت ووضعت رأسـي عـلـى فخذها وتلطّفت، ورأيــتُ أنهـا لبعض أحـزانـي تـحزن وتضجر وتتحنّن وتقلق كـأمّهـات عند مصائب البنين.

اور میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آپ مجھے اور میرے عقیدے کو جانتے ہیں اور میں اپنے مسلک اور مشرب میں شیعوں سے جو اختلاف رکھتا ہوں وہ اُسے بھی جانتے ہیں لیکن آپ نے کسی بھی قسم کی ناپسندیدگی یا ناگواری کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی (مجھ سے) پہلو تہی کی بلکہ وہ مجھے ملے اور مخلص محبّین کی طرح مجھ سے محبت کی۔ اور انہوں نے سچے صاف دل رکھنے والے لوگوں کی طرح محبت کا اظہار فرمایا۔ اور آپ کے ساتھ حُسین بلکہ حَسنؓ اور حسینؓ دونوں اور سیّد الرسل خاتم النبیینؐ بھی تھے۔ اور ان کے ساتھ ایک نہایت خُوبُرو، صالحہ جلیلۃ القدر، بابرکت، پاکباز، لائقِ تعظیم، باوقار، ظاہر و باہر نورِ مجسم جوان خاتون بھی تھیں۔ جنہیں میں نے غم سے بھرا ہوا پایا لیکن وہ اسے چھپائے ہوئے تھیں۔ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہیں۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میں لیٹا ہوا تھا۔ پس آپ بیٹھ گئیں اور آپ نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور شفقت کا اظہار فرمایا اور میں نے دیکھا کہ وہ میرے کسی غم کی وجہ سے غمزدہ اور رنجیدہ ہیں اور بچوں کی تکالیف کے وقت ماؤں کی طرح شفقت و محبت اور بے چینی کا اظہار فرما رہی ہیں۔

﴿۳۵﴾

فعُلّمتُ أنی نزلتُ منها بمنزلة الابن فی عُلَق الدّین، وخطر فی قلبی أن حزنها إشارة إلَی ما سأری ظلما من القوم وأهل الوطن والمعادین. ثم جاء نی الحسنان، وكانا يبديان المحبة كالإخوان، ووافيانی كالمواسين. وكان هذا كشفًا من كشوف اليقظة، وقد مضت عليه بُرْهة من سنين. ولی مناسبة لطيفة بعلیّ والحسين، ولا يعلم سرّها إلا ربّ المشرقين والمغربين. وإنی أحبّ عليًا وابناه، وأعادی من عاداه، ومع ذٰلك لستُ من الجائرين المتعسفين. وما كان لی أن أعرض عما كشف اللّٰه علیَّ، وما كنت من المعتدين. وإن لم تقبلوا فلی عملی ولكم عملكم، وسيحكم اللّٰه بيننا وبينكم، وهو أحكم الحاكمين.

پھر مجھے بتایا گیا کہ دین کے تعلق میں ان کے نزدیک میری حیثیت بمنزلہ بیٹے کے ہے اور میرے دل میں خیال آیا کہ اُن کا غمگین ہونا اس امر پر کنایہ ہے جو میں قوم، اہل وطن اور دشمنوں سے ظلم دیکھوں گا۔ پھر حَسن اور حسین دونوں میرے پاس آئے اور بھائیوں کی طرح مجھ سے محبت کا اظہار کرنے لگے اور ہمدردوں کی طرح مجھے ملے۔ اور یہ کشف بیداری کے کشفوں میں سے تھا۔ اور اس پر کئی سال گزر چکے ہیں اور مجھے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ایک لطیف مناسبت ہے اور اس مناسبت کی حقیقت کو مشرق ومغرب کے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور میں حضرت علیؓ اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور جو اُن سے عداوت رکھے اس سے مَیں عداوت رکھتا ہوں اور بایں ہمہ میں جور و جفا کرنے والوں میں سے نہیں اور یہ میرے لئے ممکن نہیں کہ میں اُس سے اعراض کروں جو اللہ نے مجھ پر منکشف فرمایا اور نہ ہی میں حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہوں۔ اگر تم قبول نہ کرو تو میرا عمل میرے لئے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے۔ اور اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان ضرور فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

الباب الثانی

فی المهدی الّذی هو آدم الأُمّة وخَاتَم الأئمة

اعلموا أن اللّٰه الذی خلق اللیل والنهار، وأبدأ الظلامات والأنوار، قد جرت عادته من قدیم الزمان وأوائل الأزمنة والأوان، أنه لا یتوجّه إلی إصلاح إلا بعد رؤیة کمال طلاح، وإذا بلغت الآفة مداها، وانتهت البلیة إلی منتهاها، فتتوجه العنایة الإلٰهیة إلی إماطتها، وإلی خلق شیء یکون سببا لإزالتها. وأما مثله فیوجد فی العالم الجسمانی أمثلة واضحة ونظائر بینّة جلیّة للذی اعترته شبهة أو کان من الغافلین.

فأکبر الأمثلة سُنّة ربّانیة توجد فی نزول الأمطار والمرابیع التی تنزل لتنضیر الزروع والأشجار،

دوسرا باب

اس مہدی کے بارے میں جو اُمّت کا آدم اور خاتم الائمہ ہے

جان لو! کہ وہ اللہ جس نے رات اور دن پیدا کئے اور ظلمتوں اور نوروں کا آغاز فرمایا۔ قدیم زمانے اور ابتداءِ زمانہ سے یہ اس کی سنت جاری رہی ہے کہ وہ کمال فساد کے مشاہدہ کے بعد ہی اصلاح کی جانب توجہ فرماتا ہے۔ اور جب آفت اپنی آخری حد تک اور مصیبت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو عنایتِ الٰہیہ اس (مصیبت) کے ازالے کے لئے توجہ کرتی ہے اور ایک ایسی چیز کی تخلیق کرتی ہے جو اس (مصیبت) کو دور کرنے کا موجب ہو، جہاں تک اس کی مثال کا تعلق ہے تو اس کی کئی واضح مثالیں اور ظاہر و باہر نظیریں عالمِ جسمانی میں پائی جاتی ہیں۔ (اور یہ مثالیں اور نظیریں) اس شخص کے لئے ہوتی ہیں جسے کوئی شبہ لاحق ہو یا وہ غافلوں میں سے ہو۔

پس سب مثالوں میں بڑی مثال وہ سنت ربّانی ہے جو مینہ اور بارشوں کے نزول میں پائی جاتی ہے جو کھیتیوں اور درختوں کو سرسبز و شاداب بنانے کی غرض سے برستی ہیں

فإن المطر النافع لا ينزل إلّا في أوقات الاضطرار، ويُعرف وقته عند شدة الحاجة وقرب الأخطار، فإذا الأرض يبست وهمدت، واصفر كل ما أنبتت وأخرجت، ومسّت الضرّاء أهلَها والمصائب نزلت وسقطت، وظن الناس أنهم أُهلكوا، والدواهي قربت ودنت، وما بقي في الأضَى قطرة ماء، والغدر نتنت، فيُغاثون الناسُ في هذا الوقت ويُحْيِ اللّٰه الأرض بعد موتها، وترى البلدة اهتزّت وربَتْ، وترى كل زرع أخرج الشطأ وكل الأرض اخضرّت ونضرت، وصار الناس بعد الخطرات آمنين. ﴿۳۶﴾

وهذه عادة مستمرة، وسُنة قديمة، بل تزيد الشدّة في بعض الأوقات وتتجاوز حد المعمولات،

کیونکہ نفع بخش بارش صرف اضطرار کے اوقات میں نازل ہوتی ہے اور اس کا وقت حاجت کی شدت اور خطروں کے قریب آ جانے پر پہچانا جاتا ہے۔ پس جب زمین خشک اور بنجر ہو جاتی ہے اور زمین سے اگنے اور نکلنے والی ہر چیز زرد ہو جاتی ہے اور اس پر بسنے والوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور مصائب نازل اور وارد ہونے لگتے ہیں اور لوگ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ وہ ہلاک کر دیئے گئے اور مصائب بہت قریب ونزدیک آ گئے ہیں اور جوہڑوں میں ایک قطرہ باقی نہیں رہا اور تالابوں کا پانی بدبودار ہو گیا ہے تو ایسے وقت میں لوگوں کے لئے بارش برسائی جاتی ہے اور اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زمین جوش میں آ جاتی ہے اور بڑھنے لگتی ہے اور تو دیکھتا ہے ہر کھیتی اپنی کونپلیں نکالتی ہے اور ساری زمین ہری بھری اور شاداب ہو جاتی ہے اور بہت سے خطرات کے بعد لوگ امن میں آ جاتے ہیں۔

اور یہ عادتِ مستمرہ اور سنت قدیمہ ہے بلکہ بعض اوقات تو یہ شدت بڑھ جاتی ہے اور معمولات کی حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔

وتـرى بـلدة قـد أمـحلتْ ذاتَ العُـوَيم، وما بقى من جَهام فضلا عن الغَيم، وما بقى بُلالة من الماء ولا عُـلالة مـن ذخائر الشتاء، وما نزلت قطرة من قطر مع طول أمد الانتظار، ولاحت آثار قهر القهار، وأحـال الـخـوف صُورَ الـنـاس، وغـلـب الـخـيـب وظهـر طيران الـحـواس، وصار الريف كأرض ليس فيها غير الهباء والغبار، وما بـقـى ورق مـن الأشـجـار، فضلا عن الأثمار، فيضطر الناس أشد الاضـطـرار، وكادوا أن يهلكوا مـن آثار اليأس والتبار؛ فتتوجه إليهـم الـعـنـاية، ويدركهم رحم اللّـه وتـظهـر الآية، وتـنـضـر أرضهم من الأمطار، ووجوههم مـن كثرة الثمـار، فيـصبحون بفضل الله مخصبين. ذلك مثل الذين أتت عليهم أيام الضلال، وحـلّـت بهـم أسبـاب مـضـلّة

اور تو دیکھتا ہے کہ کوئی بستی کسی سال بنجر ہو جاتی ہے۔ برسنے والا بادل تو درکنار ابرِ بے آب تک باقی نہیں رہتا۔ اور پانی کی نمی تک نہیں رہتی اور سردیوں کے پانی کے ذخیروں میں سے تھوڑی سی مقدار بھی نہیں بچتی اور لمبی مدّتِ انتظار کے باوجود بارش کا ایک قطرہ بھی نازل نہیں ہوتا اور قہّار خدا کے قہر کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں اور خوف لوگوں کی شکلوں کو تبدیل کر دیتا ہے اور مایوسی غالب آ جاتی ہے اور حواس باختگی ظاہر ہو جاتی ہے۔ سرسبز و شاداب وادیاں ایسی زمین کی طرح ہو جاتی ہیں جہاں گرد و غبار کے سوا کچھ نہ ہو پھل تو کُجا درختوں کے پتے تک باقی نہیں رہتے۔ نتیجتاً لوگ سخت بیقرار ہو جاتے ہیں۔ اور ناامیدی اور تباہی کے آثار کی وجہ سے وہ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ تب اللہ کی عنایت ان کی طرف توجہ کرتی ہے اور اللہ کا رحم انہیں حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ایک نشان ظاہر ہوتا ہے اور ان کی زمین بارشوں کی وجہ سے اور ان کے چہرے پھلوں کی کثرت کے باعث تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اللہ کے فضل سے آسودہ ہو جاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جن پر گمراہی کا زمانہ آیا اور ان پر گمراہ کُن اسباب وارد ہوئے

حتـى زاغوا عن محجّة ذى الجلال، فأدركهم ذاتَ بكرة وابلٌ من مُزنِ رحمته، وبعث مجدد لإحياء الدّين، فأخذ الظانّون ظنّ السوء يعتذرون إلى الله ربّ العالمين.

وآخرون يكذّبونه ويقولون ما أنزل الله من شيء ، وإن أنت إلا من المفترين. فينزل الوابل تترًا حتى لا يُبقى من سوء الظنّ أثرا، فيرجع الراجعون إلى الحق متندّمين. وأمّا الأشقياء فما ينتفعون من وابل الله شيئا، بل يزيدون بغيا وظلما وعسفا، وكانوا قومًا ظالمين. وما اغترفوا من ماء الله وما شربوا، وما اغتسلوا وما توضأوا، وما كانوا أن يسقوا الحرث، وكانوا قوما محرومين، فما رأوا الحق لأنهم كانوا عمين، وإن فى ذلك لآيات لقوم مفكّرين.

یہاں تک کہ وہ خدائے ذوالجلال کے راستے سے ہٹ گئے۔ پھر اچانک یوں ہوا کہ ایک صبح اس کے ابرِ رحمت کی موسلا دھار بارش ان پر برسی اور ایک مجدّد احیاءِ دین کے لئے مبعوث کر دیا گیا۔ تب بدظنی کرنے والے اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں معذرت کرنے لگے۔

اور کچھ اور لوگ اسے جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی چیز نازل نہیں کی اور تُو تو بس ایک مفتری ہے۔ پھر موسلا دھار بارش لگاتار نازل ہوتی ہے یہاں تک کہ بدظنی کا نشان تک باقی نہیں رہنے دیتی۔ تب رجوع کرنے والے نادم ہو کر حق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور وہ جو بدبخت ہیں وہ اللہ کی اس بارانِ رحمت سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کرتے بلکہ وہ بغاوت اور ظلم وتعدّی میں اور بڑھ جاتے ہیں اور وہ ظالم قوم ہی ہیں۔ انہوں نے اللہ کے پانی سے ایک چلو تک نہیں بھرا۔ نہ (اس میں سے) پیا، نہ غسل کیا اور نہ ہی وضو کیا اور نہ کھیتی کو سیراب کرنے والے بنے اور وہ محروم قوم ہیں پس انہوں نے حق کو نہ دیکھا کیونکہ وہ اندھے تھے۔ اور اس میں غور وفکر کرنے والی قوم کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

ومثل آخر لمرسل الخلّاق وهو ليالي المحاق كما لا يخفى على الممعِن الرمّاق وعلى المتدبرين. فإنها ليال داجية الظلم، فاحمة اللمم، تأتي بعد الليالي المنيرة كالآفات الكبيرة، فإذا بلغ الظلام منتهاه، وما بقي في ليل سناه، فيعشو الله أن يزيل الظلام المركوم، ويبرز النير المغموم، فيبدأ الهلال ويملأ أمنًا ونورًا الليلَ المهال، وكذلك جرت سُنّته في أمور الدّين. فيا حسرة على أهل الشقاق، إنهم يحكمون بقرب الهلال عند مجيء ليالي المحاق، ويرقبونه كالمشتاق، ولكنهم لا ينتظرون في ظلام الدين هلالًا ولو بلغ الظلام كمالا. فالحق والحق أقول إنهم قوم حمقَى، وما أُعطى لهم من المعقول حظ أدنٰى، وما كانوا مستبصرين.

اور خدائے خلاق کے مرسل کی دوسری مثال قمری مہینے کی تاریک راتیں ہیں جیسا کہ ہر گہری نظر رکھنے والے اور تدبر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ کیونکہ وہ راتیں بڑی تاریک و تار ہوتی ہیں جو روشن راتوں کے بعد بڑی آفات کی طرح آتی ہیں۔ اور جب اندھیرے اپنی انتہا کو پہنچ جائیں اور رات میں اس کی کوئی چمک باقی نہ رہے، تب اللہ ان تہ بہ تہ ظلمتوں کو زائل کرنے کی ٹھان لیتا ہے اور تاریکیوں میں چُھپے ہوئے چاند کو باہر نکالتا ہے۔ اور ہلال کو ظاہر کرتا ہے اور ہولناک رات کو امن اور نور سے بھر دیتا ہے۔ دینی امور میں اس کی سنت اسی رنگ میں جاری ہے۔ افسوس ہے تفرقہ پیدا کرنے والوں پر کہ وہ قمری مہینے کی آخری راتوں کے آنے پر قربِ ہلال کا تو فیصلہ کر لیتے ہیں اور بڑے شوق سے اس کا انتظار بھی کرتے ہیں لیکن وہ دین کے اندھیروں میں کسی ہلال کا انتظار نہیں کرتے۔ خواہ وہ اندھیرے اپنے کمال کو پہنچ چکے ہوں۔ یہی حق ہے اور میں حق بات ہی کہتا ہوں کہ یہ احمق لوگ ہیں اور انہیں عقل سے ادنیٰ سا بھی حصہ نہیں دیا گیا اور وہ بصیرت رکھنے والے نہیں۔

﴿۳۷﴾

هـذا مـا شهـدتْ سُنّة اللّٰـه الجارية لنوع الإنسان، وثبت أن اللّٰه يُرى مسالك الخلاص بعد أنواع المصائب والذوبان. فلما كـان مـن عـادات ذى الـجلال والإكـرام أنـه لا يتـرك عبـاده الـضـعـفـاء عند القحط العام فى الآلام، ولا يـريد أن ينفكّ نظامٌ يتبعـه عـطبُ الأجسام، فكيف يـرضـى بـفكّ نـظـام فيـه موت الأرواح ونـار جهـنم للدّوام؟ ثم إذا نـظـرنـا فـى القرآن فوجدناه مـؤيـدًا لهذا البيان، وقد قال اللّٰه تـعـالٰى اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. وإن فـى ذلك لبشـرى لـكل من تزكّى، وإشارة إلٰى أن الناس إذا رأوا فى زمـان ضـرًّا وضيـرًا، فيـرون فى آخـرَ نـفـعا وخيرا، ويرون رخاءً بـعـد بـلاء فـى الـدين والدنيا.

نوعِ انسانی کی بھلائی کے لئے اللہ کی سنت جاریہ نے یہی گواہی دی ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ مختلف مصائب اور شدائد کے بعد نجات کی راہیں دکھاتا ہے۔ پھر جب خدائے ذوالجلال والاکرام کی یہی سنت ہے کہ وہ اپنے کمزور بندوں کو عام ہمہ گیر قحط سالی کے وقت دکھوں میں نہیں چھوڑتا اور جب اللہ تعالیٰ ایسے نظام کو توڑنا نہیں چاہتا جو جسموں کی ہلاکت کا باعث ہو تو وہ ایسے نظام کو توڑنے پر کیسے راضی ہوسکتا ہے جس کے نتیجے میں روحوں کی موت ہو اور ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ ہو۔ پھر جب ہم قرآن پر غور کرتے ہیں۔ تو ہم اُسے اس بیان کا مؤید پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا [1] اور یقیناً اس میں ہر پاکباز کے لئے بشارت ہے۔ نیز اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب کسی دور میں لوگ ضرر اور نقصان دیکھیں گے تو دوسرے دور میں نفع اور خیر بھی دیکھیں گے۔ اور دین و دنیا کی آزمائشوں کے بعد آسائش بھی دیکھیں گے۔

[1] پس یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش ہے۔ یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش ہے۔ (الانشراح:۶،۷)

وكــذٰلك قـــال فـــى آية أُخــرَى لــقـوم يسـتـرشـدون. إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ إِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ فـأَمـعِنوا فيه إن كنتم تفكّرون.

اسی طرح (اللہ نے) ایک دوسری آیت میں ان لوگوں کے لئے جو ہدایت کے طالب ہیں فرمایا ہے کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ[1] اگر غور وفکر کرنے والے ہوتو اس (آیت) پر خوب غور کرو۔

فهـذه إشـارة إلى بعث مجدد فـى زمـان مـفسـد كـمـا يعلمه الـعـاقـلـون. ولا معنى لحفاظة الـقـرآن مـن غير حفاظة عطره عند شيوع نتن الطغيان، وإثباته فـى الـقلوب عند هبّ صراصر الـطـغـيـان، كـما لا يخفى على ذوى العرفان والمتدبرين.

پس یہ (آیت) فسادزدہ زمانے میں ایک مجدّد کی بعثت کی بابت اشارہ کرتی ہے جیسا کہ عقلمند اسے جانتے ہیں۔ پس سرکشی کی بدبو کے پھیلنے کے وقت، قرآن کی روح کی حفاظت کے بغیر اور بغاوت کی آندھیوں کے چلنے کے وقت دلوں میں اس کو راسخ کئے بغیر اس کی ظاہری حفاظت کچھ معنی نہیں رکھتی۔ جیسا کہ عارفوں اور غور وفکر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

وإثبـات القرآن فى قلوب أهل الزمان لا يمكن إلا بتوسط رجل مُـطهَّر من الأدناس، ومخصوص بتـحـديـد الحواس، ومُنوَّر بنفخ الــروح مــن رب الـنــاس، فهـو الـمهـدى الـذى يهـدى من رب الـعـالمين، ويأخذ العلم من لدنه

اور اہل زمانہ کے دلوں میں قرآن کا جاگزین کرنا، ایسے شخص کے توسط کے بغیر ممکن نہیں جو تمام کثافتوں سے پاک اور حواس کی تیزی سے مختص ہو۔ اور تمام لوگوں کے ربّ کی طرف سے نفخ روح سے منور کیا گیا ہو۔ پس یہ وہ مہدی ہے جو ربّ العالمین سے ہدایت یافتہ ہو اور اسی کی جناب سے علم پاتا ہو

[1] یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (الحجر:۱۰)

ویدعو الناس إلی طعام فیه نجاة المدعوین. وإنما هو کإناء فیه أنواع غذاء، من لبن سائغ وشِواءٍ، أو هو کنار شتاءٍ، وللمقرور أشهٰی أشیاء، أو کصحفة من الغَربِ فیها حلواء القند والضرب، فمن جاءه أکَل الخبیص، ومن أعرض فأُخذ ولا محیص، وسیلقی السعیر ولو ألقی المعاذیر. فثبت أن وجود المهدیّین عماد الدّین، وتنزل أنوارهم عند خروج الشیاطین، وتحیطهم کثیر من الزمر کهالات القمر. ولما کان أغلب أحوال المهدیین أنهم لا یظهرون إلا عند غلبة الضالین والمضلین، فسُمّوا بذلك الاسم إشارة إلی أن اللّٰه ذا المجد والکرم طهّرهم من الذین فسقوا وکفروا، ﴿۳۸﴾

اور جو لوگوں کو ایسے کھانے کی طرف بلائے جس میں مدعووین کی نجات ہے اور بلاشبہ وہ (مہدی) ایک ایسے برتن کی طرح ہے جس میں گلے سے آسانی سے اُتر جانے والے دودھ اور بُھنے ہوئے گوشت جیسی مختلف النوع غذائیں ہیں یا وہ موسم سرما کی آگ کی طرح ہے اور سردی زدہ کے لئے مرغوب ترین شئے ہے یا پھر وہ سونے کی پلیٹ کی مانند ہے جس میں چینی اور مصفّٰی شہد سے تیار شدہ شیرینی ہے۔ پس جو بھی اُس کے پاس آئے گا وہ اُس شیرینی کو کھالے گا اور جو اس سے اعراض کرے گا وہ پکڑا جائے گا اور اس کے لئے کوئی جائے فرار نہ ہوگی اور وہ بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا خواہ وہ کتنے ہی عذر پیش کرے پس ثابت ہوا کہ مہدیوں کے وجود دین کا ستون ہیں اور اُن کے انوار شیطانوں کے خروج کے وقت نزول فرما ہوتے اور بہت سی جماعتیں ان مہدیوں کو چاند کے ہالوں کی طرح اپنے گھیرے میں لے لیتی ہیں۔ جبکہ مہدیوں کے حالات کا غالب امکان یہ ہے کہ بالعموم مہدی گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں کے غلبہ کے وقت ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے اس نام سے موسوم کئے جانے میں یہ اشارہ ہے کہ ذوالمجد والاکرام اللہ نے فاسقوں اور کافروں سے ان کی تطہیر فرمائی ہے

وأخرجهم بأيديه من الظلمات إلى النور، ومن الباطل إلى الحق الموفور، وجعلهم ورثاء علم النبوة وأعطاهم حظا منه، ودقّق مداركهم وعلّمهم من لدنه، وهداهم سبلا ما كان لهم أن يعرفوا، وأراهم طرقا ما كان لهم أن ينظروا لولا أن أراهم اللّٰه، ولذٰلك سُمّوا مهديين.

وأما المهدى الموعود الذى هو إمام آخر الزمان، ومنتظَر الظهور عند هبّ سموم الطغيان، فاعلم أن تحت لفظ المهدى إشارات لطيفة إلى زمان الضلالة لنوع الإنسان، وكأنّ اللّٰه أشار بلفظ المهدى المخصوص بالهداية إلى زمان لا تبقى فيه أنوار الإيمان، وتسقط القلوب على الدنيا الدنيّة ويتركون سبل الرحمن، وتأتى على الناس زمان الشرك والفسق والإباحة والافتنان،

اورخدا اپنے ہاتھوں سے انہیں اندھیروں سے نُور کی طرف اور باطل سے کامل حق کی طرف نکالا اور انہیں نبوت کے علم کا وارث بنایا اور انہیں اس سے بہترین حصہ عطا فرمایا اور ان کے حواس کو لطیف بنایا اور خدا اپنی جناب سے انہیں تعلیم دی۔ اور اُن کی اُن راہوں کی طرف رہنمائی فرمائی جن کی معرفت اُن کے بس میں نہ تھی۔ اور انہیں وہ راستے دکھائے کہ اگر اللہ انہیں وہ راستے نہ دکھاتا تو وہ دیکھ نہ سکتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کا نام مہدی رکھا گیا۔

اور جہاں تک اُس مہدی موعود کا تعلق ہے جو امام آخر الزمان ہے اور سرکشی کی زہریلی ہواؤں کے چلنے کے وقت جس کے ظہور کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ تو جان لو کہ مہدی کے لفظ کے تحت بنی نوع انسان کے لئے، ضلالت کے زمانے کی طرف لطیف اشارے ہیں۔ گویا کہ اللہ نے مہدی جو ہدایت کے لئے مخصوص ہے کے لفظ کے ساتھ اس زمانہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب ایمان کے انوار باقی نہ رہیں گے اور دل حقیر دنیا پر گر رہے ہوں گے اور رحمان کی راہوں کو چھوڑ رہے ہوں گے۔ نیز لوگوں پر شرک، فسق و فجور، شرعی محرمات کو حلال قرار دینے اور فریب کاریوں کا زمانہ آئے گا

ولا تبقى بركة في سلاسل الإفادات والاستفادات، ويأخذ الناس يتحركون إلى الارتدادات والجهلات، ويزيد مرض الجهل والتعامي، مع شوقهم في سير المعامي والموامي، ويُعرضون عن الرشاد والسداد، ويركنون إلى الفسق والفساد، وتطير جراد الشقاوة على أشجار نوع الإنسان، فلا تبقى ثمر ولا لدونة الأغصان. وترى أن الزمان من الصلاح قد خلا، والإيمان والعمل أجفلا، وطريق الرشد عُلِّق بثريّا السماء. فيذكر الله مواعيده القديمة عند نزول الضرّاء، ويرى ضعف الدين ظاهرًا من كل الأنحاء، فيتوجّه ليُطفئ نار الفتنة الصمّاء، فيخلق رجلا كخلق آدم بيدَى الجلال والجمال، وينفخ فيه روح الهداية على وجه الكمال.

اور افادہ اور استفادہ کے سلسلوں میں برکت باقی نہ رہے گی اور لوگ ارتداد اور جاہلانہ باتوں کی طرف حرکت کرنے لگ جائیں گے اور جنگلوں اور بیابانوں میں گھومنے پھرنے کے شوق کے ساتھ ساتھ ان کے جہل اور اندھے پن کے مرض میں اضافہ ہوگا۔ اور وہ ہدایت اور سیدھی راہ سے اعراض کریں گے اور فسق وفساد کی جانب مائل ہوں گے اور بدبختی کی ٹڈیاں نوعِ انسانی کے درختوں پر اڑیں گی۔ اور درختوں کے پھل اور نرم شاخیں باقی نہ رہیں گی۔ اور تو دیکھے گا کہ اصلاح کا زمانہ گزر گیا اور ایمان اور عمل نے گھبرا کر فرار اختیار کر لیا اور ذریعۂ ہدایت آسمان کے ثریا ستارے پر لٹک گیا۔ پھر تکالیف کے نزول کے وقت اللہ اپنے پرانے وعدوں کو یاد فرمائے گا۔ اور ہر طرف دین کی کمزوری کو ظاہر وباہر طور پر دیکھے گا۔ تب وہ سخت فتنوں کی آگ کو بجھانے کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر وہ آدم کو پیدا کرنے کی طرح اپنے جلال اور جمال کے ہاتھوں سے ایک شخص پیدا کرے گا اور اس میں کامل طور پر روح ہدایت پھونکے گا۔

فتارة يُسميه عيسٰى بما خلقه كخلق ابن مريم لإتمام الحجة على النصارَى، وتارة يدعوه باسم مهدى أمين بما هو هُدِىَ من ربه للمسلمين الضالين، وأُخرِجَ للمحجوبين منهم ليقودهم إلى رب العالمين. هذا هو الحق الذى فيه تمترون، والله يعلم وأنتم لا تعلمون. أحيا عبدًا من عباده ليدعو الناس إلى طرق رشاده، فاقبلوا أو لا تقبلوا، إنه فعل ما كان فاعلا. أأنتم تضحكون ولا تبكون، وتنظرون ولا تبصرون.

أيها الناس لا تغلوا فى أهوائكم، واتقوا الله الذى إليه تُرجعون. ما لكم لا تقبلون حكمَ الله وكنتم تنتظرون؟ شهدت السماء فلا تبالون، ونطقت الأرض فلا تفكّرون.

پھر کبھی تو عیسائیوں پر اتمام حجت کے لئے وہ اسے عیسٰی کے نام سے موسوم کرے گا کیونکہ اس نے اسے ابن مریم کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہوگا اور کبھی وہ اسے مہدیٔ امین کے نام سے پکارے گا کیونکہ وہ گمراہ مسلمانوں کے واسطے اپنے ربّ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور وہ مسلمانوں میں سے محجوبوں کے لئے مبعوث کیا جائے گا تا کہ وہ انہیں ربّ العالمین تک لے جائے۔ یہی وہ حق ہے جس کے بارے میں تم شک کر رہے ہو۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اس نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو زندہ کیا۔ تا کہ وہ لوگوں کو اس کی ہدایت کی راہوں کی طرف بلائے۔ پس قبول کرو یا نہ قبول کرو۔ اس نے تو بلا شبہ جو کرنا تھا کر دیا۔ کیا تم ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ اور دیکھتے ہو لیکن بصیرت نہیں رکھتے۔

﴿۳۹﴾ اے لوگو! اپنی خواہشات نفس میں غلو نہ کرو۔ اور اس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے حکم کو قبول نہیں کرتے حالانکہ تم (اُس کے) منتظر تھے۔ آسمان نے گواہی دے دی پھر بھی تم پرواہ نہیں کرتے۔ اور زمین پکار اٹھی پھر بھی تم غور و فکر نہیں کرتے۔

وقالوا إنا لا نقبل إلا ما قرأنا فی آثارنا ولو كانت آثارهم مبدَّلة أو وضعها الواضعون؟ أيها الناس انظروا هٰهنا وهُنا فاتركوا الدَخَن واقبلوا ما بان ودنا، ولا تتبعوا الظنون أيّها المتقون. قد عدل الله بيننا فلا تعدلوا عن عدله، ولا تركنوا إلى الشقاء أيّها المسلمون. يا ذراری الصالحين. لا تكونوا فی يدَی إبليس مرتهنين، ما لكم لا تتطهرون. واعلموا أن للّٰه تدلّيات ونفحات، فإذا جاء وقت التدلّی الأعظم فإذا الناس يستيقظون، وكلّ نفس تتنبّه عند ظهوره إلا الفاسقون. ولكلّ تَدَلِّی عنوانٌ وشأنٌ يعرفه العارفون. وأعظم التدليات يأتی بعلوم مناسبة لأهل الزمان، ليطفئ نائرة أهل الطغيان،

اور انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف اس بات کو قبول کریں گے جو ہم نے اپنی روایات میں پڑھی ہے خواہ وہ روایات تبدیل کر دی گئی ہوں۔ یا وضع کرنے والوں نے انہیں وضع کر لیا ہو۔ اے لوگو! ہر طرف نظر دوڑاؤ اور کینہ فساد چھوڑ دو اور جو چیز ظاہر ہو چکی اور قریب آ چکی ہے اسے قبول کر لو۔ اور اے متقیو! شکوک وشبہات کی پیروی نہ کرو۔ اللہ نے ہمارے درمیان انصاف فرما دیا ہے۔ لہٰذا اس کے عدل سے مت ہٹو اور اے مسلمانو! بدبختی کی جانب مت جھکو۔ اے ذرّیت صالحین! ابلیس کے ہاتھوں گروی مت رہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم پاکیزگی اختیار نہیں کرتے۔ جان لو کہ اللہ کے درجاتِ قرب اور خوشبوئیں ہیں۔ پھر جب انتہائی قرب کی گھڑی کا وقت آ جاتا ہے۔ تو لوگ یکدم بیدار ہونے لگتے ہیں اور اس کے ظہور کے وقت فاسقوں کے سوا ہر نفس خوب متنبہ ہو جاتا ہے اور ہر قرب خداوندی کا ایک عنوان اور ایک شان ہوتی ہے جسے عارف باللہ جان لیتے ہیں۔ اور سب سے عظیم تدلی اہل زمانہ کے لئے مناسب علوم لاتی ہے تا کہ وہ سرکش لوگوں کی آگ کو بجھائیں۔

فینکرھا الذین کانوا عاکفین علی أصنامھم فیسبّون ویکفرون، ولا یعلمون أنھا فایضة من السماء، وأنھا شفاء للذین تَنفّروا من قول المخطئین الجاھلین وکانوا یتردّدون، فینزل اللّٰہ لھم علومًا ومعارف تناسب مفاسد الوقت فھم بھا یطمئنون، کأنھا ثمر غضٌّ طریٌّ وعین جاریة، فھم منہ یأکلون ومنھا یشربون.

فحاصل البیان أن المھدی الذی ھو مجدّد الصلاح عند طوفان الطلاح، ومبلّغ أحکام ربّ الناس إلی حد الإبساس، سُمّی مھدیًا موعودًا وإماما معھودًا وخلیفة اللّٰہ ربّ العالمین. والسرّ الکاشف فی ھذا الباب أن اللّٰہ قد وعد فی الکتاب أن فی آخر الأیام تنزل مصائب علی الإسلام، ویخرج قوم مفسدون

پس وہ لوگ جو اپنے بتوں کے در پر دُھونی رمائے ہوئے ہیں اُن کا انکار کرتے ہیں، وہ گالیاں نکالتے ہیں اور کفر کرتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ آسمانی فیض ہیں اور وہ متردّد ہونے والوں اور خطا کاروں اور جاہلوں کے قول سے متنفر ہونے والوں کے لئے شفا ہیں۔ پس اللہ ان کے لئے ایسے علوم اور معارف نازل فرماتا ہے جو مفاسدِ زمانہ کے مناسبِ حال ہوں اور وہ اُن سے مطمئن ہوں۔ گویا کہ وہ (علوم) تروتازہ پھل ہیں جن میں سے وہ کھاتے ہیں اور چشمہ رواں ہے جس سے وہ پیتے ہیں۔

پس حاصل بیان یہ ہے کہ مہدی جو بدیوں کے طوفان کے وقت اصلاح کی تجدید کرنے والا اور لوگوں کے پروردگار کے احکام کو نہایت کوشش اور ملاطفت سے پہنچانے والا ہے، اس کا نام مہدیٔ موعود اور امامِ معہود اور اللہ ربّ العالمین کا خلیفہ رکھا گیا۔ اور اس باب میں ایک کھلا راز یہ ہے کہ اللہ نے (اپنی) کتاب (قرآنِ مجید) میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آخری زمانے میں اسلام پر مصائب نازل ہوں گے، اور مفسدوں کی جماعت خروج کرے گی۔

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ
فأشار في قوله مِنْ كُلِّ حَدَبٍ أنهم يملكون كل خصب وجدب، ويحيطون على كل البلدان والديار، ويُفسدون فسادًا عاما في جميع الأقطار، وفي جميع قبائل الأخيار والأشرار، ويضلّون الناس بأنواع الحيل وغوائل الزخرفة، ويلوّثون عرض الإسلام بأصناف الافتراء والتهمة، ويظهر من كل طرف ظلمةٌ على ظلمة، ويكاد الإسلام أن يزهق بتبعة، ويزيد الضلال والزور والاحتيال، ويرحل الإيمان وتبقى الدعاوى والدلال، حتى يخفى على الناس الصراط المستقيم، ويشتبه عليهم المَهْيَع القديم. لا ينتهجون محجّة الاهتداء، وتزلّ أقدامهم وتغلب سلسلة الأهواء، ويكون المسلمون كثير التفرقة والعناد، ﴿۴۰﴾

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ[1] اس نے اپنے قول مِنْ كُلِّ حَدَبٍ میں اشارہ فرمایا ہے کہ وہ ہر سبزہ زار اور ویرانے کے مالک ہوں گے اور تمام بلاد و امصار کا گھیراؤ کرلیں گے اور وہ تمام علاقوں اور تمام شریف اور شریر قبائل میں فساد عام بپا کردیں گے اور لوگوں کو طرح طرح کے حیلوں اور ہلاکت خیز ملمع سازیوں سے گمراہ کریں گے۔ اور ہر طرح کے افترا اور تہمتوں سے اسلام کی عزت کو داغدار کریں گے۔ اور ہر طرف سے ظلمت پر ظلمت ظاہر ہو جائے گی۔ اور اس کے نتیجے میں اسلام مٹنے کے قریب ہو جائے گا۔ گمراہی، جھوٹ اور فریب کاری بڑھ جائے گی اور ایمان کوچ کر جائے گا اور صرف دعوے اور نخرے باقی رہ جائیں گے۔ یہاں تک کہ صراط مستقیم لوگوں سے مخفی ہو جائے گا اور قدیمی شاہراہ ان پر مشتبہ ہو جائے گی۔ وہ ہدایت کی راہ پر گامزن نہ ہوں گے۔ ان کے قدم پھسل جائیں گے اور نفسانی خواہشات کا سلسلہ غالب ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں میں بہت تفرقہ اور عناد پیدا ہو جائے گا

[1] اور وہ ہر پہاڑی اور سمندر کی لہر پر سے پھلانگتے ہوئے دنیا میں پھیل جائے گی۔ (الانبیاء:۹۷)

ومنتشرين كانتشار الجراد لا تبقى معهم أنوار الإيمان وآثار العرفان، بل أكثرهم ينخرطون في سلك البهائم أو الذياب أو الثعبان، ويكونون عن الدين غافلين. وكل ذلك يكون من أثر يأجوج ومأجوج، ويشابه الناس العضو المفلوج كأنهم كانوا ميتين.

ففي تلك الأيام التي يموج فيها بحر الموت والضلال، ويسقط الناس على الدنيا الدنيّة ويعرضون عن الله ذي الجلال، يخلق الله عبدًا كخلقه آدم من كمال القدرة والربوبية، مِن غير وسائل التعاليم الظاهرية، ويُسمّيه آدم نظرا على هذه النسبة، فإن الله خلق آدم بيديه وعلّمه الأسماء كلها، ومنّ منًّا عظيمًا عليه وجعله مهديا، وجعله من المستبصرين.

اور ٹڈی دل کے انتشار کی طرح منتشر ہو جائیں گے۔ ان کے پاس ایمان کے انوار اور عرفان کے آثار باقی نہ رہیں گے بلکہ ان میں سے اکثر چوپایوں یا بھیڑیوں یا سانپوں کی لڑی میں پروئے جائیں گے اور وہ دین سے غافل ہو جائیں گے۔ او یہ سب کچھ یاجوج اور ماجوج کے اثر سے ہوگا۔ اور لوگ عضوِ مفلوج کی طرح ہو جائیں گے۔ گویا کہ وہ مردہ ہیں۔

پھر اسی زمانے میں کہ جس میں موت اور گمراہی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوگا اور لوگ حقیر دنیا پر گر رہے ہوں گے اور صاحب جلال اللہ سے منہ موڑے ہوئے ہوں گے۔ تو اللہ محض اپنی قدرت اور ربوبیت کے کمال سے بغیر کسی ظاہری وسائل تعلیم کے، آدم کی تخلیق کی طرح (اپنے) ایک بندے کو پیدا فرمائے گا۔ اور اسی نسبت کے مدنظر وہ اس کا نام آدم رکھے گا۔ کیونکہ اللہ نے آدم کی اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمائی اور اسے تمام اسماء سکھائے اور اس پر عظیم احسان فرمایا اور اسے مہدی بنایا اور صاحب بصیرت لوگوں میں سے بنایا۔

وكذلك سماه عيسى ابن مريم بالتصريح بما كان خلقه وبعثه كمثل المسيح، وبما كان سِرّه كسرّه المستور، وكانا في علل الظهور من المتحدين. وتشابهت فتن زمنهما وصور إصلاحهما، وتشابهت قلوب أعداء الدين. فالعلامة العظمى لزمان المهدى ظلمة عظيمة من فتن قوم يأجوج ومأجوج إذا علوا في الأرض وأكملوا العروج، وكانوا من كل حدب ناسلين.☆ وفي اسم المهدى إشارات إلى هذه الفتن لقوم متفكرين.

اور اسی طرح اس نے صراحت کے ساتھ اس کا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا۔ کیونکہ اس کی تخلیق اور بعثت مسیح کی طرح تھی اور اس لئے کہ اس کا راز مسیح کے مخفی راز کی طرح تھا۔ اور یہ دونوں ظہور کے علل واسباب میں متحد تھے۔ ان دونوں کے زمانوں کے فتنوں اور ان دونوں کے اصلاح کے اسالیب میں مشابہت تھی اور خود دشمنانِ دین کے دلوں میں بھی مشابہت تھی۔ پس مہدی کے زمانے کی سب سے بڑی علامت قومِ یاجوج و ماجوج کے فتنوں کی وجہ سے ظلمتِ عظیمہ ہے۔ جب وہ زمین پر چھا گئے اور پورا عروج حاصل کرلیا اور تیزی سے ہر اونچی جگہ سے (دنیا میں) پھلا نگنے والے ہو گئے۔☆ اور مہدی کے نام میں غور وفکر کرنے والی قوم کے لئے ان فتنوں کی جانب اشارے موجود ہیں۔

☆ **الحاشية**:۔ هذه هى العلامة القطعية لآخر الزمان و قرب القيامة كما جاء فى مسلم من خير البرية قال قال رسول الله صلعم "تقوم القيامة والروم اكثر من سائر الناس." و اراد من الروم النصارىٰ كما هو مسلّم عند ذوى الادراس والاكياس والمحدّثين. منه

☆ **حاشیہ**:۔ یہ آخری زمانے اور قرب قیامت کی قطعی علامت ہے۔ جیسا کہ مسلم میں خیر البریّہؐ سے روایت ہے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب رومی دوسرے لوگوں سے اکثریت میں ہوں گے۔ رومیوں سے آپ کی مراد عیسائی تھے۔ جیسا کہ علماء، دانشوروں اور محدثین کے ہاں یہ امر مسلم ہے۔ منہ

فإن اسم المهدی یدل علی أن الرجل المسمی به أُخرج من قوم ضالین، وأدرکه هُدی اللّٰه ونجاه من قوم فاسقین.

فلا شك أن هذا الاسم یدل علی مفاسد الزمان بمُجمَلٍ مَطْویٍّ من البیان، ویذکر من زمن الظلمات ووقت الظلامات وأوان نزول الآفات ویشیر إلی شوائب الدهر ونوائبه، وغرائب القادر وعجائبه من تأیید المستضعفین. ویدل بدلالة قطعیة علی أن المهدی **لا یظهر** إلا عند ظهور الفتن المبیدة والظلمات الشدیدة، فإذا کثر الضلال وزاد اللدد والجدال، وعدم العمل الصالح وبقی القیل والقال، فیقتضی هذا الحال أن یهدی رجلا الربُّ الفعّال، وتتضرع الظلمة فی الحضرة لینزل نورٌ لتنویر المحجّة،

پس مہدی کا نام دلالت کرتا ہے کہ وہ شخص جس کا یہ نام رکھا جائے گا وہ گمراہوں کی قوم میں سے پیدا کیا جائے گا۔ اور اسے اللہ کی راہنمائی حاصل ہوگی اور وہ اسے فاسق قوم سے نجات دے گا۔

بلا شبہ یہ نام بین السطور اجمالاً مفاسدِ زمانہ پر دلالت کرتا ہے اور ظلمات کے زمانے، مظالم کے وقت اور آفتوں کے نزول کے لحات کا ذکر کرتا ہے اور زمانے کے خطرات اور مصائب کی طرف اشارہ کرتا اور کمزوروں کی تائید میں قادر خدا کے عجیب وغریب کاموں کی طرف اشارہ کرتا ہے اور قطعی دلالت کرتا ہے کہ مہدی صرف تباہ کن فتنوں اور شدید ظلمتوں کے ظاہر ہونے پر ہی ظہور فرمائے گا۔ پس جب ضلالت بڑھ جائے گی اور جھگڑوں اور بحثوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ نیک عمل معدوم ہو جائے گا اور صرف قیل و قال رہ جائے گی تو یہ حالت اس بات کا تقاضا کرے گی کہ ربِّ فعال ایک شخص کی رہنمائی فرمائے اور ظلمت (اللہ کے) حضور نہایت تضرع سے یہ التجا کرے گی کہ وہ راستے کو منور کرنے کے لئے (اپنا) نور نازل فرمائے۔

فتنزل الملائكة والروح فی هذه الليلة الحالكة بإذن رب ذی القدرة الكاملة، فيُجعَلُ رجل مهديا ويُلقَى الروح عليه، ويُنوَّر قلبه وعينيه، ويُعطَى له السؤدد والمكرمة موهبة، ويُجعَل له التقوىٰ حلية، ويُدخَل فی عباد اللّٰه المنصورين. فإن البغی إذا بلغ إلی انتهاء ، فهذا هو يومُ حكم وَ قضاء وفصل وإمضاء ، وعون وإعطاء ، ولو لا دفعُ اللّٰه الطلاحَ بأهل الصلاح لفسدت الأرض ولسُدّت أبواب الفلاح ولهلك الناس كلهم أجمعين. ﴿۴۱﴾

فلأجل ذلك جرت سُنة اللّٰه أنه لا يُظهِر ليلة ليلاء إلا ويُری بعدها قمراء ، وإنه جعل مع كل عسرٍ يُسرا، ومع كل ظلام نورا. ففكر فی هذا النظام ليظهر عليك حقيقة المرام، وإن فی ذٰلك لآيات للمتوسّمين.

پھر اس تاریک و تار رات میں فرشتے اور روح القدس کامل قدرت رکھنے والے ربّ کے اذن سے اتریں اور ایک آدمی کو مہدی بنایا جائے اور اس پر روح نازل کی جائے اور اس کے دل اور آنکھوں کو منور کردیا جاوے اور اسے سرداری اور عزت بطور موہبت عطا ہو اور تقویٰ کو اس کا زیور بنایا جائے اور وہ اللہ کے نصرت یافتہ بندوں میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ جب سرکشی انتہا کو پہنچ جائے تو وہ حکم، قضاء، فیصلے اور تنفیذ اور مدد اور عطا کرنے کا دن ہوتا ہے۔ اور اگر اللہ نیک لوگوں کے ذریعہ برائیوں کو نہ مٹاتا تو زمین میں بالضرور فساد برپا ہو جاتا اور کامیابی کے دروازے مسدود ہو جاتے اور تمام لوگ ضرور ہلاک ہو جاتے۔

پس اس وجہ سے اللہ کی یہی سنت جاری ہے کہ وہ کوئی گُھپ اندھیری رات ظاہر نہیں فرماتا مگر یہ کہ وہ اس کے بعد چاندنی رات دکھاتا ہے اور یہ کہ اس نے ہر عُسر کے ساتھ یُسر اور ہر اندھیرے کے ساتھ نور رکھا ہے۔ پس تو اس نظام پر غور کرتا کہ تجھ پر حقیقتِ مرام ظاہر ہو۔ یقیناً اس میں اہلِ فراست کے لئے بہت سے نشان ہیں۔

واعلم أن ظلمة هذا الزمان قد فاقت كل ظلمة بأنواع الطغيان، وطلعت علينا آثار مُخوفة وفتن مذيبة الجَنان، والكفار نسلوا من كل حدب كالسِّرحان ناهبين. فحان أن يُعان المسلمون ويُقوَّى المستضعفون، ويوهَن كيد الدجّالين. ألم تمتلأ الأرض ظلاما، وسفهت النفوس أحلاما، ونحَت الناس أصناما، وغلب الكفر وحاق به الظفر وقلّ التخفّر، فزخرفوا الزور الكبير وزيّنوا الدقارير، وصالوا بكل ما كان عندهم من لطم، وما بقى على كيد من ختم، واتفق كل أهل الطلاح، وصاروا كالماء والراح، وطفق زمر الجهال يتبعون آثار الدجال، ومن يقبل مشرب هذيانهم يكون خالصةَ خُلصانهم. ووالله إن خباثتهم شديدة، وأما حلمهم فمكيدة،

اور جان لو کہ اس زمانے کی ظلمت ہر قسم کی سرکشی میں ہر ظلمت پر فوقیت لے گئی ہے اور خوف ناک آثار اور دلوں کو پگھلا دینے والے فتنے ہم پر ظاہر ہو چکے ہیں اور کفار لوٹ مار کرتے ہوئے بھیڑیئے کی طرح ہر بلندی کو پھلانگ رہے ہیں۔ پس اب وہ وقت آ گیا ہے کہ مسلمانوں کی اعانت کی جائے اور کمزوروں کو طاقت بخشی جائے اور دجالوں کے منصوبے کو کمزور کیا جائے۔ کیا زمین ظلم سے بھر نہیں گئی؟ اور لوگوں کی عقلیں ماری گئی ہیں، اور لوگوں نے بت تراش لئے ہیں اور کفر غالب آ گیا اور اُسے کامیابی حاصل ہوگئی۔ شرم وحیا کم ہوگئی۔ لہٰذا انہوں نے بڑے سے بڑے جھوٹ کو مزیّن کر کے اور ہر قبیح جھوٹ کو سجا کر پیش کیا اور ایذاء رسانی کے جو جو ذرائع ان کے پاس تھے اُن کے ساتھ انہوں نے حملہ کیا اور وہ تمام منصوبے بروئے کار لائے۔ تمام بدکردار متحد ہو گئے اور پانی اور شراب کی طرح باہم شیر وشکر ہو گئے۔ اور جاہلوں کے گروہ دجال کے نقشِ قدم پر چلنے لگے۔ اور جو شخص ان کی بیہودہ گوئی کی راہ اختیار کرے گا وہ ان کا خالص پکا دوست ہو گا۔ اور بخدا ان کی خباثت بڑی شدید ہے اور ان کی نرم خوئی سازش ہے۔

بل هو أحبولة من حبائل ختلهم، ورَسَنٌ استمر من فتلهم، وستعرفون دجاليّتهم متلهّفين.

وإنهم قوم تفور المكائد من لسانهم وعينيهم وأنفهم وأُذنيهم، ويديهم وأصدريهم ورجليهم ومِذروَيهم، وأرى كل مضغة من أعضائهم واثبة كالماكرين. فسد الزمان وعمّ الفسق والعدوان وتنصرت الديار والبلدان؛ فالله المستعان. والناس يُدلجون فى الليلة الليلاء ويعرضون عن الشمس والضياء، ويضيعون الإيمان للأهواء متعمدين. وأرى القسيسين كالذى أكثبَه قنصٌ، أو بدت له فرصٌ، وأجدهم بأنواع حيل قانصين.

ومن مكائدهم أنّهم يأسُون جراح الموهوص،

بلکہ وہ تو ان کے فریب کے پھندوں میں سے ایک پھندہ ہے اور فریب کی ایسی رسی ہے جو ان کے بٹنے سے مضبوط ہوگئی ہے۔ اور تم عنقریب ان کی دجالیت کو حسرت زدہ ہوکر پہچان لوگے۔

اور یہ ایسے لوگ ہیں کہ مکر وفریب ان کی زبان، آنکھ، ناک، کان، ہاتھوں، کندھوں، پیروں اور کولہوں سے پھوٹ رہا ہے۔ اور میں ان کے اعضاء کی ایک ایک بوٹی کو فریب کاروں کی طرح پھڑکتے دیکھتا ہوں۔ زمانہ بگڑ گیا اور فسق و فجور اور ظلم عام ہوگیا۔ اور شہروں کے شہر اور ملک کے ملک عیسائی ہو گئے۔ پس اللہ ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاسکتی ہے۔ لوگ تاریک و تار رات میں سفر کر رہے ہیں اور سورج اور (اس کی) روشنی سے منہ پھیر رہے ہیں۔ اور جان بوجھ کر خواہشات کی خاطر ایمان ضائع کر رہے ہیں اور میں پادریوں کو اس شخص کی طرح دیکھتا ہوں، شکار جس کے قریب آ گیا ہو یا اس کے مواقع پیدا ہو گئے ہوں۔ اور میں ان کو مختلف حیلے بہانوں سے شکار کرتے ہوئے پاتا ہوں۔

ان کی فریب کاریوں میں سے ایک طریق یہ ہے کہ وہ مضروب کے زخموں کا علاج کرتے ہیں

ويـريشـون جـنـاح المقصوص، لـعـلـهـم يُسخّرون قوما طامعين. يُرغّبون ضُلًّا بنَ ضُلٍّ، ويفرِضون لــه مِـن كــلٍّ كثيرٍ وقُـلٍّ، لعلهم يـحبسـونه بغُلٍّ، ثم يُسقطونه فی هـوّة الهالكين. يُبادرون إلى جبر الـكسير وفكّ الأسير ومواساة الـفـقـيـر، بشـرط أن يدخل فـی دينـهـم الـذی هو وقود السعير، ويـرغّبـونهم إلى بناتهم وأنواع لذاتهم ليغترّ الخَلق بجهلاتهم ويـجـعـلـوهـم كـأنـفسهـم مـفسـديـن. فالناس لا يرجعون إليهم بأناجيل متلوّة، بل بخطبة مـجـلـوّة أو بـمـال مـجّـان كـالـنـاهبين. ولا يتنصرون لأعتـاب الـرؤوف البَرّ، بـل يهـرولـون لاحتلاب الدرّ لكی يكونوا متنعمين. وكذلك أشاعوا الـضـلالات ومـدّوا أطـنـابـهـا، وفتحوا مـن كل جهة بـابـهـا،

اور پَر شکستہ کو پَر لگاتے ہیں تا کہ وہ اس طرح لالچی لوگوں کو اپنے قابو میں لے آئیں۔ وہ گمراہ ابن گمراہ کو ترغیب دلاتے اور ہر کم وبیش میں سے ان کے لئے وظیفہ مقرر کرتے ہیں تا کہ وہ انہیں اس طوق کے ذریعہ قید کرلیں پھر وہ انہیں ہلاک شدہ لوگوں کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں اور شکستہ حال لوگوں کی اصلاح، اسیروں کی رہائی اور فقیروں کی غمخواری میں تیزی دکھاتے ہیں بشرطیکہ وہ ان کے اس دین میں داخل ہو جائیں جو بھڑکتی آگ کا ایندھن ہے۔ وہ ان کو اپنی بیٹیوں اور دیگر متنوع لذات کی رغبت دلاتے ہیں تا کہ مخلوق اپنی جہالت کی وجہ سے دھوکے میں آ جائے۔ اور تا کہ وہ انہیں بھی اپنی طرح کا فسادی بنا دیں۔ لوگ پڑھی جانے والی انجیلوں کی وجہ سے نہیں بلکہ لٹیروں کی طرح خوبصورت عورتوں اور مفت مال کی وجہ سے اُن کی طرف لوٹتے ہیں۔ وہ رؤف اور محسن اللہ کو راضی کرنے کی خاطر عیسائی نہیں ہوتے بلکہ وہ دودھ دوہنے کی خاطر دوڑے جاتے ہیں تا کہ وہ آسودہ حال ہو جائیں۔ اس طور پر اُنہوں نے گمراہیوں کی اشاعت کی اور اُن کے خیمے لگا دیئے۔ اور ہر طرف سے گمراہیوں کے خیموں کے دروازے کھول دیئے ہیں

﴿۴۲﴾

وأعدّوا شهوات الأجوفين ودعوا طُلابها، فإذا يُسِّرَ لأحد منهم العقد، أو أُعطِيَ له النقد، وآمَنوه مِن عيشٍ أنكد، فكأنْ قَدْ. وكذٰلك كانت فخُّ سِيَرهم، وشِباكُ حِيَلهم، ولأجلها اصطفّ لديهم زُمر من الكسالٰى، لا يعلمون إلا الأكل والشرب والدلال، ولا يوجد صغْوُهم إلا إلى شرب المدام أو إلى الغِيد وأطايب الطعام، فيعيشون قرير العين بوصال العِين ووصول العَين. وكذلك لا يألو القسيسون جُهدًا في إضلال العوام، ويُنعمون على الذين هم كالأنعام، وينفُضون عليهم أيادىَ الإنعام، ويوطنونهم أمنع مقام من الإكرام، وتراهم مكبّين على الحطام، كأنهم هُنَيدة مِن راغية، أو ثُلّة من ثاغية. فهؤلاء هم الدجال المعهود،

اورانہوں نے پیٹ اور شرم گاہ کی خواہشات کے سامان مہیا کئے اور اُن کے طلبگاروں کو دعوت دی۔ پھر جب اُن میں سے کسی کو عقدِ نکاح میسر آ جاتا ہے یا اُسے نقد مال دیا جاتا ہے اور وہ عیسائی اُسے تنگدستی سے بچا لیتے ہیں تو اُن کی جو غرض ہوتی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اُن کی چالوں کا جال اور ان کے مکروں کا دام بچھا ہے اور اسی وجہ سے اُن کے پاس سُست اور کاہلوں کے ایسے گروہ قطار در قطار جمع ہو جاتے ہیں جو سوائے کھانے پینے اور نخروں کے کچھ نہیں جانتے۔ اور ان کا میلان صرف اور صرف شراب پینا اور محض نازک اندام عورتوں اور عمدہ کھانوں کی طرف ہوتا ہے۔ پس وہ خوبصورت آنکھوں والی عورتوں کی صحبت اور مال وزر کے حصول کے ساتھ خوش وخرم زندگی گزارتے ہیں۔ اس طرح پادری صاحبان عامۃ النّاس کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے اور اُن لوگوں پر جو چوپایوں کی مانند ہیں نوازشیں کرتے ہیں اور ان پر انعام نچھاور کرتے ہیں۔ اور عزت کے ساتھ انہیں محفوظ مقامات پر آباد کرتے ہیں اور تو اُنہیں دنیا کے (فانی) مال ومنال پر گرے ہوئے دیکھتا ہے۔ گویا کہ وہ اونٹنیوں کا گلّہ یا بکریوں کا ریوڑ ہیں۔ پس یہی لوگ وہ دجال معہود ہیں۔

فليَسُرِ عنك إنكارك المردود. وإن هذه الأيام أيام اقتحام الظلام، وأظلال خيام يوم القيام، وإنا اغتمدنا الليل واقتحمنا السيل مختبطين. وفي منازلنا طرق يضلّ بها خفير، ويحار فيها نحرير، وخوّفنا يومنا الصعب الشديد، ورأينا ما كنا منه نحيد، وليس لنا ما يشجّع القلب المزءود، ويحدو النِضْوَ المجهود إلا ربنا رب العالمين.

والناس قد استشرفوا تلفًا وامتلأوا حَزَنًا وأسفًا، ونسوا كل رزء سلَفَ وكل بلاء زلَفَ، ويستنشئون ريح مُغيث ولا يجدون مِن غير نتن خبيث، فهل بعد هذا الشر شر أكبر منه يُقال له الدجال؟ وقد انكشف الآثار وتبينت الأهوال،

پس چاہئے کہ تمہارا انکارِ مردود تم سے دور ہو جائے۔اور یقیناً یہ ایام گُھپ اندھیروں کی یلغار کے دن ہیں۔اور ڈیرے ڈالنے والے دن کے خیموں کے سائے ہیں۔اور ہم بلاشبہ تاریک رات میں داخل ہو چکے ہیں اور سیلاب میں اندھا دھند گُھس چکے ہیں اور ہماری منزلوں میں ایسے راستے موجود ہیں جن میں راہبر بھی بھٹک جائے۔ اور جن میں ایک ماہر تجربہ کار حیران ہو جائے۔ ہمیں ہمارے اِس نہایت کٹھن وقت نے خوفزدہ کر دیا ہے۔اور ہم نے وہ کچھ دیکھا ہے جس سے ہم بچنا چاہتے تھے۔اور ہمارے لئے ہمارے ربّ، ربّ العالمین کے سوا کوئی نہیں جو خوفزدہ دل کو دلیر کرے اور درماندہ (نفس کی) اونٹنی کو تیز چلا سکے۔

اور لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ چکے ہیں اور غم واندوہ سے بھر گئے ہیں۔اور گزشتہ ہر مصیبت اور بلا کو بھول چکے ہیں۔اور وہ مدد کی خوشبو سونگھنا چاہتے ہیں مگر خبیث کی بدبو کے سوا کچھ نہیں پاتے۔کیا اِس شر سے بڑھ کر بھی کوئی شر ہو سکتا ہے جسے دجّال کہا جائے؟ جس کی علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور اُس کے خطرات نمایاں ہو چکے ہیں۔

وَرأينـا حـمـارًا يـجـوبـون عليه البـلـدان، فيـطِـسّ بـأخـفـافـه الـظـرّانَ، ويـجـعـل سَنةً كشهر عـنـد ذوي الـعـيـنـيـن، ويـجعل شهـرا كيوم أو يومين، ويعجب الـمسافرين. إنه مركبٌ جوّاب لا تـواهـقه رِكاب، ولا ثنية ولا نـاب، والسبـل لـه جُـدّدت، والأزمـنـة بـظـهـوره اقـتـربـت، والعِشـار عُـطّـلت، والصحف نُشـرت،☆ والـجـبـال دُكّـت،

اور ہم نے اُس گدھے کو بھی دیکھ لیا ہے جس پر وہ ملک ملک کی سیاحت کرتے ہیں اور جو سُموں سے نوکدار پتھروں کو روندتا ہے اور اہل نظر کے نزدیک سال کا سفر ایک مہینے میں اور مہینے کی مسافت ایک یا دو دنوں میں طے کر لیتا ہے۔ اور مسافروں کو خوش کر دیتا ہے۔ وہ ایک بہت گھومنے پھرنے والی سواری ہے اونٹ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے نہ نوخیز نہ ہی عمر رسیدہ۔ اُس کے لئے نئے نئے راستے بنائے گئے اور اُس کے ظہور سے زمانے سمٹ گئے۔ اور دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بیکار ہو گئیں۔ اخبار و رسائل کی نشر و اشاعت کی گئی☆ پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے گئے۔

☆ **الحاشية**:۔ اعـلـم ان القران مملو من الانبـاء المستقبلة والواقعات العظيمة الأتية ويـقـتـاد الـنـاس الـى السكينة واليقين. و عشاره تخور لحمل السالكين في كل زمان و أعشاره تفور لتغذية الجائعين فی كل اوان و هـو شـجـرة طيبة يـؤتـى اكـلـه كل حين. و ذلّلت قطوفه في كل وقت للمجتنين. فما مـن زمـن مـا لـه مـن ثـمـر و لا تعطل شجرته كشجرة عِـنـبٍ و تـمـرٍ بل يُرى ثمراته في كـل امـر و يـطـعـم مستطعمين. و من اعظم مـعـجـزاتـه انه لا يغادر واقعة من الواقعات. التـي كـانـت مـفـيـدة للناس او مضرة ولكن كـانـت مـن الـمـعظمات كما قال عزّ وجلّ ﴿۴۳﴾

☆ **حاشیہ**:۔ جان لو کہ قرآن مستقبل کی پیشگوئیوں اور آنے والے عظیم واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ اور لوگوں کو سکینت اور یقین کی جانب رہنمائی فرماتا ہے۔ اور اُس کی اونٹنیاں ہر زمانے میں سالکوں کو سوار کرنے کے لئے پکار رہی ہیں اور اُس کی دیگیں بھوکوں کو غذا فراہم کرنے کے لئے ہر دم اُبل رہی ہیں۔ اور وہ (قرآن) ایسا پاک درخت ہے جو ہر وقت تازہ پھل دیتا ہے اور اُس کے خوشے پھل چننے والوں کے لئے ہر وقت جھکے ہوئے ہیں۔ اور کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں اُس کے پھل نہ ہوں۔ اور اُس کا درخت انگور اور کھجور کے درخت کی طرح کبھی بے ثمر نہیں ہوتا بلکہ ہر معاملہ میں یہ اپنے ثمرات ظاہر کرتا ہے۔ اور کھانے کے طالبوں کو وہ (قرآن) کھانا کھلاتا ہے۔ اور اس کا عظیم تر معجزہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے مفید یا مضر اہم واقعات میں سے کسی واقعہ کو نہیں چھوڑتا بشرطیکہ وہ اہم ہوں۔ جیسا کہ خدائے عزّ وجلّ نے فرمایا ہے

والبحار فُجّرت، والنفوس زُوّجت، وجُعلت الأرض كأنها مطويّة ومزلف طرفيها،

اور دریا جاری کئے گئے اور لوگوں میں ملاپ پیدا کیا گیا اور زمین گویا لپیٹ دی گئی ہے اور وہ اپنے کناروں کو قریب کرتی چلی جا رہی ہے۔ ﴿۴۳﴾

بقية الحاشية: ۔ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ و فی هذا اشارة من رب عليم الى ان كل ما يفرق فی ليلة القدر من امر ذی بال فهو مكتوب فی القراٰن كتاب الله ذی كل عظمة و جلال فانه نزل فی ليلة القدر بنزول تام فبورك منه الليل باذن ربّ علّام فكلما يوجد من العجائب فی هٰذه الليلة يوجد من بركات نزول هٰذه الصحف المباركة فالقراٰن احقّ و اولٰى بهذه الصفات فانه مبدأ اوّل لهذه البركات و ما بوركت الليلة الا به من ربّ الكائنات و لاجل ذٰلك يصف القرآن نفسه بأوصاف توجد فی ليلة القدر بل الليلة كالهلال وهو كالبدر و ذٰلك مقام الشكر والفخر للمسلمين.

و انی نظرت مرارا فوجدت القراٰن بحرا زخّارا و قد عظمه الله انواعا و اطوارا فما للمخالفين لا يرجون له وقارًا و انكروا عظمته انكارا ويتكئون على احاديث ما طهر وجهها حق التطهير و يتركون الحق الخالص للدقارير ولا يخافون ربّ العالمين. واذا قيل لهم تعالوا الٰى كتاب سواء بيننا و بينكم لتخلصوا من الظلام

بقیہ حاشیہ: ۔کہ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ [1] اور اس میں ربّ علیم کی طرف سے اِس بات کا اشارہ ہے کہ ہر ہر اہم معاملہ جو لیلۃ القدر میں طے پاتا ہے وہ اللہ کی عظمت وجلال والی کتاب قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ (قرآن) کامل نزول کے ساتھ لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔ پھر اُس قرآن سے اُس خاص رات کو ربّ علّام کے اذن سے برکت دی گئی۔ پس جو کچھ بھی اِس (خاص) رات میں عجائب پائے جاتے ہیں وہ سب ان مبارک صحیفوں کے نزول کی برکات کی وجہ سے ہیں۔ پس قرآن ان صفات کا زیادہ حقدار اور لائق ہے کیونکہ وہ اِن سب برکات کا مبدءِ اوّل ہے۔ اور اس شبِ قدر کو کائنات کے ربّ کی طرف سے صرف اور صرف اس (قرآن) کی وجہ سے برکت دی گئی۔ اسی وجہ سے قرآن خود کو اُن اوصاف سے متصف قرار دیتا ہے جو لیلۃ القدر میں پائے جاتے ہیں بلکہ یہ رات تو ہلال کی طرح ہے اور وہ (قرآن) چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے اور یہ امر مسلمانوں کے لئے مقامِ شکر اور لائق فخر ہے۔

میں نے بارہا غور کیا تو قرآن کو ایک بحرِ ذخار پایا۔ اللہ نے اُسے انواع واَطوار سے عظمت بخشی ہے پھر مخالفوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اُس کا وقار نہیں چاہتے۔ انہوں نے اس کی عظمت کا کلیۃً انکار کر دیا ہے اور وہ اُن احادیث پر تکیہ کر رہے ہیں جن کی اچھی طرح جانچ پڑتال نہیں کی گئی۔ وہ قبیح جھوٹ کی خاطر خالص حق کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور وہ ربّ العالمین سے نہیں ڈرتے۔ اور جب اُن سے یہ کہا جائے کہ اُس کتاب کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے تا کہ تم ظلمت سے نجات پاؤ

[1] اس میں ہر پُر حکمت بات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (الدخان:۵)

وتُركت القِلاص فلا يُسعى عليها. وليس هذا محلّ إلباس، بل أرصده اللّٰه لخير الناس،

جوان اونٹنیاں ایسی بے کار کردی گئیں کہ اُن سے کام نہیں لیا جاتا یہ مقام حرج نہیں بلکہ اللہ نے لوگوں کی بھلائی کے لئے یہ چیز تیار کی ہے۔

بقية الحاشية:۔ و تفتح اعينكم قالوا كفٰى لنا ما سمعنا من اٰباء نا الاوّلين. اولو كان اٰباء هم لا يعلمون شيئا من حقايق الدين و انى فكرت حق الفكر فوجدت فيه كلّ ﴿۴۴﴾
انواع الذكر و ما من رطب و لا يابس الا فى كتاب مبين. و من انباءه انه اخبر عن نشر الصحف فى اٰخر الزمان وكذٰلك ظهر الامر فى هذا الاوان وقد بدت فى هٰذا الزمن كتب مفقودة بل موؤدة حتى ان كثرتها تعجب الناظرين. وظهرت كل وسايل الاشاعة والكتابة و لا بد من أن نقبل هٰذا الأمر من غير الاسترابة و ان كنت فى شك من هٰذا فات نظيره من زمن الاوّلين.

و من انباء العليم القهار انه اخبر من تعطيل العشار و تفجير البحار وتزويج الديار فظهر كما اخبر فتبارك عالم غيوب السمٰوات والارضين. واخبر عن قوم ذوى خصب ينسلون من كل حدب ويعلون علوا كبيرًا. ويفسدون فى الارض فسادًا مبيرا فرئينا تلك القوم باعيننا ورئينا غلوهم وغلبتهم بلغت مشارق الارض و مغاربها تكاد السمٰوات يتفطرن من مفاسدهم يلبسون الحق بالباطل و كانوا قومًا دجّالين.

بقیہ حاشیہ:۔اور تمہاری آنکھیں کھل جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے اپنے پہلے آباء واجداد سے سنا وہی ہمارے لئے کافی ہے۔خواہ اُن کے یہ آباء واجداد دین کے حقائق میں سے کچھ بھی نہ جانتے ہوں میں نے خوب غور وفکر کیا تو میں نے اس میں ذکر کی تمام انواع پائیں۔اور کوئی اہم اور معمولی بات ایسی نہ تھی جو اِس کتاب مبین میں مذکور نہ ہو۔ اُس کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی یہ بھی ہے کہ اُس نے آخری زمانے میں صحیفوں کی نشر واشاعت کی خبر دی ہے۔اور وہ پیشگوئی بالکل اُسی طرح اِس زمانے میں ظاہر ہوگئی۔اِس زمانے میں وہ کتابیں ظاہر ہوئیں جو پہلے ناپید بلکہ مدفون تھیں۔ یہاں تک کہ ان کتابوں کی کثرت ناظرین کو حیران کئے ہوئے ہے۔اور اشاعت وکتابت کے ہر طرح کے وسائل ظاہر ہو چکے ہیں اور اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہم اس امر کو بغیر شک وشبہ کے قبول کرلیں۔اگر تم کو اِس کثرت صحف کے بارے میں کوئی شک ہو تو اس کی کوئی نظیر پہلے زمانوں سے پیش کرو۔

اور علیم وقہار خدا کی پیشگوئیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اُس نے دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کے بے کار ہو جانے، سمندروں اور دریاؤں کے پھاڑے جانے اور ملکوں کے باہمی ملاپ کی اطلاع دی۔اور پھر جیسے خبر دی ویسا ہی ظہور میں آ گیا۔پس بہت ہی برکت والا ہے وہ خدا جو آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتوں کا علم رکھنے والا ہے۔ اور اُس نے ایک ایسی خوشحال قوم کے متعلق بھی خبر دی جو ہر بلندی سے پھلانگتے ہوئے آئے گی اور بہت بڑی سرکشی کرے گی اور زمین میں تباہ کن فساد برپا کرے گی۔ پھر ہم نے اِس قوم کو بچشمِ خود دیکھا اور ان کے غلو اور غلبہ کو بھی دیکھا جو زمین کے مشارق ومغارب میں پہنچ چکا ہے۔قریب ہے کہ آسمان ان کے مفاسد کی وجہ سے پھٹ جائیں۔وہ حق کو باطل سے ملا جلا دیتے ہیں اور وہ دجّال قوم ہیں

ولـو كـان مـن صنع الدجّالين. فهذه المراكب جارية مذ مُدّة، وليست سواها قعدة، وفيها آيات للمتفطنين.

فثبت من هذا البيان أن هذا هو وقت ظهور المهدي ومسيح الزمان، فإن الضلالة قد عمّت، والأرض فسدت، وأنواع الفتن ظهرت، وكثرت غوائل المفسدين.

اگرچہ یہ دجالوں کی صنعت ہے۔ پس یہ سواریاں مدّت سے جاری وساری ہیں اور ان کے سوا اور کوئی خرِ دجّال نہیں، اس میں اہل عقل کے لئے کئی نشان ہیں۔

پس اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ المہدی اور مسیح الزمان کے ظہور کا یہی وقت ہے۔ یقیناً ضلالت عام ہوگئی ہے اور زمین بگڑ گئی ہے اور طرح طرح کے فتنے ظاہر ہوگئے ہیں اور فتنہ اندازوں کی ہلاکت خیزیاں بہت زیادہ ہوگئی ہیں

بقية الحاشية :۔اتخذوا الحلم[1] والاطماع[2] والتحريف[3] المنّاع شبكة الاضلال واهلكوا خلقا كثيرا من هذا التثليث كالمغتال وكل من يقصد منهم طرق الغول الخبيث فلا بد له من هذا التثليث فيهلكون بعض الناس بالحلم المبنى على الاختداع بانواع الاطماع و بعضًا اخر بظلام التحريف الذى هو عدو الشعاع وكذلك يضلون الخلق متعمّدين. وما نفعهم حديث الاب والابن و رُوح القدس و ان هو الا الحديث ولكن نفعهم هذا التثليث ففازوا بمطالب الخبث والرجس فعجبت لهم كيف ايدوا من روح القدس و نسلوا من كل حدب فرحين. ولكل امر اجل فاذا جاء الاجل فلا ينفع الكايدين كيدهم ولا يطيقون قِبَل الصادقين. منه

بقیہ حاشیہ:۔انہوں نے نرمی، لالچ دینے اور خوفناک تحریف کو گمراہ کرنے کا ایک پھندہ بنایا ہوا ہے۔ اور بہت سی مخلوقِ (خدا) کو اس تثلیث کے ذریعہ دھوکا سے ہلاک کرنے والے کی طرح ہلاک کر دیا ہے۔ اور اُن میں سے ہر وہ شخص جو خبیث غُولِ بیابان کی راہیں اپناتا ہے تو اس کو تثلیث (کے فریب) کے سوا چارہ نہیں۔ پھر وہ کچھ لوگوں کو تو دھوکے پر مبنی حلم کے ذریعہ قسما قسم کے لالچ دے کر ہلاک کرتے ہیں اور کچھ اور لوگوں کو روشنی کی دشمن تحریف کے اندھیروں سے تباہ کرتے ہیں اور اس طرح وہ مخلوق خدا کو عمداً گمراہ کر رہے ہیں۔ انہیں باپ، بیٹے اور روح القدس کے قصہ نے کچھ فائدہ نہ دیا کیونکہ وہ تو محض ایک مَن گھڑت بات ہے۔ البتہ اس (حلم، لالچ دینے اور تحریف کرنے والی) تثلیث نے انہیں ضرور فائدہ پہنچایا ہے۔ سو وہ گند اور پلیدی والے مقاصد میں کامیاب ہیں۔ مجھے اُن پر تعجب ہے کہ کس طرح اُن کی روح القدس سے تائید کی گئی؟ اور انہوں نے کیسے اِتراتے ہوئے ہر بلندی کو تیزی سے پھلانگ لیا۔ ہر امر کے لئے ایک میعاد ہوتی ہے اور جب وہ میعاد آئے گی تو مکّاروں کو ان کا کوئی مکر فائدہ نہ دے گا اور وہ صادقوں کا سامنا کرنے کی طاقت نہ پائیں گے۔ منه

﴿۴۴﴾ وكل ما ذُكر فى القرآن من علامات آخر الزمان فقد بدت كلها للناظرين.

والذين يرقبون ظهور المهدي من ديار العرب، أو من بلدة من بلاد الغرب فقط أخطأوا خطأً كبيرًا وما كانوا مُصيبين. فإن بلاد العرب بلاد حفظها اللّٰه من الشرور والفتن ومفاسد كفار الزمن، ولا يُتوَقَّع ظهور الهادى إلا فى بلاد كثرت فيها طوفان الضلال، وكذٰلك جرت سُنة اللّٰه ذى الجلال. وإنا نرى أن أرض الهند مخصوصة بأنواع الفساد، وفُتحت فيها أبواب الارتداد، ﴿۴۵﴾ وكثر فيها كل فسق وفجور، وظلم وزور، فلا شك أنها محتاجة بأشدّ الحاجة إلى نصرة اللّٰه ذى العزة والقدرة، ومجىءِ مهدىٍّ من حضرة العزّة.

اورآخری زمانے کی علامات جو قرآن میں مذکور ہیں وہ تمام تر ناظرین کے لئے ظاہر ہو چکی ہیں۔

اور جو لوگ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ مہدی صرف بلادِعرب یا مغربی ممالک کے کسی ملک سے ظاہر ہوگا تو انہوں نے بلاشبہ بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا اور وہ (اس رائے میں) درست نہیں ہیں۔ کیونکہ بلادِعرب یہ وہ ملک ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شر، فتنوں اور کفارِ زمانہ کے مفاسد سے حفاظت میں رکھا ہے۔ اور اُس ہادی (برحق) کے ظہور کی توقع صرف اُن علاقوں میں کی جاسکتی ہے جن میں گمراہی کا طوفان زوروں پر ہو۔ اللہ ذوالجلال کی سنت ایسے ہی جاری ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ سرزمین ہند طرح طرح کے فسادات کے لئے مخصوص ہے اور اس میں ارتداد کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور اس میں فسق و فجور اور ظلم اور جھوٹ کی بہتات ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ اس (سرزمین) کو صاحبِ عزت و قدرت اللہ کی نُصرت اور حضرتِ عزت کی طرف سے آمدِ مہدی کی اشد ضرورت ہے۔

ووالـلّٰـه لا نرى نظير فساد الهند في ديار أُخرى، ولا فتنًا كفتن هذه النصارىٰ. وقد جاء في الأحاديث الصحيحة أن الدجال يخرج من الديار المشرقية، والقرآن يشير إلى ذلك بالقرائن البينة، فوجب أن نحكم بحسب هذه العلامات الثابتة البديهة، ولا نتوجه إلى إنكار المنكرين.

والذين يرقبون المهدي في مكة أو المدينة فقد وقعوا في الضلالة الصريحة. وكيف، واللّٰهُ كفل صيانة تلك البقاع المباركة بالفضل الخاص والرحمة، ولا يدخل رعب الدجال فيها، ولا يجد أهلها ريح هذه الفتنة. فالبلاد التي يخرج فيها الدجال أحق وأولى بأن يرحم أهلَها الربُّ الفعّال، ويبعث فيهم من كان نازلا بالأنوار السماوية

بخدا! ہم ہندوستان (میں موجود) فساد اور ان عیسائیوں کے فتنوں جیسے فتنے کی نظیر دوسرے ممالک میں نہیں دیکھتے۔ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ دجّال مشرقی ممالک سے خروج کرے گا۔ اور قرآن کھلے کھلے قرائن کے ساتھ اس طرف اشارہ فرماتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان ثابت شدہ بدیہی علامات کے مطابق فیصلہ کریں۔ اور انکار کرنے والوں کے انکار کی طرف کوئی توجہ نہ دیں۔

اور جو لوگ مہدی کا مکہ یا مدینہ میں انتظار کر رہے ہیں تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گئے ہیں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اللہ نے اپنے خاص فضل اور رحمت کے ساتھ ان مبارک خطہ ہائے زمین کی حفاظت کی ذمّہ داری لی ہوئی ہے۔ ان علاقوں میں دجّال کا رُعب داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی وہاں کے رہنے والوں کو اس فتنہ (دجّال) کی ہوا لگے گی۔ لہٰذا وہ ممالک جہاں دجّال خروج کرے گا وہ اِس بات کے زیادہ لائق اور مستحق ہیں کہ اُن کے رہنے والوں پر ربِّ فعّال رحم فرمائے۔ اور آسمانی انوار کے ساتھ نازل ہونے والے کو ان میں مبعوث فرمائے

كما خرج الدجال بالقوى الأرضية كالشياطين. وأما ما قيل أن المهدى مُختفٍ فى الغار فهذا قول لا أصل له عند ذوى الأبصار، وهو كمثل قولهم أن عيسٰى لم يمت بل رُفع بجسمه إلى السماء، وينزل عند خروج الدجال والفتنة الصمّاء، مع أن القرآن يُخبر عن وفاته ببيان صريح مبين.

فالحق أن عيسى والإمام محمد أطرحا عنهما جلابيب أبدانهما وتوفاهما ربّهما وألحقَهما بالصّالحين، وما جعل اللّٰه لعبد خُلدًا، وكل كانوا من الفانين. ولا تعجَب من أخبار ذُكر فيها قصّة حياة المسيح، ولا تلتفت إلى أقوال فيها ذكر حياة الإمام ولو بالتصريح، وإنها استعارات وفيها إشارات للمتوسّمين.

جیسا کہ دجّال شیاطین کی طرح زمینی طاقتوں کے ساتھ (ان میں) نکلا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ مہدی کسی غار میں چھپا ہوا ہے تو اس قول کی اہلِ بصیرت کے نزدیک کوئی بنیاد نہیں۔ اور یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اُٹھا لئے گئے ہیں۔ اور وہ دجال کے خروج اور سخت فتنے کے وقت نازل ہوں گے۔ باوجود اِس کے کہ قرآن صریح واضح بیان کے ساتھ اُن کی وفات کی خبر دیتا ہے۔

سو حق یہ ہے کہ عیسیٰ اور امام محمد نے اپنے جسموں کے چوغے اُتار پھینکے اور اُن کے ربّ نے ان دونوں کی روحوں کو قبض کر لیا۔ اور انہیں صالحین کے گروہ میں شامل کر لیا۔ اللہ نے کسی بندے کے لئے بھی ہمیشہ (زندہ) رہنا مقدر نہیں فرمایا۔ اور وہ سب فانی تھے۔ تو اُن روایات پر تعجب نہ کر جن میں حیاتِ مسیح کا قصہ مذکور ہے اور نہ اُن اقول کی طرف توجہ کر جن میں امام کی زندگی کا ذکر کیا گیا ہے۔ خواہ (یہ ذکر) صراحت سے ہو۔ دراصل یہ استعارے ہیں۔ اور ان میں اہلِ فراست کے لئے اشارے ہیں۔

والبيـان الكاشف لهذه الأسرار، والـكـلام الـكامل الذى هو رافع الأستـار، أن لـلّٰـه عـادة قديمة وسُـنّة مستـمرة أنـه قـد يُسمّى الـموتى الصالحين أحياءً، ليفهِّم به أعداءً أو يبشّر به أصدقاءً، أو يُـكـرم بـه بـعض عباده المتقين، كـمـا قـال عزّ وجلّ فى الشهداء لا تـحسبـوهـم أمواتا بل أحياء، فـفـى هذا إيماء إلٰى أن الكافرين كـانـوا يـفـرحون بقتل المؤمنين وكـانـوا يـقـولـون إنّـا قتلنـاهـم وإنا من الغالبين.

وكذٰلك كان بعض المسلمين محزونين بموت إخوانهم وخلانهم وآبائهم وأبنائهم مع أنهم قُتلوا فى سبيل ربّ العالمين، فسكّت اللّٰه الكافرين المخذولين بذكر حياة الشهداء، وبشّر المؤمنين المحزونين أن أقاربهم من الأحياء وأنهم لم يموتوا وليسوا بميتين.

اِن اسرار کی حقیقت کو کھولنے والا بیان اور وہ کامل کلام جو اِن سے پردہ اُٹھانے والا ہے یہ ہے کہ یہ اللہ کی قدیم عادت اور سنّتِ مستمرہ ہے کہ وہ وفات یافتہ نیک بندوں کو زندہ قرار دیتا ہے تاکہ وہ اِس طرح دشمنوں کو سمجھائے یا راستباز دوستوں کو خوشخبری دے یا اس سے اپنے بعض متقی بندوں کی عزت افزائی کرے۔ جیسا کہ اللہ عزّ و جلّ نے شہیدوں کے بارہ میں فرمایا کہ تم اُنہیں مردے نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ پس اس میں یہ اشارہ ہے کہ کافر مومنوں کو قتل کر کے خوش ہو رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے انہیں قتل کیا ہے اور ہم غالب ہیں۔

اور اسی طرح بعض مسلمان اپنے بھائیوں، دوستوں، باپوں اور بیٹوں کی موت سے غمگین تھے۔ اگرچہ یہ سب ربّ العالمین کی راہ میں قتل کئے گئے تھے۔ پس اللہ نے شہیدوں کی زندگی کا ذکر کر کے نامراد کافروں کا منہ بند کر دیا۔ اور غمزدہ مومنوں کو بشارت دی کہ اُن کے رشتہ دار زندہ ہیں۔ اور یہ کہ وہ مرے نہیں اور نہ وہ مرنے والے ہیں۔

﴿۴۶﴾ و مــا ذكــر فــي كتــابــه الـمبين أنّ الحياة حياة روحاني وليـس كـحيـاة أهل الأرضين، بـل أكـد الـحيـا ة الـمظـنـون بــقـولــه عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ و ردَّ على المنكرين.

فكيف تعجب من قول لم يمت عيسَى، وقد جاء مثل هذا القول لقـوم لـحقـوا بـالـموتَى وماتوا بـالاتـفـاق، وقُتـلـوا بـالإهرياق، ودُفـنـوا بــاليـقيـن. أمـا يكفـي لك حيـاة الشهداء بنص كتاب حـضرة الكبرياء مع صحة واقعة الموت بغير التمارَى والامتراء، فـأيّ فـضـل وخـصـوصية لحياة عيسَــى مـع أن الـقـرآن يسـمّيـه الـمتـوفَّـى، فتـدبَّرْ فإنك تُسأل عـن كـلّ خيـانة ونـفـاق فـي يوم الـدين. يومئذ يتندّم المبطِل على ما أصرّ، وعلى ما أعرض عنه وفرّ،

اور خدا نے اپنی کتاب مبین میں یہ ذکر نہیں کیا کہ (شہداء کی) یہ زندگی روحانی زندگی ہے اور اہلِ زمین کی زندگی کی طرح نہیں ہے بلکہ (اللہ نے) اپنے قول عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ[1] کے ذریعہ اُس یقینی زندگی کو زیادہ مؤکد بنا دیا اور منکرین کا ردّ فرمایا۔

پھر تم اس قول سے کیونکر خوش ہوتے ہو کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوئے حالانکہ اس قسم کا قول تو اُن لوگوں کے متعلق بھی آیا ہے جو مُردوں سے یقینی طور پر جا ملے ہیں اور بالاتفاق مر چکے ہیں اور خون بہانے سے قتل کئے گئے اور یقینی طور پر دفن کئے گئے۔ بلا شک وشبہ موت کے وقوع کی صحت کے باوجود حضرت کبریاء کی کتاب کی نَصّ سے ثابت شہداء کی زندگی کیا تیرے لئے کافی نہیں؟ پس قرآن کریم کے حضرت عیسیٰؑ کو وفات یافتہ قرار دینے کے باوجود حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے لئے کون سی فضیلت اور خصوصیت ہے؟ پس غور کر! کیونکہ جزا وسزا والے دن تجھ سے ہر خیانت اور نفاق کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اس دن ہر باطل پرست اپنے اصرار کرنے اور اس سے اعراض کرنے اور فرار اختیار کرنے پر نادم ہوگا

[1] وہ اپنے ربّ کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ (اٰل عمران:۱۷۰)

ولكن لا ينفع الندم إذ الوقت مضٰى ومرّ، وكذلك تطلع نار اللّٰه على أفئدة الكاذبين. فويل للمزورين الذين لا ينتهون عن تَزيُّدِهم بل يزيدون كل يوم وكل حين. وكفى لخيانتك أن تتبع بغير تحقيق كل قول رقيق بلغ آذانك، وما تطهِّر من الجهلات جنانك، وتسقط على كل خضراء الدِمَن، كأهل الأهواء ومُحبّى الفتن، ولا تفتّش الطيّب كالطيّبين.

وقد علمت أن إطلاق لفظ الأحياء على الأموات وإطلاق لفظ الحياة على الممات ثابت من النصوص القرآنية والمحكمات الفرقانية، كما لا يخفى على المستطلعين الذين يتلون القرآن متدبّرين، ويصكّون أبوابه مستفتحين.

لیکن یہ ندامت اُسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی کیونکہ وقت جاچکا اور گزر چکا ہوگا۔ اوراسی طرح اللہ کی آگ کافروں کے دلوں کے اندر چلی جاتی ہے پس ہلاکت ہے ان جھوٹے ملمع سازوں کے لئے جو اپنے غلو سے باز نہیں آتے بلکہ ہرروز اور ہردم بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ تیری خیانت کے ثبوت میں یہی کافی ہے کہ تو بلاتحقیق ہر معمولی بات کی جو تیرے کانوں تک پہنچے پیروی کرنے لگتا ہے۔ اورتو اپنے دل کو جاہلانہ باتوں سے صاف نہیں کرتا اور بندۂ ہوا و ہوس اورفتنوں کے خوگر کی طرح کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر اُگے سبزہ پر گرتا ہے اور پاک وصاف لوگوں کی طرح پاکیزہ چیزوں کا متلاشی نہیں۔

اور تجھے معلوم ہے کہ قرآنی نصوص اورفرقانِ حمید کے محکمات کی رو سے زندوں کا لفظ مُردوں پر اور حیات کا لفظ موت پر اِطلاق پاتا ہے جیسا کہ یہ امر علم کے اُن طالب علموں سے مخفی نہیں جو قرآن کو تدبّر سے پڑھتے اور کھولنے کے لئے اس کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں۔

فينير عليك مِن هذه الحقيقة الغرّاء الليلُ الذى اكفهرَّ على بعض العلماء حتى انثنوا مُحْقَوقفين بعدما كانوا مستقيمين.

ولعلّك تقول بعد هذا البيان إنّي فهمتُ حقيقة الحياة كأهل العرفان، ولكن ما معنى النزول على وجه المعقول وعلى نهجٍ يطمئن قلوب الطالبين. فاعلم أنه لفظ قد كثر استعماله في القرآن، وأشار اللّٰه الحميد في مقامات شتّى من الفرقان أن كل حِبْرٍ وسِبْرٍ ينزل من السماء، وما من شيء إلا ينال كمالَه من العُلٰى بإذن حضرة الكبرياء، وتلتقط الأرض ما تنفض السماوات، ويصبّغ القرائح بتصبيغٍ من الفوق، فتُجعَل نفسٌ سعيدًا أو من الأشقياء والمبعدين.

اس روشن حقیقت سے تجھ پر وہ رات جو بعض علماء پر شدید تاریک ہو چکی تھی منور ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ مستقیم الحال ہونے کے بعد کج رَو ہو گئے۔

اس بیان کے بعد شاید تو یہ کہے کہ میں نے اہلِ عرفان کی طرح زندگی کی حقیقت کو سمجھ لیا ہے۔ تو پھر معقول طور پر اور ایسے طریق سے جس سے حق کے متلاشیوں کے دل اطمینان حاصل کر سکیں نزول کے کیا معنی ہیں؟ سو جان لو کہ یہ (نزول) کا لفظ وہ ہے جو قرآن میں بکثرت استعمال ہوا ہے اور خدائے حمید نے قرآن میں مختلف مقامات پر یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ہر حسن و جمال آسمان سے نازل ہوتا ہے اور ہر چیز حضرتِ کبریاء کے اذن سے اوپر سے ہی اپنا کمال حاصل کرتی ہے۔ اور زمین اُسی چیز کو لیتی ہے جسے آسمان گرائیں اور طبائع وہی رنگ پکڑتی ہیں جو اُوپر سے رنگ دیا گیا ہو۔ پھر (اُس کے بعد) یا تو نفس کو سعادتمند بنایا جاتا ہے یا پھر اُسے بدبختوں اور حق سے دُور رہنے والوں میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

فالذين سُعدوا أو شقوا يُشابه بعضهم بعضا، فيزيدون تشابهًا يومًا فيومًا، حتى يُظنّ أنهم شيء واحد، كذٰلك جرت سُنة أحسن الخالقين. وإليه يشير عزّ وجلّ بقوله تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ فليتفكر من أُعطى قوى المتفكرين.

وقد يزيد على هذا التشابه شيء آخر بإذن الله الذى هو أكبر وأقدر، وهو أنه قد يفسُد أُمّة نبيٍّ غاية الفساد، ويفتحون علٰى أنفسهم أبواب الارتداد، وتقتضى مصالح الله وحِكمه أن لا يعذّبهم ولا يُهلكهم بل يدعو إلى الحق ويرحم وهو أرحم الرّاحمين. فيفتح اللّٰه عينَ نبيٍّ متوفّى كان أُرسِلَ إلى تلك القوم، فيصرف نظره إليهم كأنه استيقظ من النوم،

پھر سعادت مند یا بد بخت لوگ ایک دوسرے کے مشابہ ہونے لگتے ہیں۔ اور دن بدن اس مشابہت میں بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ایک ہی سمجھتے جاتے ہیں۔ احسن الخالقین اللہ کی یہی سُنّتِ جاریہ ہے اور اسی کی جانب خدائے عزّوجلّ اپنے قول تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ [1] میں اشارہ فرماتا ہے۔ لہٰذا ہر اُس شخص کو جسے غور وفکر کرنے والوں کے قویٰ دیئے گئے ہیں غور کرنا چاہئے۔

اور کبھی بزرگ وتوانا خدا کے اذن سے اس مشابہت پر کوئی اور چیز بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہ کسی نبی کی امت انتہائی درجہ تک بگڑ جاتی ہے اور وہ اپنے اوپر ارتداد کے دروازے کھول لیتے ہیں۔ تب اللہ کی مصلحتیں اور حکمتیں تقاضا کرتی ہیں کہ وہ انہیں عذاب نہ دے اور نہ ہی ہلاک کرے۔ بلکہ وہ انہیں حق کی طرف بلاتا اور رحم فرماتا ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر اللہ اس وفات یافتہ نبی کی آنکھ کھولتا ہے جو اس قوم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ پھر وہ اُن کی طرف اپنی نگاہ مبذول کرتا ہے۔ گویا وہ ابھی نیند سے بیدار ہوا ہے

﴿۴۷﴾

[1] ان کے دل آپس میں مشابہ ہوگئے۔ (البقرة:۱۱۹)

ويـجـد فيهـم ظـلـمـا وفسـادا كبيـرًا، وغُـلـوّا وضـلالا مُبيرًا، ويـرَى قـلـوبهـم قـد مُـلِـئَـت ظـلـمـا وزورًا وفتنا وشرورًا، فيـضـجَـر قلبه، وتقلق مهجته، وتـضـطـرّ روحـه وقـريحتـه، ويعشـو أن يـنـزل ويُصلح قـومـه ويُـفـحـمهـم دليـلا، فـلا يـجـد إليـه سبيلا، فيُدرِكه تـدبيـر الـحـق ويـجـعـلـه من الـفـائـزيـن. ويـخـلـق الـلّٰـه مثيـلا لـه يشـابـه قلبُـه قلبَـه، وجـوهـرُه جـوهـرَه، ويُـنـزِل إراداتِ الـمـمـثَّـل بـه عـلـى الـمثيـل، فيـفـرح الـممثل بـه بتيسُّـر هـذا السبيل، ويحسب نـفسـه مـن الـنـازلين، ويتيقن بتيـقـن تـام قـطـعـي أنـه نـزل بـقـومـه، وفـاز برَوْمه، فلا يبقى لـه هـمٌّ بـعـده ويـكـون من المستبشرين.

اور وہ ان میں ظلم اور بہت بڑا فساد اور غلوّ اور تباہ کُن گمراہی پاتا ہے اور ان کے دلوں کو دیکھتا ہے کہ وہ ظلم اور جھوٹ اور فتنے اور شر سے بھر گئے ہیں تب اس کا دل بے چین ہو جاتا ہے، جان بیقرار ہوتی ہے اور روح اور طبیعت مضطرب ہو جاتی ہے اور چاہتا ہے کہ نزول فرما ہو کر اپنی قوم کی اصلاح کرے اور دلیل کے ساتھ انہیں لاجواب کرے لیکن وہ اُس کی طرف کوئی راہ نہیں پاتا۔ تب اللہ کی تدبیر اس کی دستگیری کرتی ہے اور اُسے کامیاب ہونے والوں میں سے بنا دیتی ہے اور اللہ اس کا ایسا مثیل پیدا کر دیتا ہے جس کا دل اُس کے دل اور جس کا جوہر اُس کے جوہر کے مشابہ ہوتا ہے اور جس (وفات یافتہ نبی) کا وہ مثیل ہے اُس کے اِرادوں کو (اِس) مثیل پر نازل کرتا ہے۔ جس پر مُمَثَّل بِہٖ اس راہ کے آسان ہونے کی وجہ سے خوش ہو جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو نازل ہونے والا سمجھتا ہے اور اسے پورا قطعی یقین ہو جاتا ہے کہ وہ خود اپنی قوم میں نازل ہوا ہے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے لہٰذا اِس کے بعد اُسے کوئی غم نہیں رہتا اور وہ خوش باش ہو جاتا ہے۔

فهذا هو سرُّ نزول عيسى الذى هم فيه يختلفون. وختم اللّٰه على قلوبهم فلا يعرفون الأسرار ولا يسألون. ومن تجرّدَ عن وسخ التعصبات وصُبِّغَ بأنوار التحقيقات، فلا يبقى له شك فى هذه النكات، ولا يكون من المرتابين. تلك قوم قد خلوا وذهبوا ورحلوا، فلا يرجعون إلى الدنيا ولا يذوقون موتَين إلا موتتهم الأولٰى، وتجد السُنّة والكتاب شاهدَين علٰى هذا البيان، ولكن بشرط التحقيق والإمعان وإمحاض النظر كالمنصفين.

وقد جاء فى بعض الآثار من نبى اللّٰه المختار أنه قال ”لو لم يبق من الدنيا إلا يوم لطوّل اللّٰه ذلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا منى أو مِن أهل بيتى، يواطئ اسمُه اسمى واسمُ أبيه اسمَ أبى“.

پس یہ نزولِ عیسیٰ کا وہ راز ہے جس کے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اس لئے نہ تو وہ ان اسرار کی معرفت رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ پوچھتے ہیں۔ اور جو شخص تعصّبات کی میل سے پاک ہو گیا اور تحقیقات کے انوار سے رنگین ہوا تو اُسے اُن نکات کے بارے میں کوئی شک باقی نہ رہے گا اور نہ وہ شک کرنے والوں میں سے ہوگا۔ یہ لوگ ہیں جو فوت ہو گئے، گزر گئے اور رحلت فرما گئے۔ پس وہ دنیا میں واپس نہیں آئیں گے اور نہ ہی وہ اپنی پہلی ایک موت کے سوا دو موتوں کا مزا چکھیں گے اور تُو سنت اور کتاب (اللہ) کو اس بیان پر گواہ پائے گا لیکن اس کے لئے منصفوں جیسی تحقیق، گہری نظر اور بصیرت شرط ہے۔

اللہ کے نبی (محمد) مصطفیٰ ؐ کی بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ”اگر دُنیا کا صرف ایک دن باقی رہے گا تو اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا یہاں تک کہ وہ اُس میں ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو مجھ سے یا میرے اہلِ بیت میں سے ہوگا جس کا نام میرے نام اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔“

أخرجه أبو داود الذى كان من أئمة المحدثين. فقوله "منّی" و "یواطئ اسمه اسمی" إشارة لطيفة إلى بياننا المذكور، ففكِّرْ كطالب النور ،إن كنتَ ترید أن تنكشف عليك حقيقة السر المستور، فلا تمرّ غاضَّ البصر كالظالمين. **واعلم** أن المراد من مواطأة الاسمين مواطأة روحانية لا جسمانية فانية، فإن لكل رجل اسم فى حضرة الكبرياء ، ولا يموت حتى ينكشف سرّ اسمه سعيدًا كان أو من الأشقياء والضّالين. وقد يتفق توارُدُ أسماء الظّاهر كما فى " **أحمد**" و"**أحمد**" ، ولكن الأمر الذى وجَدْنا أحقّ وأنشد، فهو أن الاتحاد اتحاد روحانی فی حقيقة الاسمين، كما لا يخفى على عارفٍ ذی العينين. وقد كان مِن هذا القبيل ما أُلهمتُ من الربّ الجليل ﴿۴۸﴾

اس حدیث کو ابوداؤدؒ نے جو ائمہ محدّثین میں سے تھے۔ درج کیا ہے۔ پس حضورؐ کا یہ فرمانا کہ وہ مجھ سے ہوگا اور اُس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا (اس میں) ہمارے مذکورہ بیان کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے کہ تجھ پر اس پوشیدہ بھید کی حقیقت ظاہر ہو تو ایک نُور کے متلاشی کی طرح غور کر۔ اور ظالموں کی طرح آنکھیں بند کر کے نہ گزر۔ اور یہ جان لے کہ ان دو ناموں کی موافقت سے مراد موافقت روحانی ہے نہ کہ فنا ہونے والی جسمانی۔ یقیناً حضرت کبریاء کی بارگاہ میں ہر شخص کا ایک نام ہے اور وہ (نام) اُس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اس نام کا یہ راز ظاہر نہ ہو جائے کہ آیا وہ خوش بخت لوگوں میں سے تھا یا بدبختوں اور گمراہوں میں سے۔ بعض اوقات ظاہری ناموں کے توارد میں بھی اتفاق ہو جاتا ہے جیسا کہ **احمد** سے **احمد** کا۔ لیکن جس امر کو ہم نے زیادہ درست اور زیادہ معروف پایا ہے وہ یہی ہے کہ دراصل اتحاد ان دونوں ناموں کی حقیقت میں روحانی اتحاد ہے جیسا کہ ایک عارف، بینا شخص پر یہ امر مخفی نہیں۔ اور بالکل اس طرح کی وہ بات ہے جو ربّ جلیل کی طرف سے مجھے الہام کی گئی

وكتبتُه في كتابي البراهين، وهو أن ربي كلّمني وخاطبني وقال **يا أَحمدُ يَتِمُّ اسمُكَ، وَلا يَتِمُّ اسمِي**. فهذا هو الاسم الذي يُعطَى للروحانيّين، وإليه إشارة في قوله تعالٰى وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا. أي علّمه حقائق الأشياء كلها، وجعله عالما مجملًا مثيل العالمين.

وأمّا توارد اسم **الأبوين** كما جاء في حديث نبيّ الثقلَين، فاعلم أنه إشارة لطيفة إلى تطابُق السرَّين من خاتم النبيين. فإن أبا نبيّنا صلى اللّٰه عليه وسلم كان مستعدّا للأنوار فما اتفق حتى مضٰى من هذه الدار، وكان نورُ نبيّنا موّاجًا في فطرته،

اور جسے میں نے اپنی کتاب البراھین (براہین احمدیہ) میں تحریر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھ سے میرے ربّ نے کلام کیا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ **یَااَحْمَدُ یَتِمُّ اسْمُکَ، وَلَا یَتِمُّ اِسْمِیْ**[1] اور یہ وہ نام ہے جو روحانی لوگوں کو دیا جاتا ہے اور اسی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[2] یعنی اُسے تمام اشیاء کے حقائق کا علم عطا کیا اور اُسے ایک ایسا مجمل عالَم بنا دیا جو تمام جہانوں کا مثیل ہے۔

جہاں تک دو باپوں کے نام کے توارد کا تعلق ہے، جیسا کہ سرورِ دو عالم نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث میں آیا ہے سو یاد رہے کہ یہ (حضرت) خاتم النبیینؐ کے دو اسرار میں مطابقت کی جانب لطیف اشارہ ہے۔ یقیناً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد انوارِ (الٰہیہ) پانے کے لئے مستعد تھے مگر ایسا اتفاق نہ ہو سکا حتی کہ وہ اِس جہاں سے رخصت ہو گئے۔ اُن کی فطرت میں تو ہمارے نبی ﷺ کا نُور موجزن تھا

[1] اے احمد! تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام پورا نہیں ہوگا۔

[2] اور اللہ نے آدم کو تمام اسماء سکھائے۔ (البقرة:۳۲)

ولكن ما ظهر في صورته، واللّٰه أعلم بسرّ حقيقته، وقد مضى كالمستورين. وكذلك تشابهَ أبُ المهدي أبَ الرسول المقبول، ففكِّرْ كذوي العقول، ولا تمش معرضا كالمستعجلين.

وأظن أن بعض الأئمة من أهل بيت النبوة، قد أُلهِمَ من حضرة العزة، أن الإمام محمدًا قد اختفى في **الغار**، وسوف يخرج في آخر الزمان لقتل الكفار، وإعلاءِ كلمة الملة والدين. فهذا الخيال يُشابه خيال صعود **المسيح** إلى السماء ونزوله عند تموُّج الفتن الصمّاء . والسرّ الذي يكشف الحقيقة ويبين الطريقة، هو أن هذه الكلمات ومثلها قد جرت على ألسنة الملهَمين بطريق الاستعارات، فهي مملوّة من لطائف الإشارات،

لیکن اُن کی صورت میں وہ ظاہر نہ ہوسکا۔ اس کی حقیقت کے راز کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور وہ (حضورؐ کے والد) گمناموں کی طرح رخصت ہو گئے۔ اس طرح مہدی کے والد رسول مقبولؐ کے والد کے مشابہ ہو گئے۔ پس تو عقلمندوں کی طرح غور کر اور جلد بازوں کی طرح اعراض کرتے ہوئے مت چل۔

اور میرا خیال ہے کہ اہلِ بیتِ نبوت کے کسی امام کو اللہ ربّ العزت کی طرف سے یہ الہام کیا گیا تھا کہ امام محمد ایک غار میں چُھپ گئے ہیں اور وہ آخری زمانے میں کفار کو قتل کرنے کے لئے اور ملّتِ (رسولؐ) اور دین اسلام کے کلمہ کو سر بلند کرنے کے لئے ضرور ظاہر ہوں گے۔ پس یہ خیال مسیح کے آسمان کی طرف صعود کر جانے اور سخت فتنوں کے موجزن ہونے کے وقت اُس کے نزول کے خیال کے مشابہ ہے۔ اور وہ بھید جو حقیقت کو ظاہر کرتا اور طریقت کو واضح کرتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ اور اِس جیسے دوسرے کلمات استعاروں کی شکل میں ملہموں کی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ اور وہ لطیف اشاروں سے لبریز ہوتے ہیں۔

فكأنّ القبر الذى هو بيت الأخيار بعد النقل من هذا الدار، عُبِّرَ منه بالغار وعُبِّرَ خروج المثيل المتحد طبعًا وجوهرًا بخروج الإمام من المغارة، وهذا كله على سبيل الاستعارة. وهذه المحاورات شائعة متعارفة فى كلام رب العالمين، ولا يخفى على العارفين.

ألا تعرف كيف أنّب اللّٰه يهود زمان خاتم النبيين، وخاطبهم وقال بقول صريح مبين.

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ. وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ. ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ.

گویا کہ وہ قبر جو اس دُنیا سے کُوچ کر جانے کے بعد نیکوکار لوگوں کا گھر ہے اُسے غار سے تعبیر کیا گیا ہے اور مثیل جو فطرت اور جوہر کے اعتبار سے (اپنے مُمَثَّل بِہٖ سے) متّحد ہے اُس کے خروج کو امام کے غار میں سے نکلنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ تمام تر استعارے کے رنگ میں ہے اور یہ محاورات ربّ العالمین کے کلام میں عام اور معروف ہیں اور یہ امر عارفوں پر مخفی نہیں۔

کیا تو یہ نہیں جانتا کہ کس طرح اللہ نے خاتم النبیینؐ کے زمانے کے یہودیوں کو سرزنش فرمائی؟ انہیں مخاطب کیا اور انہیں اِن کھلے صریح الفاظ میں فرمایا:۔

وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔[1]

[1] اور جب ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا اور تمہیں نجات دی جب کہ ہم نے فرعون کی قوم کو غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ. ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ.

هٰذا ما جاء في القرآن وتقرأونه في كتاب اللّٰه الفرقان، مع أن ظاهر صورة هذا البيان يُخالف أصل الواقعة، وهذا أمر لا يختلف فيه اثنان. فإن اللّٰه ما فرقَ بيهودِ زمانِ نبيِّنا بحرًا من البحار،

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ[1]

یہ ہے جو قرآن میں آیا ہے اور جسے تم اللہ کی کتاب فرقانِ حمید میں پڑھتے ہو۔ باوجود اس کے کہ یہ بیان ظاہری صورت میں اصل واقعہ کے مخالف ہے۔ اور یہ وہ امر ہے جس میں کوئی دوشخص اختلاف نہیں کرتے۔ اللہ نے ہماری نبیؐ کے زمانے کے یہودیوں کے لئے نہ کسی سمندر کو پھاڑا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۳:۔ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر اس کے (جانے کے) بعد تم بچھڑے کو (معبود) بنا بیٹھے اور تم ظلم کرنے والے تھے۔ پھر اس کے باوجود ہم نے تم سے درگزر کیا تا کہ شاید تم شکر کرو۔ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان دیئے تا کہ ہو سکے تو تم ہدایت پا جاؤ۔ (البقرۃ:۵۱تا۵۴)

[1] اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ! ہم ہرگز تمہاری نہیں مانیں گے یہاں تک کہ ہم اللہ کو ظاہر باہر دیکھ نہ لیں پس تمہیں آسمانی بجلی نے آ پکڑا اور تم دیکھتے رہ گئے۔ پھر ہم نے تمہاری موت (کی سی حالت) کے بعد تمہیں اٹھایا تا کہ تم شکر کرو۔ اور ہم نے تم پر بادلوں کو سایہ فگن کیا اور تم پر ہم نے مَن اور سلویٰ اُتارے جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود اپنے اوپر ہی ظلم کرنے والے تھے۔ (البقرۃ:۵۶تا۵۸)

وما أغرق آل فرعون أمام أعين تلك الأشرار، وما كانوا موجودين عند تلك الأخطار، وما اتخذوا العجل وما كانوا في ذلك الوقت حاضرين، وما قالوا يا موسٰى لن نؤمن حتى نرى اللّٰه جهرة بل ما كان لهم في زمان موسى أثرًا وتذكرة، وكانوا معدومين. **فكيف أخذتهم الصّاعقة**، وكيف بُعِثوا من **بعد الموت** وفارقوا الحِمام؟ وكيف ظلل اللّٰه عليهم الغمام؟ وكيف أكلوا المنّ والسّلوَى، ونجّاهم اللّٰه من البلوَى، وما كانوا موجودين، بل وُلِدُوا بعد قرون متطاولة وأزمنة بعيدة مبعدة، ولا تزر وازرة وزر أخرٰى، واللّٰه لا يأخذ رجلا مكان رجل وهو أعدل العادلين. فالسرّ فيه أن اللّٰه أقامهم مقام آبائهم

اور نہ ہی آل فرعون کو ان شریروں کی آنکھوں کے سامنے غرق کیا۔ اور نہ ہی وہ ان خطرات کے وقت وہاں موجود تھے۔ نہ اُنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا اور نہ ہی وہ اُس موقع پر حاضر تھے۔ اور نہ ہی انہوں نے یہ کہا کہ اے موسیٰ! ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، یہاں تک ہم اللہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے نہ دیکھ لیں۔ بلکہ موسیٰؑ کے زمانے میں تو اِن کا نشان اور ذکر تک نہ تھا۔ وہ تو (بالکل) معدوم تھے۔ پھر کس طرح کڑکتی بجلی نے اِن کو پکڑ لیا۔ اور کس طرح وہ موت کے بعد اُٹھائے گئے۔ اور موت سے الگ ہوگئے اور کیسے اللہ نے اُن پر بادلوں کا سایہ کیا۔ اور کس طرح انہوں نے مَنّ اور سلویٰ کھایا۔ اور اللہ نے انہیں مصیبت سے رہائی بخشی حالانکہ وہ موجود ہی نہ تھے؟ بلکہ وہ لمبی صدیوں اور بہت دور دراز زمانے کے بعد پیدا ہوئے۔ اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتی اور اللہ ایک آدمی کا دوسرے آدمی کی جگہ مؤاخذہ نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ سب عدل کرنے والوں سے بڑھ کر عدل کرنے والا ہے۔ اس میں بھید یہ ہے کہ اللہ نے اُنہیں اُن کے باپ دادوں کا قائمقام بنایا۔

لمناسبةٍ كانت في آرائهم، وسمّاهم بتسمية أسلافهم وجعلهم وُرثاء أوصافهم، وكذلك استمرت سُنة ربّ العالمين.

وإن كنت تزعم كالجهلة أن المراد من نزول عيسى نزولُ عيسى عليه السلام في الحقيقة فيعسُر عليك الأمر وتخطئ خطأ كبيرا في الطريقة، فإن تَوفِّي عيسَى ثابت بنص القرآن، ومعنى التوفّي قد انكشف من تفسير نبي الإنس ونبي الجانّ، ولا مجال للتأويل في هذا البيان، فالنزول الذي ما فسّره خاتم النبيين بمعنى يفيد القطع واليقين بل جاء إطلاقه على معان مختلفة في القرآن وفي آثار فخر المرسلين، كيف يعارض لفظَ التوفّي الذي قد حصحص معناه وظهر بقول النبيّ وابن العباس أنه **الإماتة** وليس ما سواه؟

اس مناسبت کی وجہ سے جو اُن کے خیالات میں موجود تھی اور انہیں اُن کے اسلاف کا نام دے دیا اور اُنہیں اُن کے اوصاف کا وارث قرار دیا۔ اور ربّ العالمین اللہ کی سنت اسی طرح جاری ہے۔

اور اگر جاہلوں کی طرح تو یہ خیال کرتا ہے کہ نزول عیسیٰ سے مراد فی الحقیقت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے تو یہ معاملہ تیرے لئے مشکل ہو جائے گا اور یہ طریق اختیار کر کے تو بہت بڑی غلطی کرے گا۔ کیونکہ (حضرت) عیسیٰؑ کی وفات نصِّ قرآن سے ثابت ہے اور توفّی کے معنی بلاشبہ جِنّ واِنس کے نبی (ﷺ) کی تفسیر سے کھل چکے ہیں۔ اور اِس بیان میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ پس لفظ نزول جس کی خاتم النبیّینؐ نے ایسے معنی میں تفسیر نہیں فرمائی جو قطعیت اور یقین کا فائدہ دے بلکہ قرآن اور فخرِ رسلؐ کی احادیث میں مختلف معانی پر اس کا اطلاق ہوا ہے۔ (تو پھر) وہ اُس لفظ توفّی کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے جس کے معنی واضح ہو چکے اور جو نبی (اکرمؐ) اور ابن عباسؓ کے قول سے ظاہر ہیں کہ (توفّی) اِمَاتتُ یعنی وفات دینا ہے۔ اور اِس کے علاوہ کچھ نہیں۔

وما بقی فی معناه شك ولا ریب للمؤمنین. وهل یستوی المتشابهات والبینات والمحکمات؟ کلّا. لا تستوی أبدا، ولا یتبع المتشابهات إلا الذی فی قلبه مرض ولیس من المطهّرین. فالتوفّی لفظ محکم قد صرح معناه وظهر أنه الإماتة لا سواه، والنزول لفظ متشابه ما توجّهَ إلی تفسیره خاتم الأنبیاء، بل استعمله فی المسافرین. ومع ذلك إن کنتَ یصعب علیك ذکرُ مجدّد آخر الزمان باسم عیسَی فی أحادیث نبیّ الإنس ونبیّ الجانّ ویغلب علیك الوهم عند تعمیم المعنی، فاعلم أن اسم عیسَی جاء فی بعض الآثار بمعانٍ وسیعة عند العلماء الکبار، وکفاك حدیث ذکَره البخاری فی صحیحه مع تشریحه من العلامة الزمخشری وکمال تصریحه،

مومنوں کے لئے اس کے معنیٰ میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ کیا متشابہات اور بیّنات ومحکمات برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ نیز متشابہات کی وہی شخص پیروی کرتا ہے جس کے دل میں بیماری ہو اور پاک بازوں میں سے نہ ہو۔ پس لفظ توفّی محکمات میں سے ہے جس کے معنوں کی صراحت ہو چکی ہے اور یہ ظاہر ہو گیا کہ اس لفظ کے معنی وفات دینے کے ہیں اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور نَـزُول کا لفظ متشابہات میں سے ہے۔ جس کی تفسیر کی جانب خاتم الانبیاءؐ نے توجہ نہیں فرمائی بلکہ اسے مسافروں کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔ اس کے باوجود اگر جنّ وانس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں مجدّدِ آخر الزمان کا ذکر عیسیٰ کے نام کے ساتھ گراں گزرے اور اس کے معنوں کی عمومیّت کے وقت وہم تجھ پر غالب آجائے تو جان لے کہ بہت سے علماءِ کبار کے نزدیک بعض احادیث میں جو عیسیٰ کا نام آیا ہے وہ وسیع تر معنوں میں آیا ہے اور تیرے لئے تو وہ حدیث ہی کافی ہے جس کا امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا ہے اور جس کی تشریح اور کمال تصریح علاّمہ زمخشری نے کی ہے ﴿۵۰﴾

وهو أن كل بني آدم يمسّه الشيطان يوم ولدتْه أُمُّه إلا مريم وابنها عيسٰى. وهذا يُخالف نصَّ القرآن اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ وآيات أُخرى، فقال الزمخشري إن المراد من عيسى وأُمّه كلُّ رجل تقيّ كان على صفتهما وكان من المتقين المتورعين.

فانظر كيف سمّى كلَّ تقي عيسى، ثم انظر إلى إعراض المنكرين. وإن قُلتَ إنّ الشهادة واحدة ولا بدّ أن تزيد عليه شاهدًا أو شاهدةً، فاسمعْ وما أخال أن تكون من السامعين. اقرأ كتاب "التيسير بشرح الجامع الصغير" للشيخ الإمام العامل والمحدث الفقيه الكامل عبد الرؤوف المناوي رحمه الله تعالٰى وغفر له المساوي وجعله من المرحومين.

اور وہ یہ کہ مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ کے علاوہ ہر بنی آدم کو جس دن اُس کی ماں اُسے جنتی ہے، شیطان مَس کرتا ہے۔ اور یہ نصِّ قرآنی اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ [1] اور دیگر آیات کے خلاف ہے۔ زمخشری کہتے ہیں کہ عیسیٰ اور ان کی ماں سے مراد ہر وہ متقی انسان ہے جو ان دونوں کی صفات پر ہو اور وہ پاکبازوں اور پرہیز گاروں میں سے ہو۔

پس غور کر کہ اس نے کس طرح ہر متقی کا نام عیسیٰ رکھا پھر منکروں کے اعراض پر غور کر۔ اور اگر تو کہے کہ یہ تو صرف ایک گواہی ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اس پر مزید کسی مرد یا عورت گواہ کا اضافہ کریں تو سُن اور میرا نہیں خیال کہ تو سُننے والوں میں سے ہوگا۔ تو جامع الصغیر کی شرح کتاب التیسیر کو پڑھ جو شیخ، امام، عالم باعمل، محدّث اور فقیہ کامل عبدالرؤف المناوی کی تصنیف ہے۔ اللہ ان پر رحم کرے ان کی خطائیں معاف کرے، اور انہیں اپنے مرحوم بندوں میں شامل کرے۔

[1] یقیناً (جو) میرے بندے (ہیں) ان پر تجھے کوئی غلبہ نصیب نہ ہوگا۔ (الحجر:۴۳)

إنــه ذكــر هــذا الحديـث فـى الكتاب المذكور وقال ما جاء فـى الـحديث المزبور من ذكر عيسى وأُمّه **فالمراد هما ومَن فـى مـعـنـاهـما** . فـانـظـر بإمعان العـيـنـيـن كيف صـرح بتـعـميم هـذيـن الاسـمـين، فـمـا لك لا تقبل قول المحققين.

وقـد سـمـعتَ أن الإمام **مـالكًا وابـن قيّـم وابـن تيميّة** والإمـام **البخارى** وكثيرًا من أكابر الأئمة وفـضـلاء الأُمّة، كـانـوا مُقرّين **بموت عيسٰى** ومع ذلك كانوا يؤمنون بنـزول عيسى الذى أخبر عنه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ومـا أنـكـر أحـدٌ هذين الأمرين ومـا تـكـلـم، وكـانوا يُفوّضون التفاصيل إلى اللّٰه ربّ العالمين، ومـا كـانوا فى هذا مجادلين. ثم خـلف مـن بـعدهم خلفٌ وسوادُ أقـلَفُ و **فيـجٌ أعـوجُ** وأجـوفُ،

اُنہوں نے مذکورہ (بالا) کتاب میں اس حدیث کا ذکر فرمایا ہے اور اس مذکور حدیث میں عیسیٰؑ اور اُن کی والدہ کے متعلق جو ذکر آیا ہے اُس کی نسبت وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دونوں اور وہ سب لوگ ہیں جو ان دونوں کے ہم صفات ہیں۔ پس بنظرِ غائر دیکھ کہ کس طرح اُس نے ان دونوں اسماء کی عمومیّت کو صراحت سے بیان کر دیا ہے پس تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو محققین کے قول کو قبول نہیں کرتا۔

اور تم سُن چکے ہو کہ امام مالک، اِبنِ قیّم، اِبنِ تَیمِیَّہ، امام بخاری اور بہت سے اکابر ائمہ اور امت کے فضلاء عیسیٰ کی موت کا اقرار کرنیوالے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ عیسیٰ کے نزول پر بھی ایمان رکھتے تھے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ اور کسی ایک شخص نے بھی ان دو باتوں سے نہ تو انکار کیا اور نہ اعتراض۔ وہ تفاصیل کو اللہ ربّ العالمین پر چھوڑ دیتے تھے اور اِس بارہ میں بحث نہ کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ناخلف جانشین پیدا ہوئے جو ناسمجھ، ٹیڑھے اور کھوکھلے تھے

يـجـادلـون بغير علم ويفرّقون، ولا يركنون إلى سِلم ويكفرون عباد الله المؤمنين.

فحاصل الكلام في هذا المقام أن الله كان يعلم بعلمه القديم أن في آخر الزمان يُعادي قوم النصارى صـراط الـدين القويم، ويصدّون عن سبل الرب الكريم، ويخرجون بـإفك مبيـن. ومـع ذلك كانّ ﴿۵۱﴾
يـعـلـم أن في هذا الزمان يترك المسلمون نفائس تعليم الفرقان، ويتبعـون زخـارف بدعـات مـا ثبتت من الفرقان، وينبذون أمورًا تُـعيـن الـديـن وتـحبّر حـلـل الـمؤمنين. وتسقطون☆ في هوة مـحدثات الأمور وأنواع الأهواء والشـرور، ولا يبـقـى لهـم صدق ولا ديـانة ولا ديـن، فـقدر فضلا ورحمة أن يرسِل في هذا الزمان رجلًا يُصلح نوعَي أهل الطغيان، ويتـم حجة الله على المبطلين.

جو بغیر علم کے بحثیں کرتے اور تفرقہ پیدا کرتے تھے اور صلح کی جانب مائل نہیں ہوتے تھے اور اللہ کے مومن بندوں کو کافر قرار دیتے تھے۔

اس مقام پر خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے قدیم علم کی بناء پر یہ جانتا تھا کہ آخری زمانے میں عیسائی قوم طریقِ دینِ متین سے دشمنی کرے گی اور ربِّ کریم کی راہوں سے روکے گی اور کھلے کھلے جھوٹ کے ساتھ نکلے گی۔ اور اس کے ساتھ وہ (اللہ) یہ بھی جانتا تھا کہ اس زمانے میں مسلمان تعلیمِ فرقان کی خوبیوں کو چھوڑ دیں گے اور ایسی بدعات کی دل فریبیوں کی پیروی کریں گے جو فرقانِ حمید سے ثابت نہیں۔ اور دین کی اعانت کرنے والے اور مومنوں کے لباس کو زینت دینے والے امور کو پھینک دیں گے۔ اور وہ نت نئی بدعتوں اور طرح طرح کی خواہشات اور بدیوں کے گڑھے میں گر جائیں گے۔ اُن کے لئے نہ صدق باقی رہے گا اور نہ دیانت اور نہ دین۔ تب اُس (خدا) نے اپنے فضل اور رحم سے یہ مقدر فرمایا کہ وہ اس زمانے میں ایک ایسے شخص کو بھیجے جو دونوں قسم کے سرکش افراد کی اصلاح کرے اور جھوٹوں پر اللہ کی حجت تمام کرے۔

☆ هذا سهو الناسخ والصحيح "يسقطون". (الناشر)

فاقتضى تدبيره الحق أن يجعل المرسَلَ سَمِيَّ عيسٰى لإصلاح المتنصرين، ويجعله سَمِيَّ أحمدَ لتربية المسلمين، ويجعله حاذيًا حذوَهما وقافيًا خطوَهما، فسماه بالاسمين المذكورين، وسقاه من الراحين، وجعله دافِعَ همِّ المؤمنين ورافِعَ فتن المسيحيّين. فهو عند اللّٰه عيسٰى من جهة، وأحمدُ من جهة، فاترُكِ السبل الأخياف وتجنَّبِ الخلاف والاعتساف، واقبل الحق ولا تكن كالضنين. والنبي صلى اللّٰه عليه وسلم كما وصفه بصفات المسيح حتّى سماه عيسى، كذٰلك وصفه بصفات ذاته الشريف حتى سماه أحمد ومشابهًا بالمصطفى، فاعلم أن هٰذين الاسمين قد حصلا له باعتبار توجّه التامّ إلى الفرقتين،

پس اُس کے سچے انتظام نے تقاضا کیا کہ وہ اس فرستادہ کو عیسائیوں کی اصلاح کے لئے عیسیٰ کا ہمنام بنائے۔ اور مسلمانوں کی تربیت کے لئے اُسے احمد کا ہمنام بنائے۔ اور اُسے ان دونوں کی کامل پیروی کرنے والا اور دونوں کے نقشِ قدم پر چلنے والا بنائے۔ اسی وجہ سے اُس نے اُس کے مذکورہ دونوں نام رکھے۔ اور دو راحت بخش شرابوں میں سے اُسے پلایا اور اُسے مومنوں کے غم کو دور کرنے والا اور مسیحیوں کے فتنوں کو رفع کرنیوالا بنایا۔ پس وہ اللہ کے نزدیک ایک جہت سے عیسیٰ اور دوسری جہت سے احمد ہے۔ پس تو متفرق راہوں کو چھوڑ اور مخالفت اور گمراہی سے بچ۔ حق کو قبول کر اور بخیل انسان کی طرح نہ بن۔ اور نبی کریم ﷺ نے جیسے اُسے مسیح کی صفات سے متّصف قرار دیا یہاں تک کہ اُس کا نام عیسیٰ رکھا۔ اُسی طرح آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُسے اپنی ذات شریف کی صفات سے متّصف فرمایا۔ یہاں تک کہ اُس کا نام احمد رکھا۔ اور مصطفیٰ ؐ کا مشابہ قرار دیا۔ لہٰذا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ دونوں نام دونوں فرقوں کی جانب پوری توجہ کے اعتبار سے اُسے حاصل ہوئے

فسماه أهل السماء عيسٰى باعتبار توجُّهه وتألمه كمُواسى الأسارَى إلى إصلاح فرق النصارَى، وسمَّوه بأحمد باعتبار توجّهه إلى أُمّة النبى توجّهًا أشد وأزيد، وتألّمِه من سوء اختلافهم وعيشهم أنكد. فاعلم أن عيسٰى الموعود أحمد، وأن أحمد الموعود عيسٰى، فلا تنبذ وراء ظهرك هذا السرّ الأجلٰى. ألا تنظر إلى المفاسد الداخلية وما نالنا من الأقوام النصرانية؟ ألست ترىٰ أن قومنا قد أفسدوا طرق الصلاح والدين، واتبعوا أكثرهم سبل الشياطين، حتى صار علمهم كنار الحُباحِب، وحِبرهم كسراب السُباسِب، وصار تطبُّعُ الشرِّ طِباعًا، والتكلّفُ له هوًى طباعًا، وأكبّوا على الدنيا متشاجرين؟

اور آسمان والوں نے عیسائی فرقوں کی اصلاح کی طرف اُس کی توجہ کرنے اور قیدیوں کے غمخواروں کی مانند دکھ اُٹھانے کی بناء پر اُس کا نام عیسیٰ رکھا۔ اور انہوں نے نبیؐ کی اُمّت کی طرف اُس کے انتہائی زیادہ توجہ کرنے اور ان کے برے اختلافات اور بدحالی کی وجہ سے دکھ اُٹھانے کی بناء پر اُس کا نام احمد رکھا۔ پس جان لو کہ موعود عیسیٰ احمد ہے اور احمدِ موعود عیسیٰ۔ پس اس واضح اور روشن راز کو پسِ پشت مت ڈال۔ کیا تو اُن داخلی مفاسد کو اور اُن تکالیف کو نہیں دیکھتا جو ہمیں عیسائی اقوام کی طرف سے پہنچی ہیں؟ کیا تو دیکھتا نہیں کہ ہماری قوم نے خیر خواہی کی راہیں اور دین بگاڑ دیا ہے۔ اور اُن میں سے اکثر شیطانوں کی راہوں پر چل نکلے ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کا علم جگنو کی روشنی کی طرح ہو گیا۔ اور اُن کے علماء بیابانوں کے سراب کی مانند ہو گئے۔ شر ان کی فطرتِ ثانیہ اور اس کے لئے تکلّف و تصنّع اُن کی دلی خواہش بن گئے۔ اور وہ باہم دست و گریباں ہوتے ہوئے دنیا پر بُری طرح جا گرے۔

يـأبـر بعضهم بعضا كالعقارب ولـو كـان المظلوم من الأقارب، وما بقى فيهم صدق الحديث وإمحاض المصافات، وبدلّوا الحسنات بالسيّئات. اشتغلوا فى تطلُّب مثالب الإخوان ونسوا إصلاح ذات البين وحقوق أهل الإيمان، وصالوا على الإخوة كصول أهل العدوان. أدحضوا المودّات وأزالوا خلوص النيّات، وأشاعوا فيهم الفسق والعدوان، واتبعوا العثرات والبهتان. زالت نفحات المحبة كل الزوال، وهبّت رياح النفاق والجدال. ما بقى سعة الصدر وصفاء الجنان، وَ دخلت كدوراتٌ فى الإيمان، وتجاوزوا حدود التورّع والتقاة، وتناسوا حقوق الإخوان والمؤمنين والمؤمنات. لا يتحامَون العقوق ولا يؤدّون الحقوق، وأكثرهم لا يعلمون إلَّا الفسق والنهات، ﴿۵۲﴾

اُن میں سے ہر ایک بچھوؤں کی طرح نیش زنی کرتا ہے خواہ وہ مظلوم قرابت داروں میں سے ہی ہو۔ اُن میں راست گوئی اور پُرخلوص محبت باقی نہیں رہی۔ اُنہوں نے نیکیوں کو برائیوں میں بدل دیا اور وہ بھائیوں کی عیب جوئی میں مشغول ہو گئے۔ اور باہمی اصلاح اور اہل ایمان کے حقوق کو (یکسر) بھول گئے اور وہ بھائیوں پر ظالموں کے حملہ کرنے کی طرح حملہ آور ہوئے۔ محبتوں کو پامال کیا اور خلوصِ نیت کو ضائع کر دیا۔ اور فسق اور عداوت کو اپنے اندر پھیلایا۔ اور لغزشوں اور بہتان طرازی کے پیچھے لگ گئے۔ محبت کی مہکتی خوشبوئیں یکسر ختم ہو گئیں اور نفاق اور جنگ وجدال کی ہوائیں چلنے لگیں۔ وسعتِ حوصلگی اور صفائی قلب باقی نہ رہی اور ایمان میں کدورتیں داخل ہو گئیں۔ اور وہ پرہیز گاری اور تقویٰ کی تمام حدود کو پھلانگ گئے اور بھائیوں اور مومن مردوں اور مؤمنات کے حقوق بھول گئے۔ وہ نافرمانی سے نہیں بچتے اور حقوق ادا نہیں کرتے۔ اور اُن میں سے اکثر فسق اور شور شرابہ کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔

وتـغيَّرَ الزمان فلا ورع ولا تقوىٰ ولا صوم ولا صلاة. قدّموا الدنيا علٰى الآخرة، وقدّموا شهوات النفس على حضرة العزة، وأراهم لدنياهم كالمصاب، ولا يبالون طرق الآخرة ولا يقصدون طريق الصواب. ذهب الوفاء وفقد الحياء، ولا يعلمون ما الاتقاء. أرى وجوهًا تلمع فيهم أسرّة الغَدر، يحبّون الليل الليلاء ويبزُقون علٰى البدر. يقرأون القرآن، ويتركون الرحمان. لا يرى منهم جارُهم إلا الجَور، ولا شريكُ حدبهم إلا الغَورو يأكلون الضعفاء ويطلبون الكَور. كثُر الكاذبون والنمّامون، والواشون والمغتابون، والظالمون المغتالون، والزانون الفاجرون، والشاربون المذنبون، والخائنون الغدّارون، والمايلون المرتشون. قست القلوب والسجايا، لا يخافون الله ولا يذكرون المنايا.

اور زمانہ بدل گیا۔ پرہیز گاری رہی نہ تقویٰ، روزہ رہا نہ نماز، اُنہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ اور اُنہوں نے نفسانی خواہشات کو حضرت ربّ العزت پر مقدم کیا۔ میں اُنہیں دنیا طلبی میں نیم پاگل کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ وہ آخرت کی راہوں سے لاپرواہ ہیں اور درست راہ اُن کا مقصود نہیں۔ وفا جاتی رہی اور حیا مفقود ہوگئی۔ وہ نہیں جانتے کہ خداخوفی کیا ہے؟ کچھ چہرے میں ایسے دیکھ رہا ہوں جن میں غدر کے آثار چمک رہے ہیں۔ وہ تاریک وتاررات سے محبت کرتے اور مہِ کامل پر تھوکتے ہیں۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں لیکن خدائے رحمان کو چھوڑتے ہیں۔ اُن کا ہمسایہ اُن سے ظلم کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور صرف پستی ہی اُن کی رفعت کی شریک ہے۔ وہ ناتوانوں کو کھاتے اور مزید کے طالب رہتے ہیں۔ جھوٹوں، چغل خوروں، ملمع سازوں، غیبت کرنیوالوں، ظالموں، دھوکے سے قتل کرنیوالوں، زانیوں، فاجروں، شرابیوں، گنہ گاروں، خائنوں، غدّاروں، دنیا کی طرف جھکنے والوں اور رشوت خوروں کی بہتات ہوگئی ہے۔ دل اور طبیعتیں سخت ہوگئیں۔ وہ اللہ سے نہیں ڈرتے اور نہ موتوں کو یاد رکھتے ہیں۔

يأكلون كما يأكل الأنعام، ولا يعلمون ما الإسلام. وغمرتهم شهوات الدنيا، فلها يتحركون ولها يسكنون، وفيها ينامون وفيها يستيقظون. وأهل الثراء منهم غريقون في النعم ويأكلون كالنَّعم، وأهل البلاء يبكون لفقد النعيم أو من ضغطة الغريم، فنشكوا إلى الله الكريم، ولا حول ولا قوة إلا بالله النصير المعين.

وأما **مفاسد** النصارى فلا تُعدّ ولا تُحصى، وقد ذكرنا شطرا منها في أوراقنا الأولى. فلما رأى الله سبحانه أن المفاسد فارت من الخارج والداخل في هذا الزمان، اقتضت حكمته ورحمته أن يُصلح هذه المفاسد برجُل **له قَدمان قدمٌ على قدم عيسى، وقدم على قدم أحمد المصطفى.**

وہ جانوروں کی طرح کھاتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے؟ دنیا کی شہوتوں نے اُنہیں ڈھانپ لیا۔ اس لئے وہ اُسی کے لئے حرکت کرتے ہیں اور اُسی کے لئے سکون۔ اور اِسی حالت میں وہ سوتے ہیں اور اسی حالت میں جاگتے ہیں۔ اُن کے اہل ثروت تن آسانیوں میں غرق ہیں اور جانوروں کی طرح کھاتے ہیں اور مصیبت زدہ لوگ تو نعمتوں (آسائشوں) کے فقدان کی وجہ سے یا قرض خواہ کے دباؤ کے باعث گریاں ہیں۔ پس ہم اللہ کریم کی جناب میں فریاد کُناں ہیں۔ پس نصیر و معین اللہ کی مدد کے سوا بُرائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ملتی۔

اور جہاں تک عیسائیوں کے مفاسد کا تعلق ہے تو وہ بے شمار اور بے حساب ہیں۔ ہم نے ان میں سے ایک حصہ کا ذکر گذشتہ صفحات میں کر دیا ہے۔ پس جب اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ اس زمانے میں مفاسد نے باہر اور اندر سے جوش مارا ہے تو اُس کی حکمت اور رحمت نے تقاضا کیا کہ وہ ایک ایسے شخص کے ذریعہ ان مفاسد کی اصلاح فرمائے جس کے دو قدم ہوں۔ ایک قدم عیسیٰ کے قدم پر اور دوسرا قدم احمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم پر۔

وکان هذا الرجل فانيا في القدمين حتى سُمّي بالاسمين. فخذوا هذه المعرفة الدقيقة، ولا تخالفوا الطريقة، ولا تكونوا أوّل المنكرين. وإن هذا هو الحق وربِّ الكعبة، وباطل ما يزعم أهل التشيع والسُنة. فلا تعجلوا عليّ، واطلبوا الهدى من حضرة العزة، وأْتوني طالبين. فإن تُعرضوا ولا تقبلوا، فتعالوا ندع أبناء نا وأبناء كم، ونساء نا ونساء كم، ثم نبتهل فنجعل لعنة اللّٰه على الكاذبين.

وهذا هو الحق الذي كشف اللّٰه عليّ بفضله العظيم وفيضه القديم. وقد تُوفّي عيسَى، **واللّٰه يعلم أنه المتوفَّى**. وتُوفِّي إمامكم محمدن الذي ترقبونه، وقائمُ الوقتِ الذي تنتظرونه. وأُلهمتُ مِنْ ربّي أني أنا المسيح الموعود وأحمدن المسعود. أتعجبون ولا تفكّرون في سُنن اللّٰه، ﴿۵۳﴾

اور یہ شخص ان دو قدموں (اسوہ) میں ایسا فنا ہونے والا تھا کہ وہ دو ناموں سے موسوم کیا گیا۔ پس اس لطیف معرفت کو مضبوطی سے تھام لو اور اس صحیح راہ کی مخالفت مت کرو اور سب سے پہلے انکار کرنے والوں میں سے مت بنو۔ ربّ کعبہ کی قسم! حقیقتاً یہی سچ ہے اور جو شیعہ حضرات اور اہلِ سنت خیال کرتے ہیں وہ یکسر باطل ہے۔ پس میرے بارے میں جلدی مت کرو اور ربّ العزت سے ہدایت طلب کرو اور سچائی کے طالب بن کر میرے پاس آؤ۔ پھر اگر اعراض کرو اور قبول نہ کرو (تو) آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو، پھر ہم گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

یہ وہ حق ہے جو اللہ نے اپنے فضل عظیم اور فیض قدیم سے مجھ پر ظاہر فرمایا۔ درحقیقت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ وفات یافتہ ہیں۔ اور تمہارا امام محمد منتظر اور امام قائم الزمان جس کا تم انتظار کر رہے ہو وہ وفات پا چکا۔ اور مجھے میرے ربّ نے الہاماً بتایا ہے کہ میں ہی مسیح موعود اور احمد مسعود ہوں۔ کیا تم تعجب کرتے ہو اور اللہ کی سنتوں پر غور نہیں کرتے

وتنكرون ولا تخافون؟ وحصحص الحق وأنتم تعرضون و جاء الوقت وأنتم تبعدون. ومن سُنن الله القديم المستمرة الموجودة إلى هذا الزمان التى لم تنكرها☆ أحد من الجهلاء وذوى العرفان، أنه قد يذكر شيئًا أو رجُلا فى أنبائه المستقبلة، ويريد منه شيئًا آخر أو رجُلا آخر فى الإرادة الأزلية. وربما نرَى فى منام أن رجلا جاء من مقام فلا يجىء مَن رأيناه بل يجىء مَن ضاهاه فى بعض الصفات أو شابهَه فى الحسنات أو السيئات. وأقص عليك قصةً عجيبةً وحكايةً غريبةً إن لى كان ابنا صغيرًا وكان اسمه بشيرًا، فتوفاه الله فى أيام الرضاع، والله خير وأبقى للذين آثروا سبل التقوَى والارتياع. فأُلهمتُ من ربىّ إنا نردّه إليك تفضلًا عليك.

اور انکار کرتے ہو اور خوف نہیں کرتے۔ حق کھل کر ظاہر ہو چکا اور تم اعراض کرتے ہو۔ اور وقت آ گیا اور تم اُس سے دور بھاگتے ہو۔ ازلی خدا کی جاری اور اس زمانہ تک موجود سنت جس کا جاہلوں اور صاحبِ عرفان لوگوں میں سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے یہ کہ کبھی وہ اپنی اہم آئندہ کی خبروں میں ایک چیز یا ایک شخص کا ذکر فرماتا ہے۔ حالانکہ اُس کے ازلی ارادہ میں اُس سے کوئی دوسری چیز یا دوسرا شخص مراد ہوتا ہے۔ بسا اوقات ہم خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کسی جگہ سے آیا ہے لیکن وہ نہیں آتا جسے ہم نے (خواب میں) دیکھا ہوتا ہے بلکہ وہ شخص آ جاتا ہے جو بعض صفات میں اُس کا مشابہ ہوتا ہے یا بعض خوبیوں یا برائیوں میں اس سے مشابہت رکھتا ہے۔ میں تمہیں ایک عجیب واقعہ اور غیر معمولی حکایت بیان کرتا ہوں اور وہ یہ کہ میرا ایک چھوٹا بیٹا تھا اُس کا نام بشیر تھا جسے اللہ نے شیر خواری کی عمر میں وفات دے دی۔ اور اللہ بہتر اور سب سے بڑھ کر باقی رہنے والا ہے اُن کے لئے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہوں کو مقدم رکھتے ہیں۔ پس مجھے میرے ربّ کی طرف سے الہام ہوا کہ ہم تجھ پر فضل فرماتے ہوئے اُس (بشیر) کو تیری طرف لوٹا دیں گے۔

☆ هذا سهو الناسخ والصحيح "ينكرها". (الناشر)

وكـذلك رأت أُمُّـه في رؤياها أن البشيـر قـد جـاء ، وقال إني أعـانـقك أشـد المعـانقة ولا أفـارق بـالسرعة. فأعطاني الله بـعـده ابـنـا آخـر وهـو خيـر الـمـعـطيـن. فـعـلـمـتُ أنـه هو البشيـر وقـد صـدق الـخبيـر، فسـمّيتـه بـاسـمه، وأرى حُلْيَة الأوّل فـي جسمه. فثبتت عادة الـلّـه برأى العَين، أنه قد يجعل شـريكَ اسـمٍ رجـلَيـن. وأمـا جـعـلُ البعض سَمِيَّ بعضٍ فهي أسرار لتكميل غرض لا يعلمها إلا مُهجة العارفين.

ولي صديقٌ أحبُّ الأصدقاء وأصـدق الأحبّـاء ، الفـاضل الـعلّامة والـنـحـرير الفهّامة، عـالـمُ رمـوز الكتاب المبين، عـارفُ علوم الحِكم والدّين، واسـمـه كـصـفـاته المولوي الـحـكـيـم نـور الـديـن.

اسی طرح اُس کی والدہ نے بھی اپنی رؤیا میں دیکھا کہ بشیر آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں تجھ سے اچھی طرح بغل گیر ہوں گا اور تجھ سے جلدی جُدا نہیں ہوں گا۔ پس اس کے بعد اللہ نے مجھے دوسرا بیٹا عطا فرمایا اور وہ عطا کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔ تب میں نے جانا کہ یہ وہی بشیر ہے اور خبیر خدا نے سچ ہی فرمایا تھا۔ پس میں نے اس کا نام اُس کے نام پر رکھا اور میں اس کے وجود میں پہلے بشیر کا حُلیہ دیکھتا ہوں۔ پس اللہ کی سنت علیٰ وَجہِ البصیرت ثابت ہوگئی کہ وہ دو آدمیوں کو ایک نام میں شریک کر دیتا ہے۔ اور جہاں تک ایک شخص کو دوسرے شخص کا ہمنام بنانے کا تعلق ہے تو یہ مقصد کی تکمیل کے لئے ایسے اسرار ہیں جنہیں صرف عارفوں کی روح ہی سمجھ پاتی ہے۔

میرے ایک دوست ہیں، سب دوستوں سے زیادہ پیارے اور تمام عزیزوں سے بڑھ کر سچے۔ فاضل، علّامہ، حاذق، فہیم و فطین، کتاب مبین (قرآن) کے رموز کے عالم، علومِ حکمت اور دین کا عرفان رکھنے والے، جن کا نامِ نامی اُن کی صفاتِ گرامی کی طرح حکیم مولوی نورالدین ہے۔

فاتفق فی هذه الأیام من قضاء اللّٰہ الحکیم العلّام أن ابنه الصغیر الأحد، الذی کان اسمه محمد أحمد، مات بمرض الحصبة، فصبر ووافق ربَّه ذا الحکمة والقدرة والرحمة، فرآه رجل فی لیلة وفاته بعد مماته کأنه یقول لا تحزنوا لهذه الفرقة، فإنّی أذهب لبعض الضرورة، وسأرجع إلیکم بقدم السرعة. وهذا یدل علی أنه سیُعطی ابنا آخر، فیُضاهی الثانی الغابرَ. واللّٰہ قادر علی کل شیء، ولکن أکثر الناس لا یعلمون شؤون أحسن الخالقین.

وکذٰلک فی هذا الباب قصص کثیرة وشهادات کبیرة وقد ترکناها خوفا من طول الکلام، وکثیرة منها مکتوبة فی کتب تعبیر المنام، فارجع إلیها إن کنتَ من الشاکّین.

انہی دنوں یہ اتفاق ہوا کہ اُن کا اکلوتا چھوٹا بیٹا جس کا نام محمد احمد تھا۔ خدائے حکیم و علیم کی قضا سے خسرے کی بیماری سے وفات پا گیا۔ آپ نے صبر سے کام لیا اور اپنے حکیم و قادر اور رحیم خدا کی رضا پر راضی رہے۔ پس ایک شخص نے اُس (بچے) کی وفات کے بعد اُسی رات خواب میں اُس بچہ کو دیکھا گویا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ اس جدائی پر غمگین نہ ہوں، کیونکہ میں کسی ضرورت کی خاطر جا رہا اور بہت جلد تمہارے پاس واپس آ جاؤں گا۔ یہ (خواب) اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کو ایک دوسرا بیٹا عطا کیا جائے گا اور وہ مرحوم بیٹے سے مشابہت رکھے گا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ احسن الخالقین خدا کی قدرتوں کا علم نہیں رکھتے۔

اور اس طرح اس باب میں بہت سے واقعات اور بڑی بڑی شہادتیں پائی جاتی ہیں جنہیں کلام کی طوالت کے خوف سے ہم نے چھوڑ دیا ہے ان میں سے اکثر خوابوں کی تعبیر کی کتب میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ اگر تم شک کرنے والے ہو تو اُن کی طرف رجوع کرو

وكيف تشكّ وإن الأخبار تواترت في هذا الباب؟ ولعلك تكون أيضًا من المشاهدين لهذا العجاب. فما ظنك. أتعتقد أن رجلًا متوفّى ﴿۵۴﴾ إذا رآه أحد في المنام، أو أخبر عنه في الإلهام، وقال المتوفّى إنّي سأرجع إلى الدنيا وأُلاقي القربَى، فهل هو راجع علٰى وجه الحقيقة. أو لهٰذا القول تأويل عند أهل الطريقة؟ فإن كنتم مؤوِّلين في هذا المقام، فما لكم لا تؤوّلون في أنباء تُشابهها بالوجه التام؟ أتُفرّقون بين سُنن اللّٰه يا معشر الغافلين؟ فتدبّرْ وما أخال أن تتدبّر إلا أن يشاء ربي هادي الضالين.

وقد عرفت أن علامات ظهور المسيح الذي هو المهدي قد ظهرت، والفتن كثرت وعمّت، والمفاسد غلبت وهاجت وماجت،

اور تم کیسے شک کر سکتے ہو جبکہ اس باب میں تواتر سے خبریں موجود ہیں۔ شاید تو خود بھی اس عجیب امر کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا تو اعتقاد رکھتا ہے کہ جب کوئی شخص ایک وفات یافتہ کو خواب میں دیکھے یا الہام میں اُس کے متعلق اطلاع دی جائے اور وہ وفات یافتہ یہ کہے کہ میں جلد ہی دنیا میں واپس آ جاؤں گا اور رشتہ داروں سے ملاقات کروں گا۔ تو کیا وہ فی الحقیقت واپس آ جاتا ہے؟ یا اُس کے اِس قول کی اہل طریقت کے نزدیک تأویل کی جائے گی۔ پس اگر تم اس موقع پر تأویل کرو گے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم پیش خبریوں کے بارے میں تأویل نہیں کرتے جو اُن سے مشابہت تامہ رکھتی ہیں۔ اے غافلوں کے گروہ! کیا تم اللہ کی سنتوں میں فرق کرتے ہو۔ پس تو غور کر اور میں نہیں سمجھتا کہ تو غور کرے۔ سوائے اِس کے کہ میرا پروردگار چاہے جو گم گشتہ راہ لوگوں کا راہنما ہے۔

اور یہ تُو اچھی طرح سے جان چکا ہے کہ مسیح جو کہ مہدی ہی ہے کے ظہور کی علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور فتنے بہت زیادہ اور عام ہو گئے اور مفاسد غلبہ پا گئے اور جوش میں ہیں اور موجزن ہیں۔

ويسبّون خير البشر في السكك والأسواق، وماتت الملة والتفّت الساق بالساق، وجاء وقت الفراق، فارحموا الدّين المُهان، فإنه يرحل الآن. ونشدتكم الله. ألا ترون هذه المفاسد بالعين؟ ألا يُترك عينُ زلالِ الإيمان للعَين؟ اشهدوا لله اشهدوا. أحقٌّ هذا أو من المَين؟ وما زاوَلْنا أشدَّ مِن كيد النصارَى، وإنا في أيديهم كالأسارى. إذا أرادوا التلبيس، فيُخجلون إبليس. ظهر البأس، وحصحص اليأس. وقست قلوب الناس، واتبعوا وساوس الوسواس. وبعدوا عن التقوى، وخوف الله الأعلى، بل عادَوا هذا النمط، وضاهَوا السقط. وقلتُ قليلًا ممّا رأيتُ وما استقصيت. والله إن المصائب بلغت منتهاها،

اور (مخالفین) حضرت خیر البشر ﷺ کو کوچوں اور بازاروں میں گالیاں دیتے ہیں اور ملّت مرنے کو ہے۔ جان کنی کا عالم ہے اور جدائی کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ پس اس دین پر رحم کھاؤ جو بے آبرو ہو چکا ہے کیونکہ وہ اب کوچ کرنے کو ہے۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم یہ بگاڑ (اپنی) آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے۔ کیا ایمان کا شیریں چشمہ مال و زر کی خاطر ترک نہیں کیا جا رہا؟ خدا کے لئے گواہی دو، ہاں گواہی دو کہ کیا یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ اور ہمیں عیسائیوں کی سازشوں سے زیادہ کسی سے واسطہ نہیں پڑا اور ہم اُن کے ہاتھوں میں اسیروں کی طرح ہیں۔ جب وہ فریب دہی کا ارادہ کر لیں تو ابلیس کو بھی شرمندہ کر دیتے ہیں مصیبت ظاہر ہوگئی اور نا اُمیدی کھل کر سامنے آ گئی اور لوگوں کے دل سخت ہو گئے۔ اور انہوں نے وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے وسوسوں کی پیروی کی۔ اور تقویٰ اور خدائے بزرگ و برتر کے خوف سے دور جا پڑے بلکہ وہ اِس نیک روش کے دشمن ہوگئے اور گری پڑی ناکارہ چیز کی طرح ہو گئے۔ میں نے جو دیکھا اُس میں سے تھوڑا بیان کیا اور اس کی تفصیل میں انتہا تک نہیں گیا۔ اور بخدا، مصائب اپنی انتہا کو پہنچ گئے۔

وما بقى من الملّة إلا رسمها ودعواها، وأحاطت الظلمات وعدم سناها، ووطِئ زروعَنا الأوابد، فما بقى ماؤها ومرعاها، وكاد الناس أن يهلكوا من سيل الفتن وطغواها، فأُعطيتُ سفينةً من ربّى، وبسم اللّٰه مجريها ومرساها. وتفصيل ذلك أن اللّٰه وجد فى هذا الزمان ضلالات النصارَى مع أنواع الطغيان، ورأى أنّهم ضلّوا وأضلّوا خلقا كثيرا، وعلَوا عُلوًّا كبيرا، وأكثروا الفساد، وأشاعوا الارتداد، وصالوا على الشريعة الغرّاء، وفتحوا أبواب المعاصى والأهواء، ففارت غيرة اللّٰه ذى الكبرياء عند هذه الفتنة الصمّاء. ومع ذلك كانت فتنة داخلية فى المسلمين، ومزّقوا باختلافاتٍ دينَ سيد المرسلين،

اور دین میں نقوش اور دعووں کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ ظلمتوں نے گھیرا ڈال لیا اور اس (دین) کی چمک معدوم ہوگئی اور وحشی جانوروں نے ہماری کھیتیوں کو روند ڈالا جس کی وجہ سے نہ اس دین کا پانی باقی رہا اور نہ ہی چراگاہیں۔ اور قریب تھا کہ لوگ فتنوں کے اِس سیلِ تُند اور طغیانی سے ہلاک ہو جاتے۔ پس میرے ربّ کی طرف سے مجھے ایک کشتی عطا کی گئی۔ اِس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ تفصیل اِس کی یہ ہے کہ اللہ نے اِس زمانے میں نصاریٰ کی گمراہیوں کو طرح طرح کی سرکشیوں کے ساتھ ملا ہوا پایا اور اُس نے دیکھا کہ وہ خود بھی گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور اُنہوں نے خلقِ کثیر کو گمراہ کیا ہوا ہے اور بڑی سرکشی کی اور بہت فساد پیدا کر دیا ہے اور ارتداد کی ایک رَو چلا دی ہے اور روشن شریعت پر حملہ آور ہوئے ہیں اور اُنہوں نے معاصی اور خواہشات کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ تب اس سخت فتنے کے موقع پر بزرگ و برتر اللہ کی غیرت نے جوش مارا اور اِس کے ساتھ ساتھ خود مسلمانوں کے اندر بھی فتنہ موجود تھا اور انہوں نے سید المرسلینؐ کے دین کو باہمی اختلافات سے پارہ پارہ کر دیا۔

وصال بعضهم على البعض كالمفسدين. فاختارنى اللّٰه لرفع اختلافهم، وجعلنى حَكَمًا قاضيا لإنصافهم. فأنا الإمام الآتى علٰى قدم المصطفٰى للمؤمنين، وأنا المسيح متمّم الحجّة على النصارى والمتنصّرين.

وجمع اللّٰه فى وجودى الاسمَين كما اجتمعت فى زمانى نار الفتنتَين، وهذا هو الحق وبالذى خلَق الكونَين. فجئتُ لأشيع أنوار بركاته، واختارنى ربى لميقاته. وما كنتُ أن أردّ فضل اللّٰه الكريم، وما كان لى أن أخالف مرضاة الرب الرحيم. وما أنا إلا كالميت فى يدَى الغسّال، وأُقلَّبُ كلَّ طرفة بتقليب الفعّال، وجئتُ عند كثرة بدعات المسلمين ومفاسد المسيحيِّين.

اور وہ مفسدوں کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے تو اُن کے باہمی اختلافات دُور کرنے کے لئے اللہ نے مجھے چنا اور مجھے اُن کے انصاف کے لئے فیصلہ کرنے والا حَـکَـم بنایا۔ پس میں مومنوں کے لئے (حضرت محمد) مصطفٰی ﷺ کے قدم پر آنے والا امام ہوں۔ اور میں ہی عیسائیوں اور نصرانیت اختیار کرنے والوں پر حجت تمام کرنے والا مسیح ہوں۔

اللہ نے میرے وجود میں دو نام جمع کر دیئے ہیں جس طرح میرے زمانے میں دو فتنوں کی آگ جمع ہوگئی اور یہی بات حق ہے اور اُس ذات کی قسم جس نے دونوں جہاں پیدا فرمائے میں اس لئے آیا ہوں تا کہ میں اُس کی برکات کے انوار پھیلاؤں اور میرے ربّ نے مجھے موعودہ معیّن وقت پر منتخب فرمایا اور میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں اللہ کریم کے فضل کو ردّ کر دوں اور میرے لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ میں ربّ رحیم کی مرضی کے خلاف کروں۔ میں تو غسّال کے ہاتھوں میں میّت کی مانند ہوں اور میں خدائے فَعَّال کے پھرانے پر ہر دم پھرایا جاتا ہوں۔ اور میں مسلمانوں میں بدعات کی کثرت اور عیسائیوں کے مفاسد کے موقع پر آیا ہوں۔

﴿۵۵﴾

وإن كنتَ في شك فانظر بإمعان النظر كالمحقق الأريب، في فتنِ بدعاتِ قومنا وجهلاتِ عبَدة الصليب. أما ترى فتنًا متوالية؟ أسمعتَ نظيرها في قرون خالية؟ فما لك لا تفكّر كالعاقلين، ولا تنظر كالمنصفين؟ وإن اللّٰه يبعث على كل رأس مائة مجدّدَ الدّين، وكذلك جرت سُنة اللّٰه المعين. أتظن أنه ما أرسل عند هذا الطوفان رجلا من ذوي العرفان، ولا تخاف اللّٰه آخِذَ المجرمين؟

قد انقضت على رأس المائة إحدى عشر سنة فما نظرتَ، وانكسفت الشمس والقمر فما فكّرتَ، وظهرت الآيات فما تذكّرت، وتبينت الأمارات فما وقّرت، أأنت تنام أو كنتَ من المعرضين؟ أتقول لِمَ ما فعل الفعّال كما كنتُ أخال؟

اگر تجھے (اس بارے میں) کوئی شک ہے تو ایک دانا محقق کی طرح ہماری قوم میں بدعات کے فتنوں اور صلیب کے پجاریوں کی جاہلانہ باتوں کو گہری نظر سے دیکھ! کیا تجھے پَے دَر پَے آنے والے یہ فتنے نظر نہیں آتے۔ کیا تو نے کبھی قرونِ سابقہ میں ان کی نظیر سُنی ہے؟ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ عقلمندوں کی طرح غور و فکر نہیں کرتا اور نہ ہی منصفوں کی طرح دیکھتا ہے۔ اللہ ہر صدی کے سر پر مجدّدِ دین مبعوث فرماتا ہے اور اسی طرح مددگار اللہ کی سُنّت جاری و ساری ہے۔ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ اُس نے اس طوفان کے وقت کسی صاحبِ عرفان شخص کو نہیں مبعوث کیا۔ اور تو مجرموں کا مؤاخذہ کرنے والے اللہ سے نہیں ڈرتا۔

صدی کے سر کو گزرے گیارہ سال ہو چکے لیکن تو نے غور نہ کیا۔ اور سورج اور چاند گہنا گئے لیکن تو نے سوچ بچار نہ کی۔ نشانات ظاہر ہوئے لیکن تم نے نصیحت حاصل نہ کی۔ اور علامات کھل کر سامنے آ گئیں۔ لیکن تو نے اُن کی توقیر نہ کی۔ کیا تو سو رہا ہے یا اِعراض کرنے والوں میں سے ہے؟ کیا تو یہ کہتا ہے کہ جیسا میرا خیال تھا ویسا فَعّال (خدا) نے کیوں نہ کیا؟

وكذلك زعم الذين خلوا من قبلك من اليهود، وما آمنوا بخير الرسل وحبيب رب المعبود، وقالوا ! يخرج منّا خاتم الأنبياء الموعود، وكذلك كان وعد ربنا **بداؤد**، وقالوا إن عيسَى لا يأتى إلا بعد نزول **إيليا** من السماء. فكفروا **بمحمد** خير الرسل وعيسى الذى كان من الأنبياء، وختم اللّٰه علٰى قلوبهم فما فهموا الحقيقة، وما كانوا متدبّرين. وقست قلوبهم ونحتوا الدقارير، حتى صاروا قردة وخنازير، وكذلك يكون مآل تكذيب الصادقين. وإنهم كانوا علماء أحزابهم وأئمة كلابهم، وكانوا فقهاء ومحدثين وفضلاء ومفسّرين، وكان أكثرهم من الراهبين. فلمّا زاغوا أزاغ اللّٰه قلوبهم، وما نفعهم علمُهم ولا نُخُروبُهم، وكانوا قوما فاسقين.

اوراس طرح اُن یہودیوں نے بھی جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں ایسا ہی خیال کیا تھا۔ وہ خیر الرسل اور معبود خدا کے حبیبؐ پر ایمان نہ لائے اور انہوں نے کہا کہ موعود خاتم الانبیاء ہمیں میں سے ظاہر ہوگا اور اِسی طرح ہمارے پروردگار کا داؤدؑ سے وعدہ تھا۔ نیز انہوں نے کہا کہ عیسیٰ ایلیا کے آسمان سے نزول کے بعد ہی آئے گا۔ جس کی وجہ سے اُنہوں نے خیر الرسل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ کا جو انبیاء میں سے تھے انکار کیا۔ اللہ نے اُن کے دِلوں پر مہر کر دی۔ پس وہ حقیقت کو سمجھ نہ سکے اور وہ غور و فکر کرنے والے نہ تھے۔ اور اُن کے دِل سخت ہو گئے اور اُنہوں نے قبیح جھوٹ گھڑے یہاں تک کہ وہ بندر اور سؤر بن گئے اور یہی صادقوں کی تکذیب کا انجام ہوا کرتا ہے اور یہ لوگ اُن کے گروہوں کے علماء اور اُن سگ طینت رکھنے والوں کے امام تھے۔ وہ فقہاء بھی تھے اور محدّث بھی۔ وہ بڑے بڑے فاضل بھی تھے اور مفسّر بھی اور اُن میں اکثر تارک الدنیا (راہب) تھے۔ پس جب وہ کجرو ہو گئے تو اللہ نے بھی اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا نہ اُن کے علم نے اُنہیں کچھ فائدہ پہنچایا اور نہ ہی (امن میں) دراڑیں ڈالنے نے۔ اور وہ فاسق قوم تھے۔

فلا تُفرِطوا بجنب اللّٰه وليكن فيكم رفق وحلم، ولا تقْفُوا ما ليس لكم به علم، ولا تغلُوا ولا تعتدوا، ولا تعثوا فی الأرض ولا تفسدوا، واخشوا اللّٰه إن كنتم متّقين. قد سمعتم سُنّة تسمية البعض بأسماء البعض، فلا تتركوا السُنن الثابتة من اللّٰه القدير، لأوهام ليس لها عندكم من برهان ونظير، وإن كنتم تُصرّون عليها ولا تُعرضون عنها فأنبئونا بنظائر علٰى تلك السُنّة إن كنتم صادقين. ولن تقدروا أن تأتوا بنظير، فلا تبرزوا لحرب الربّ القدير، ولا تردّوا النعمة بعد نزولها، ولا تدُعّوا الفضل بعدَ حلولها، ﴿۵۶﴾ ولا تكونوا أوّل المعرضين.

وإن كنتم فی شك من أمری، ولا تنظرون نور قمری،

پس تم اللہ کے حق میں کوتاہی نہ کرو۔ البتہ تم میں نرمی اور حِلم ہونا چاہیئے۔ جس کا تمہیں علم نہ ہو اُس کے پیچھے مت لگو نہ غلو کرو۔ اور نہ زیادتی کرو اور زمین میں خرابی پیدا نہ کرو۔ اور نہ ہی فساد کرو۔ اگر تم متقی ہو تو اللہ سے ڈرو۔ یقیناً بعض کے نام بعض دوسروں کو دیئے جانے کی سُنّت کے بارہ میں تم سُن چکے ہو۔ اس لئے تم قادر وتوانا اللہ کی ثابت شدہ سنتوں کو ان اوہام کی خاطر ترک مت کرو جن کے لئے نہ تو تمہارے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی نظیر۔ لیکن اگر پھر بھی تم اس پر اصرار کرتے ہو اور اِس سے باز نہیں آتے تو اِس سنت کے خلاف ہمیں مثالیں بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور تم ایسی نظیر پیش کرنے کی ہرگز قدرت نہیں رکھتے۔ پس تم ربّ قدیر سے جنگ کرنے کے لئے میدان میں مت نکلو۔ اور نعمت کے نازل ہونے کے بعد اُسے ردّ مت کرو اور فضل اُترنے کے بعد اُسے نہ دھتکارو اور سب سے پہلے اعراض کرنے والے مت بنو۔

اور اگر تم میرے امر کے بارے شک میں ہو اور تم میرے نورِ ماہتاب کو نہیں دیکھتے

وتزعمون أن المهدی الموعود **والإمام المسعود** يخرج من **بنی فاطمة** لإطفاء فتن حاطمة، ولا يكون من قوم آخرين، فاعلموا أن هذا وهم لا أصل له، وسهم لا نصل له، وقد اختلف القوم فيه، كما لا يخفى على عارفيه، وعلى كمّل المحدّثين. وجاء فی بعض الروايات أن المهدی صاحب الآيات مِن **وُلْدِ العبّاس**، وجاء فی البعض **أنّه منّا** أی مِن خير الناس، وفی البعض أنه من **وُلْد الحسن أو الحسين**، فالاختلاف لا يخفى على ذوی العينين. وقد **قال** رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إن **سلمان** منّا أهل البيت، مع أنه ما كان من أهل البيت، بل كان من الفارسيّين.

اور تم خیال کرتے ہو کہ مہدی موعود اور امام مسعود بنی فاطمہ سے تباہ کُن فتنوں (کی آگ) بجھانے کے لئے ظاہر ہوگا اور وہ کسی دوسری قوم سے نہیں ہوگا۔ تو یہ جان لو کہ یہ ایک ایسا وہم ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں اور ایسا تیر ہے جس کا کوئی پیکان نہیں اور جیسا کہ اہلِ عرفان اور کامل محدّثین پر مخفی نہیں کہ اس بارے میں قوم نے اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ صاحبِ نشانات مہدی بنو عباسؓ میں سے ہوگا۔ اور بعض دوسری (روایات) میں آیا ہے کہ وہ ہم میں سے یعنی خیر الناس میں سے ہوگا اور بعض (روایات) میں آیا ہے کہ وہ حسنؓ یا حسینؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔ پس یہ ایک ایسا اختلاف ہے جو کسی اہل نظر سے مخفی نہیں۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے، جبکہ وہ اہل بیت میں سے نہ تھے، بلکہ فارسیوں میں سے تھے۔

ثــم اعـلـم أن أمــر الــنـسـب والأقـوام أمـر لا يعلم حقيقته إلا علمُ العلّام، والرؤيا التى كتبتُها فى ذكر الزهراء تدلّ علىٰ كمال تـعلُّـقـى، والـلّٰــهُ أعـلـم بحقيقة الأشيـاء. وفى كتاب "التيسير" عن أبى هريرة مَن أسلم من أهل فــارس فهــو قـرشـى. وأنـا مـن الـفـارس كما أنبأنى ربّى، فتفكّر فى هذا ولا تعجل كالمتعصبين. ثـم الأصـول الـمـحكم والأصل الأعـظـم أن يُـنظَر إلى العلامات ويُـقـدَّمَ البيـنـات على الظنيات، فـإن كــنــت تـرجـع إلـى هــذه الأصــول فـعـليك أن تـتـدبّــر بـالـنهـج المعقول ليهديك اللّٰه إلـى حق مبين، وهو أن النصوص الـقـرآنية والحديثية قد اتفقت عـلـى أن الـلّٰــه ذا القدرة قسّم زمـان هـذه الأمة بـحـكمة منه ورحــمـة عــلــى ثـلاثة أزمـنـة،

پھر یہ بھی جان لے کہ نسب اور قومیّت کا معاملہ ایسا معاملہ ہے جس کی حقیقت کا صرف علّام خدا کا علم ہی احاطہ کرسکتا ہے۔ اور وہ رؤیا جسے میں نے (حضرت) فاطمہ الزہراءؓ کے ذکر میں لکھا ہے وہ اُن کے ساتھ میرے کمال تعلق پر دلالت کرتی ہے۔ اشیاء کی اصل حقیقت کو اللہ ہی سب سے بہتر جانتا ہے۔ کتــابُ التَّیْسِیر میں ابوھریرہ سے روایت ہے کہ اہل فارس میں سے جس نے بھی اسلام قبول کیا وہ قریشی ہے اور جیسا کہ میرے ربّ نے مجھے بتایا ہے میں اہل فارس میں سے ہوں۔ اس لئے تُو اِس پر خوب غور وفکر کر اور متعصبوں کی طرح جلد بازی نہ کر۔ پھر ایک محکم اصول اور سب سے بڑا اصل یہ ہے کہ علامات کی طرف دیکھا جائے اور امور بیّنہ کو امورِ ظنّیہ پر مقدم کیا جائے۔ پس اگر تو اِس اصول کی طرف رجوع کرے تو تیرا فرض ہے کہ معقول طریق پر تدبر کر تا کہ اللہ واضح حق کی طرف تیری رہنمائی فرمائے اور وہ اصول یہ ہے کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اس پر متفق ہیں کہ اللہ نے جو صاحبِ قدرت ہے اپنی حکمت اور رحمت سے اس امت کے زمانے کو تین زمانوں میں تقسیم فرمایا ہے

وسلّمه العلماء كلهم من غير مِرْية. فالزمان الأوّل هو زمانٌ أوّلُ من القرون الثلاثة مِن بُدُوِّ زمان خير البريّة، والزمان الثاني زمانُ حدوث البدعات إلى وقت كثرة شيوع المحدثات، والزمان الثالث هو الذي شابهَ زمانَ خير البرية، ورجَع إلى منهاج النبوة، وتطهَّرَ مِن بدعات رديّة وروايات فاسدة، وضاهَى زمانَ خاتم النبيّين، وسمّاه **آخرَ الزمان** نبيُّ الثقلين، لأنه آخِر من الزمانَين. وحمِد الله تعالى العباد ''الآخِرين'' كما حمِد الأوّلين، وقال ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ. وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ. ولكلّ ثلّةٍ **إمام**، وليس فيه كلام. فهذه إشارة إلى خاتم الأئمة، وهو **المهدى الموعود اللاحق** بالصحابة، كما قال **عزّو جلّ**

اور جسے تمام علماء نے بغیر کسی شک وشبہ کے تسلیم کیا ہے۔ پس پہلا زمانہ وہ زمانہ ہے جو خیر البریہ (ﷺ) کے زمانے کے آغاز سے پہلی تین صدیوں کا زمانہ ہے اور دوسرا زمانہ بدعات کے پیدا ہونے کے زمانہ سے اُن بدعات کے بکثرت پھیل جانے تک کا زمانہ ہے۔ اور تیسرا زمانہ وہ ہے جو خیر البریّہ (ﷺ) کے زمانے سے مشابہت رکھتا ہے اور منہاج النبوت کی طرف لَوٹ آیا ہے اور وہ ردّی بدعتوں اور روایاتِ فاسدہ سے پاک ہے اور خاتم النبیینؐ کے زمانے سے مماثلت رکھتا ہے اور نبی جن وانسؐ نے اُس کا نام آخری زمانہ رکھا ہے کیونکہ وہ ان دو زمانوں میں سے آخر پر آنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان بعد میں آنے والے بندوں کی اُسی طرح تعریف فرمائی جیسے اُس نے پہلوں کی تعریف فرمائی۔ اور فرمایا: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۔ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ[1] اور ہر جماعت کا ایک امام ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں اور یہ اشارہ ہے خاتم الائمہ کی طرف اور وہ مہدی موعود ہے جو صحابہ سے ملنے والا ہوگا۔ جیسا کہ خدائے عزّوجلّ نے فرمایا:

[1] پہلوں میں سے بھی ایک جماعت ہے اور بعد میں آنے والوں کی بھی ایک جماعت ہے۔ (الواقعة: ۴۰، ۴۱)

وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

﴿۵۷﴾ وَسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن حقيقة الآخرين فوضع يده على كتف سلمان كالموالين المحبين، وقال "لو كان الإيمان مُعلَّقًا بالثريّا أى ذاهبًا من الدنيا لناله رجل من فارس". وهذه إشارة لطيفة من خير البريّة إلى آخر الأئمّة، وإشارة إلى أن الإمام الذى يخرج فى آخر الزمان ويردّ إلى الأرض أنوار الإيمان يكون مِن أبناء فارس بحكم الله الرحمٰن. فتفكّر وتدبّر، وهذا حديث لا يبلغ مقامَه حديث آخر، وقد ذكره البخارى فى الصحيح بكمال التصريح. وإذا ثبت أن الإمام الآتى فى آخر الزمان هو الفارسى لا غيره من نوع الإنسان، فما بقى لرجل آخر موضع قدم،

وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ [1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان آخرین کی حقیقت پوچھی گئی تو آپؐ نے اپنا ہاتھ سلمان کے کندھے پر دوستوں اور پیاروں کی طرح رکھا اور فرمایا: لو کان الایمان معلّقا بالثریا لناله رجل من هؤلاء [2] یہ خیر البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا آخرالائمہ کی جانب ایک لطیف اشارہ تھا اور اُس امام کی طرف اشارہ تھا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور ایمان کے انوار زمین کی طرف واپس لائے گا اور وہ رحمٰن اللہ کے حکم سے ابناء فارس میں سے ہو گا۔ پس غور وفکر کر۔ اس حدیث کے مقام کو کوئی دوسری حدیث نہیں پہنچ سکتی۔ امام بخاری نے اِس حدیث کا ذکر کمال تصریح سے اپنی صحیح میں کیا ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ آخری زمانے میں آنے والا امام فارسی الاصل ہی ہوگا نہ کہ بنی نوع انسان میں سے کوئی دوسرا، تو پھر کسی دوسرے شخص کے لئے پاؤں رکھنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

[1] اُن کے علاوہ ایک دوسری قوم بھی ہے جو ابھی اُن سے ملی نہیں۔ (الجمعة:۴)

[2] کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا یعنی دنیا سے جاتا رہا تو اہلِ فارس کا کوئی شخص اُسے ضرور حاصل کر لے آئے گا۔

وهـذا مـن الـلّٰـه مليكِ وجودٍ وعـدم، فـلا تـحـاربوا اللّٰـه ولا تـجـادلـوا كـالـمعتدين، وآخر دعـوانـا أنِ الـحـمـد للّٰـه ربّ العالمين.

☆

اور یہ سب ہست ونیست کے مالک اللہ کی طرف سے ہے۔ اس لئے تم اللہ سے جنگ نہ کرو اور حد سے بڑھنے والوں کی طرح بحث نہ کرو اور ہماری آخری دعا یہی ہے کہ تمام حقیقی تعریف ربّ العالمین اللہ کو زیبا ہے۔

☆

القصیدة

فی مدح أبی بکر الصدّیق و عمر الفاروق و غیرهما من الصّحابة رضی اللّٰه عنهم أجمعین.

حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مدح میں قصیدہ

رُوَیْدَكَ لَا تَهْجُ الصَّحَابَةَ وَاحْذَرِ وَلَا تَقْفُ كُلَّ مُزَوِّرٍ وَّ تَبَصَّرِ

سنبھل جا۔ صحابہ کی ہجو نہ کر اور ڈر اور ہر فریبی کے پیچھے نہ چل اور بصیرت سے کام لے۔

وَلَا تَتَخَیَّرْ سُبُلَ غَیٍّ وَّ شِقْوَةٍ وَلَا تَلْعَنَنْ قَوْمًا اَنَارُوْا كَنَیِّرِ

گمراہی اور بدبختی کے راستوں کو اختیار نہ کر اور ایسے لوگوں پر لعنت نہ کر جو آفتاب کی طرح روشن ہوئے۔

اُولٰئِكَ اَهْلُ اللّٰهِ فَاخْشَ فِنَاءَ هُمْ وَلَا تَقْدَحَنْ فِیْ عِرْضِهِمْ بِتَهَوُّرِ

یہ لوگ اہل اللہ ہیں۔ سو ان کے صحن میں داخل ہونے سے ڈر اور دیدہ دلیری سے ان کی عزّت و آبرو پر طعنہ زنی نہ کر۔

اُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ حُفَّاظُ دِیْنِهٖ وَ اِیْذَآءُ هُمْ اِیْذَآءُ مَوْلًی مُّؤْثِرِ

یہ سب اللہ کے گروہ ہیں اور اس کے دین کے محافظ ہیں اور ان کو ایذا دینا انہیں پسند کرنے والے مولیٰ کو ایذا دینا ہے۔

تَصَدَّوْا لِدِیْنِ اللّٰهِ صِدْقًا وَّ طَاعَةً لِكُلِّ عَذَابٍ مُّحْرِقٍ اَوْ مُدَمِّرِ

وہ تیار ہو گئے دینِ الٰہی کی خاطر صدق اور اطاعت سے ہر جلانے والے یا مہلک عذاب کے اٹھانے کے لئے۔

وَ طَهَّرَ وَادِی الْعِشْقِ بَحْرَ قُلُوْبِهِمْ فَمَا الزَّبْدُ وَالْغُثَّاءُ بَعْدَ التَّطَهُّرِ

عشق کی وادی نے ان کے دلوں کے سمندر کو پاک کر دیا پس جھاگ اور میل کچیل پاک ہو جانے کے بعد باقی نہیں رہی۔

وَجَآءُوْا نَبِیَّ اللّٰهِ صِدْقًا فَنُوِّرُوْا وَلَمْ یَبْقَ اَثْرٌ مِّنْ ظَلَامٍ مُّكَدِّرِ

اور وہ اللہ کے نبی کے پاس صدقِ دل سے آئے تو روشن کر دیئے گئے اور کدورت پیدا کرنے والی تاریکی کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

﴿۵۸﴾ بِأَجْنِحَةِ الْاَشْوَاقِ طَارُوْا اِطَاعَةً وَصَارُوْا جَوَارِحَ لِلنَّبِیِّ الْمُوَقَّرِ

وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے شوق کے پروں کے ساتھ اڑے اور نبی محترم کے لئے وہ دست و بازو بن گئے۔

وَ نَحْنُ وَاَنْتُمْ فِی الْبَسَاتِیْنِ نَرْتَعُ وَهُمْ حَضَرُوْا مَیْدَانَ قَتْلٍ كَمَحْشَرِ

ہم اور تم تو (آج) باغوں میں مزے کرتے ہیں حالانکہ وہ قتل کے میدان میں روزِ محشر کی طرح حاضر ہوئے تھے۔

وَتَرَكُوا هَوَى الْاَوْطَانِ لِلّٰهِ خَالِصًا وَجَآؤُا الرَّسُوْلَ كَعَاشِقٍ مُّتَخَيِّرِ

اور انہوں نے خلوصِ نیت سے اللہ کے لئے وطن کی محبت چھوڑ دی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک عاشق شیدا کی طرح آئے۔

عَلَى الضُّعْفِ صَوَّالُوْنَ مِنْ قُوَّةِ الْهُدٰى عَلَى الْجُرْحِ سَلَّالُوْنَ سَيْفَ التَّشَذُّرِ

وہ باوجود ضعف کے ہدایت کی قوت کے ساتھ حملہ آور تھے۔ مجروح ہو جانے پر بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی تلوار سونتنے والے تھے۔

اَتُكْفِرُ خُلَفَآءَ النَّبِيِّ تَجَاسُرًا اَتَلْعَنُ مَنْ هُوَ مِثْلُ بَدْرٍ مُّنَوَّرِ

اے مخاطب! کیا تو جسارت سے نبی کے خلفاء کی تکفیر کرتا ہے؟ کیا تو ان پر لعنت کرتا ہے جو کامل چاند کی طرح روشن ہیں؟

وَاِنْ كُنْتَ قَدْ سَاءَتْكَ اَمْرُ خِلَافَةٍ فَحَارِبْ مَلِيْكًا اِجْتَبَاهُمْ كَمُشْتَرِىْ

اور اگر تجھ کو (ان کی) خلافت کا معاملہ بُرا لگتا ہے تو اس بادشاہ سے لڑائی کر جس نے انہیں خریدار کی طرح پسند کر لیا ہے۔

فَبِاِذْنِهٖ قَدْ وَقَعَ مَا كَانَ وَاقِعًا فَلَا تَبْكِ بَعْدَ ظُهُوْرِ قَدْرٍ مُّقَدَّرِ

اُسی بادشاہ کے اِذن سے واقع ہونے والا امر واقعہ ہو چکا ہے پس مقدّر تقدیر کے ظاہر ہو جانے کے بعد مت رو۔

وَمَا اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ الْعَلِيْمُ كَذَاهِلٍ وَمَا كَانَ رَبُّ الْكَائِنَاتِ كَمُهْتَرِ

اور انہیں خداوندِ علیم نے بھولنے والے کی طرح خلیفہ نہیں بنایا اور ربّ کائنات غلط بات کہنے والے کی طرح نہ تھا۔

وَقُضِيَتْ اُمُوْرُ خِلَافَةٍ مَّوْعُوْدَةٍ وَفِىْ ذَاكَ اٰيَاتٌ لِّقَلْبٍ مُّفَكِّرِ

اور خلافتِ موعودہ کے کام پورے ہو گئے اور اس میں سوچنے والے دل کے لئے نشانات ہیں۔

وَاِنِّىْ اَرَى الصِّدِّيْقَ كَالشَّمْسِ فِى الضُّحٰى مَاٰثِرُهٗ مَقْبُوْلَةٌ عِنْدَ هُوْجَرِ

میں (ابوبکر) صدیق کو چاشت کے سورج کی طرح پاتا ہوں آپ کے مناقب و اخلاق ایک روشن ضمیر انسان کی نگاہ میں مقبول ہیں۔

وَكَانَ لِذَاتِ الْمُصْطَفٰى مِثْلَ ظِلِّهٖ وَمَهْمَا اَشَارَ الْمُصْطَفٰى قَامَ كَالْجَرِيْ

وہ مصطفٰی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے آپؐ کے سائے کی مثل تھا اور جب بھی مصطفٰی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ کیا تو وہ بہادر کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔

وَاَعْطٰى لِنَصْرِ الدِّيْنِ اَمْوَالَ بَيْتِهٖ جَمِيْعًا سِوَى الشَّيْءِ الْحَقِيْرِ الْمُحَقَّرِ

اور اس نے دین کی نصرت کے لئے اپنے گھر کے سب اموال دے دیئے سوائے ناچیز اور معمولی اشیاء کے۔

وَلَمَّا دَعَاهُ نَبِيُّنَا لِرِفَاقَةٍ عَلَى الْمَوْتِ اَقْبَلَ شَائِقًا غَيْرَ مُدْبِرِ

اور جب ہمارے نبی نے اسے رفاقت کے لئے بلایا تو وہ موت پر شوق کے ساتھ آگے بڑھا اس حال میں کہ وہ پیٹھ پھیرنے والا نہ تھا۔

وَلَيْسَ مَحَلَّ الطَّعْنِ حُسْنُ صِفَاتِهٖ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ اَزْمَعْتَ جَوْرًا فَعَيِّرِ

اور اس کی اچھی صفات طعن کا محل نہیں۔ اگر تو نے ظلم سے ارادہ کیا ہے تو عیب لگا تا رہ۔

اَبَادَ هَوَى الدُّنْيَا لِإِحْيَاءِ دِيْنِهٖ وَجَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ مَعْبَرِ

اس نے دنیا کی خواہشات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے احیاء کی خاطر مٹا دیا اور رسول اللہ کے پاس ہر گذرگاہ سے آیا۔

عَلَيْكَ بِصُحُفِ اللّٰهِ يَاطَالِبَ الْهُدٰى لِتَنْظُرَ اَوْصَافَ الْعَتِيْقِ الْمُطَهَّرِ

اے طالب ہدایت! اللہ کے صحیفوں کو لازم پکڑ، تا تُو اس پاک شریف النفس کے اوصاف دیکھے۔

وَمَآ اِنْ أَرٰى وَاللّٰهِ فِى الصَّحْبِ كُلِّهِمْ كَمِثْلِ اَبِىْ بَكْرٍ بِقَلْبٍ مُّعَطَّرِ

اور خدا کی قسم! میں تمام کے تمام صحابہ میں کوئی شخص ابوبکر کی طرح معطّر دل والا نہیں پاتا۔

تَخَيَّرَهُ الْاَصْحَابُ طَوْعًا لِّفَضْلِهٖ وَلِلْبَحْرِ سُلْطَانٌ عَلٰى كُلِّ جَعْفَرِ

صحابہ نے بخوشی اس کی بزرگی کی وجہ سے اس کا انتخاب کیا۔ اور سمندر کو ہر دریا پر غلبہ حاصل ہے۔

وَيُثْنِىْ عَلَى الصِّدِّيْقِ رَبٌّ مُّهَيْمِنٌ فَمَآ اَنْتَ يَامِسْكِيْنُ اِنْ كُنْتَ تَزْدَرِىْ

اور ربّ مہیمن، صدّیق کی مدح کر رہا ہے۔ پس اے مسکین! تو کیا چیز ہے؟ اگر تو عیب لگاتا ہے۔

لَهٗ بَاقِيَاتٌ صَالِحَاتٌ كَشَارِقٍ لَهٗ عَيْنُ اٰيَاتٍ لِّهٰذَا التَّطَهُّرِ

سورج کی طرح اس کے باقیات صالحات موجود ہیں اس پاکیزگی کی وجہ سے اس کے لئے نشانات کا ایک چشمہ موجود ہے۔

تَصَدّٰى لِنَصْرِ الدِّيْنِ فِىْ وَقْتِ عُسْرِهٖ تَبَدّٰى بِغَارٍ بِالرَّسُوْلِ الْمُؤَزَّرِ

دین کی تنگی کے وقت اس نے اس کی مدد کی ذمہ داری لی اور تائید یافتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ غار میں جانے میں پہل کی۔

مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ زَاهِدٌ عِنْدَ رَبِّهٖ مُخَلِّصُ دِيْنِ الْحَقِّ مِنْ كُلِّ مُهْجِرِ ﴿۵۹﴾

وہ اپنے ربّ کے حضور میں صاحبِ مرتبۂ امانتدار اور تارک دنیا ہے۔ دینِ حق کو ہر ایک بیہودہ گو سے خلاصی دینے والا ہے۔

وَمِنْ فِتَنٍ يُّخْشٰى عَلَى الدِّيْنِ شَرُّهَا وَمِنْ مِّحَنٍ كَانَتْ كَصَخْرٍ مُّكَسِّرِ

اور خلاصی دینے والا ہے دین کو ایسے فتنوں سے جن کے شر سے دین کو خوف تھا اور ایسے دکھوں سے جو توڑنے والے پتھر کی طرح تھے۔

وَلَوْ كَانَ هٰذَا الرَّجُلُ رَجُلًا مُّنَافِقًا فَمَنْ لِلنَّبِىِّ الْمُصْطَفٰى مِنْ مُّعَزِّرِ

اگر یہ آدمی کوئی منافق آدمی تھا تو پھر نبی مصطفٰی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مددگار کون تھا؟

اَتَحْسَبُ صِدِّيْقَ الْمُهَيْمِنِ كَافِرًا لِقَوْلِ غَرِيْقٍ فِى الضَّلَالَةِ اَكْفَرِ

کیا تُو خدائے مہیمن کے صدّیق کو کافر خیال کرتا ہے ایسے شخص کے کہنے پر جو گمراہی میں غرق اور سب سے بڑا کافر ہے۔

وَكَانَ كَقَلْبِ الْاَنْبِيَآءِ جَنَانُهٗ وَهِمَّتُهٗ صَوَّالَةٌ كَالْغَضَنْفَرِ

اس کا دل تو انبیاء کے دل کی طرح تھا اور اس کی ہمت شیر کی طرح خوب حملہ کرنے والی تھی۔

أَرَی نُـوْرَ وَجْـهِ اللهِ فِـیْ عَـادَاتِــهِ   وَجَـلْـوَاتِـهِ کَـاَنَّـهٗ قِطْعُ نَـیِّـرِ

میں تو اس کی عادات اور اس کے جلووں میں اللہ کے چہرے کا نور پاتا ہوں ۔ گویا کہ وہ آفتاب کا ٹکڑا ہے۔

وَاِنَّ لَـهٗ فِـیْ حَضْـرَةِ الْقُدْسِ دَرَجَةً   فَـوَیْـلٌ لِّـاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ کَخَنْجَرِ

اور اسے جنابِ الٰہی میں ایک مرتبہ حاصل ہے۔ پس ہلاکت ہے ان زبانوں پر جو خنجر کی طرح تیز ہیں۔

وَخِدْمَاتُـهٗ مِثْلَ الْـبُدُوْرِ مُنِیْرَةٌ   وَثَمَرَاتُـهٗ مِثْلَ الْجَنَا الْمُسْتَکْثَرِ

اور اس کی خدمات کامل چاندوں کی طرح روشن ہیں اور اس کے پھل کثرت سے چنے ہوئے میووں کی طرح ہیں۔

وَجَآءَ لِتَنْضِیْرِ الرِّیَاضِ مُبَشِّرًا   فَلِلّٰهِ دَرُّ مُنَضِّرٍ وَّ مُبَشِّرٍ☆

اور وہ باغوں کی شادابی کے لئے بشیر ہو کر آیا۔ پس خدا بھلا کرے اس شاداب کرنے والے اور بشارت دینے والے کا۔

﴿۶۳﴾

☆ الحاشية:۔ اَنَّا بيّنّا ان ابابكر كان رجلا عبقريا وانسانا الٰهيًّا جلّى مطلع الاسلام بعد الظلام وكان قصاراه انه من ترك الاسلام فباراه ومن انكر الحق فماراه ومن دخل دارالاسلام فداراه. كابد فى اِشاعة الاسلام شدائد واعطى الخلق دررًا فرايد. ساس الاعراب بالعزم المبارك وهذب تلك الجمال فى المسارح والمبارك واستقراء المسالك ورغاء المعارك ما استفتى بأسًا ورأى من كل طرف يأسًا انبرى لمبارات كل خصيم وما استهوته الافكار ككل جبان وسقيم وثبت عند كل فساد وبلوى انه ارسخ من رضوىٰ واهلك كل من تنبّىٰ من كذب الدعوىٰ. ونبذ العُلق للّٰه الا علٰى وكان كل اهتشاشه فى اعلاء كلمة الاسلام واتباع خير الانام فدونك حافظ دينك واترك طنينك

☆ حاشیہ:۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابوبکرؓ ایک نادرِ روزگار، باخدا انسان تھے۔ جنہوں نے اندھیروں کے بعد اسلام کے چہرے کو تابانی بخشی اور آپ کی پوری کوشش یہی رہی کہ جس نے اسلام کو ترک کیا۔ آپ نے اس سے مقابلہ کیا۔ اور جس نے حق سے انکار کیا۔ آپ نے اُس سے جنگ کی۔ اور جو اسلام کے گھر میں داخل ہو گیا تو اُس سے نرمی اور شفقت کا سلوک کیا۔ آپ نے اشاعت اسلام کے لئے سختیاں برداشت کیں۔ آپ نے مخلوق کو نایاب موتی عطا کئے۔ اور اپنے عزم مبارک سے بادیہ نشینوں کو معاشرت سکھائی۔ اور ان شتر بے مہاروں کو کھانے پینے، نشست و برخاست کے آداب، اور نیکی کے راستوں کی تلاش اور جنگوں میں بڑھکیں مارنے کے ادب سکھائے۔ اسی طرح راستوں کی اُستواری کی اور آپ نے ہر طرف مایوسی دیکھ کر بھی کسی سے جنگ کے بارے میں نہیں پوچھا بلکہ آپ ہر مدِّ مقابل سے نبرد آزما ہونے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر بزدل اور بیمار شخص کی طرح آپ کو خیالات نے بہکایا نہیں۔ ہر فساد اور مصیبت کے موقع پر ثابت ہو گیا کہ آپ کوہِ رضویٰ سے زیادہ راسخ اور مضبوط ہیں۔ آپ نے ہر اُس شخص کو جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہلاک کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاطر تمام تعلقات کو پرے پھینک دیا۔ آپ کی تمام خوشی اعلاءِ کلمۂ اسلام اور خیر الانامؐ کی اتباع میں تھی۔ پس اپنے دین کی حفاظت کرنے والے (حضرت ابوبکرؓ) کا دامن تھام لے اور اپنی فضول گوئی چھوڑ دے

وَ شَابَهَهُ الْفَارُوْقُ فِیْ كُلِّ خُطَّةٍ وَ سَاسَ الْبَرَایَا كَالْمَلِیْكِ الْمُدَبِّرِ

اور (عُمر) فاروق ہر فضیلت میں ان کے مشابہ ہوا اور اس نے ایک مدبّر بادشاہ کی طرح رعایا کا انتظام کیا۔

بقية الحاشية :۔ وانی ماقلت كمتبع الاهواء او مقلد امر وجد من الاباء بل حُبّب الیّ مُذ سَعَتْ قدمی ونفث قلمی ان اتخذ التحقيق شرعة والتعميق نُجعة فكنت انقب عن كل خبر وا سئل عن كل حبر. فوجدت الصديق صديقا وكشف علیّ هذا الامر تحقيقا فاذا الفيته امام الائمة وسراج الدّين والاُمّة شددت يدی بغرزه وأويت الی حرزه واستنزلت رحمة ربی بحبّ الصالحين. فرحمنی وآوانی وايّدنی وربّانی وجعلنی من المكرمين. وجعلنی مجدّد هذه المأة والمسيح الموعود من الرحمة وجعلنی من المكلّمين واذهب عنی الحزن واعطانی ما لم يعط احد من العالمين. وكل ذٰلك بالنبی الكريم الاُمّی و حبّ هٰؤلاء المقربين اللّٰهم فصلّ و سلّم علی افضل رسلك و خاتم انبياء ك محمد خير الناس اجمعين. واللّٰه ان ابا بكر كان صاحب النبی صلعم فی الحرمين و فی القبرين. اعنی قبر الغار الذی تواریٰ فيه كالميت عند الاضطرار. والقبر الذی فی المدينة ملتصقا بقبر خير البرية فانظر مقام الصديق ان كنت من اهل التعميق. حمده اللّٰه و خلافته فی القراٰن واثنی عليه باحسن البيان ولا شك انه مقبول اللّٰه و مستطاب وهل يحتقر قدره الا مصاب غابت شوائب الاسلام بخلافته

بقیہ حاشیہ:۔ اور میں نے جو کچھ کہا ہے وہ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والے شخص کی طرح یا آباؤ واجداد کے خیالات کی تقلید کرنے والے کی طرح نہیں کہا بلکہ جب سے میرے قدم نے چلنا اور میرے قلم نے لکھنا شروع کیا، مجھے یہی محبوب رہا کہ میں تحقیق کو اپنا مسلک اور غور وفکر کو اپنا مقصود بناؤں۔ چنانچہ میں ہر خبر کی چھان بین کرتا اور ہر ماہر علم سے پوچھتا۔ پس میں نے صدیق (اکبرؓ) کو (واقعی) صدیق پایا۔ اور تحقیق کی رو سے یہ امر مجھ پر منکشف ہوا۔ جب میں نے آپ کو تمام اماموں کا امام اور دین اور امت کا چراغ پایا۔ تب میں نے آپؓ کی رکاب کو مضبوطی سے تھام لیا اور آپؓ کی امان میں پناہ لی اور صالحین سے محبت کر کے اپنے ربّ کی رحمت حاصل کرنی چاہی۔ پس اُس (خدائے رحیم) نے مجھ پر رحم فرمایا۔ پناہ دی، میری تائید فرمائی اور میری تربیت کی اور مجھے معزز لوگوں میں سے بنایا۔ اور اپنی رحمتِ خاص سے اُس نے مجھے اس صدی کا مجدّد اور مسیح موعود بنایا اور مجھے ملہمین میں سے بنایا۔ مجھ سے غم کو دُور کیا اور مجھے وُہ کچھ عطا کیا جو دُنیا جہان میں کسی اور کو عطا نہیں کیا۔ اور یہ سب اُس نبی کریم اُمّی اور ان مقربین کی محبت کے طفیل حاصل ہوا۔ اے اللہ! تو اپنے افضل الرسل اور اپنے خاتم الانبیاء اور دنیا کے تمام انسانوں سے بہتر وجود محمد ﷺ پر درود وسلام بھیج! بخُدا (حضرت) ابوبکرؓ حرمین میں بھی اور دونوں قبروں میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں۔ اس سے میری مراد ایک تو غار کی قبر ہے جس میں آپ بحالت اضطرار وفات یافتہ شخص کی طرح پناہ گزین ہوئے۔ اور پھر (دوسری) وہ قبر جو مدینے میں خیر البریہ ﷺ کی قبر کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اس لئے صدیقِ (اکبرؓ) کے مقام کو سمجھ اگر تو گہری سمجھ کا مالک ہے۔ اللہ نے آپ کی اور آپ کی خلافت کی قرآن میں توصیف فرمائی اور بہترین بیان سے آپ کی ستائش کی ہے۔ بلاشبہ آپؓ اللہ کے مقبول اور پسندیدہ ہیں۔ اور آپ کی قدر ومنزلت کی تحقیر کسی سرپھرے شخص کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ آپ کی خلافت کے ذریعہ اسلام سے تمام خطرات دور ہو گئے

سَعٰی سَعْیَ اِخْلَاصٍ فَظَهَرَتْ عِزَّةٌ وَشَأْنٌ عَظِيْمٌ لِلْخِلَافَةِ فَانْظُرِ

اس نے اخلاص سے کوشش کی تو خلافت کی عزّت اور شانِ عظیم ظاہر ہو گئی۔ پس دیکھ تو سہی۔

بقية الحاشية :- وكمل سعود المسلمين برأفته وكاد ان ينفطر عمود الاسلام لو لا الصديق صديق خير الانام. وجد الاسلام كالمهتر الضعيف والموؤف النحيف فنهض لاعادة حبره و سبره كالحاذقين. واوغل فى اثر المفقود كالمنهوبين. حتى عاد الاسلام الى رشاقة قده وأسالة خده و نضرة جمّاله و حلاوة زلاله و كان كلّ هذا من صدق هذا العبد الامين. عفّر النفس و بدل الحالة وما طلب الجعالة الا ابتغاء مرضات الرحمان و ما اظلّ المَلَوان عليه الا فى هذا الشأن كان محيى الرفات ودافع الأفات و واقى الغافات. وكلُّ لبّ النصرة جاء فى حصته وهذا من فضل اللّٰه و رحمته والأن نذكر قليلا من الشواهد متوكّلا على اللّٰه الواحد ليظهر عليك كيف اعدم فتنا مشتدة الهبوب ومحنًا مشتنطة الأُلْهوب و كيف اعدم فى الحرب ابناء الطعن والضرب فبانت دخيلةُ امره من افعاله وشهدت اعماله على سر خصاله فجزاه اللّٰه خير الجزاء و حشره فى ائمة الاتقياء ورحمنا بهؤلاء الاحباء فتقبل منى يا ذاالالاء والنعماء وانك ارحم الرحماء وانّك خير الرّاحمين۔

بقیہ حاشیہ :- اور آپ کی رأفت سے مسلمانوں کی خوش بختی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اگر خیر الانام کا صدیق صدیق اکبرؓ نہ ہوتا تو قریب تھا کہ اسلام کا ستون منہدم ہو جاتا۔ آپ نے اسلام کو ایک ناتواں و بے کس اور نحیف وزار ماؤوف شخص کی طرح پایا تو آپ ماہروں کی طرح اس کی رونق و شادابی کو دوبارہ واپس لانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ایک لٹے ہوئے شخص کی طرح اپنی گمشدہ چیز کی تلاش میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ اسلام اپنے متناسب قد، اپنے ملائم رخسار، اپنی شادابیٔ جمال اور اپنے صاف پانی کی مٹھاس کی طرف لوٹ آیا۔ اور یہ سب کچھ اس بندہ امین کے اخلاص کی وجہ سے ہوا۔ آپ نے نفس کو مٹی میں ملایا اور حالت کو بدلا اور رحمٰن خدا کی خوشنودی کے سوا کسی صلے کے طالب نہ ہوئے۔ اور اسی حالت میں شب و روز آپ پر آئے۔ آپ بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈالنے والے، آفتوں کو دور کرنے والے اور (صحرا کے) میٹھے پھل والے درختوں کو بچانے والے تھے، خالص نُصرت (الٰہی) آپؓ کے حصہ میں آئی۔ اور یہ اللہ کے فضل و رحم کی وجہ سے تھا۔ اور اب ہم خدائے واحد پر توکّل کرتے ہوئے کسی قدر شواہد کا ذکر کرتے ہیں تا کہ تجھ پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ کیونکر آپ نے تند و تیز آندھیوں والے فتنوں اور جُھلسانے والے شعلوں کے مصائب کو ختم کیا اور کس طرح آپ نے جنگ میں بڑے بڑے ماہر نیزہ بازوں اور شمشیر زنوں کو ہلاک کر دیا۔ اس طرح آپ کی باطنی کیفیت آپ کے کارناموں سے ظاہر ہو گئی اور آپ کے اعمال نے آپ کے اوصافِ حمیدہ کی حقیقت پر گواہی دی۔ اللہ آپ کو بہترین جزا عطا کرے اور متقین کے ائمہ میں آپ کا حشر ہو اور (اللہ) اپنے ان محبوبوں کے صدقے ہم پر رحم فرمائے۔ اے نعمتوں اور عنایات کے مالک خدا! میری دعا قبول فرما۔ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور تو رحم کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

﴿۶۴﴾

وَ صَبَّغَ وَجْهَ الْاَرْضِ مِنْ قَتْلِ كَفْرَةٍ فَيَا عَجَبًا مِنْ عَزْمِهِ الْمُتَشَمِّرِ

اور اس نے زمین کی سطح کو کفّار کے قتل سے رنگ دیا پس اس کا عزم مصمّم کیا ہی عجیب تھا۔

بقية الحاشية:۔ فتنة الارتداد بعد وفات النّبی صعلم خير الرسل و امام العباد

لما قبض رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ارتدت العرب اما القبيلة مستوعبة و اما بعض منها و نجم النفاق والمسلمون كالغنم فى الليلة الممطرة لقلتهم وكثرة عدوّهم و ظلام الجو بفقد نبيهم (الجزء الثانى من تاريخ ابن خلدون صفحه ۶۵) وقال ايضا . ارتدت العرب عامة و خاصة واجتمع على طليحة عوام طیء و اسد وارتدت غطفان وتوقفت هوازن فامسكوا الصدقة وارتد خواص من بنى سليم وكذا سائر الناس بكل مكان (صفحه ۶۵) وقال ابن الأثير فى تاريخه لما توفى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و وصل خبره الٰى مكة وعامله عليها عتاب بن أسيد استخفى عتاب وارتجت مكة وكاد اهلها يرتدون (الجزء الاول صفحه ۱۳۴)وقال ايضًا. ارتدت العرب امّا عامة او خاصة من كل قبيلة وظهر النفاق واشرأبت اليهود والنصرانية و بقى المسلمون كالغنم فى الليلة الممطرة لفقد نبيّهم و قلّتهم و كثرة عدوهم فقال الناس لابى بكر انّ هٰؤلاء يعنون جيش اسامة جند المسلمين والعرب علٰى ما ترٰى فقد انتقضت بك فلا ينبغى ان تفرق جماعة المسلمين عنك فقال ابوبكر والذى نفسى بيده

بقیہ حاشیہ:۔ بندوں کے امام اور خیر الرسل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتنۂ ارتداد

’’جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو عرب مرتد ہو گئے یا تو پورے کا پورا قبیلہ یا اُن کا کچھ حصہ۔ نفاق پیدا ہو گیا اور مسلمان اپنی قلّت کی وجہ سے اور دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے نیز اپنے نبیؐ کی وفات سے فضا کے تاریک ہو جانے کی وجہ سے ایسے ہو گئے تھے جیسے کہ بارش والی رات کو بھیڑ بکریاں۔‘‘ (تاریخ ابن خلدون جزء ثانی صفحہ ۶۵) ابن خلدون نے مزید لکھا ہے ’’عرب کے عوام و خواص مرتد ہو گئے۔ اور بنو طے اور بنو اَسد طُلَیحہ کے ہاتھ پر جمع ہو گئے اور بنو غَطفان مرتد ہو گئے۔ اور بنو ھوازن متردد ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینی روک دی۔ نیز بنو سُلَیم کے سردار مرتد ہو گئے۔ اور اسی طرح ہر جگہ پر باقی لوگوں کا بھی یہی حال تھا۔‘‘ (صفحہ ۶۵) ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ’’جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ کی وفات کی خبر مکہ اور وہاں کے گورنر عتاب بن اُسَید کو پہنچی۔ تو عتاب چھپ گیا۔ اور مکّہ لرز اُٹھا۔ اور قریب تھا کہ اُس کے باشندے مرتد ہو جاتے۔‘‘ (الجزء الاوّل صفحہ ۱۳۴) اور مزید لکھا ہے کہ ’’عرب مرتد ہو گئے، ہر قبیلہ میں سے عوام یا خواص۔ اور نفاق ظاہر ہو گیا اور یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں کی اپنے نبیؐ کی وفات کی وجہ سے، نیز اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کے باعث ایسی حالت ہو گئی تھی جیسی بارش والی رات میں بھیڑ بکریوں کی ہوتی ہے۔ اس پر لوگوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ یہ لوگ صرف اسامہ کے لشکر کو ہی مسلمانوں کا لشکر سمجھتے ہیں۔ اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں عربوں نے آپ سے بغاوت کر دی ہے۔ پس مناسب نہیں کہ آپ مسلمانوں کی اس جماعت کو اپنے سے الگ کر لیں۔ اس پر (حضرت) ابوبکرؓ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے!

وَ صَارَ ذُکَاءً کَوْکَبٌ فِیْ وَقْتِہٖ فَوَاھًا لَّہٗ وَ لِوَقْتِہِ الْمُتَطَھِّرِ

اور اس کے عہد میں ستارہ سورج بن گیا تھا۔ پس آفرین ہے اس پر بھی اور اس کے پاک وقت پر بھی۔

بقية الحاشية :۔ لو ظننت ان السباع تختطفني لانفذتُ جيش اسامة كما امر النبي صلعم ولا اردّ قضاءً قضى به رسول اللّٰه صلعم وقال عبد اللّٰه بن مسعود لقد قمنا بعد النّبي صلعم مقامًا كدنا انْ نهلك لو لا ان منّ اللّٰه علينا بابى بكر رضى اللّٰه عنه اجمعنا على ان نقاتل على ابنة مخاض وابنة لبون و ان ناكل قرى عربية ونعبد اللّٰه حتى ياتينا اليقين. (ايضا صفحه ۱۴۲)

خروج مُدعى النبوّة

وثب الاسود باليمن و وثب مسيلمة باليمامة ثم وثب طليحة بن خويلد في بنى اسد يدعى كلهم النبوة (ابن خلدون الجزء الثانى صفحه ۶۰) و تنبأت سجاح بنت الحارث من بنى عقفان واتبعها الهذيل بن عمران فى بنى تغلب و عقبة بن هلال فى النمر والسليل بن قيس فى شيبان و زياد بن بلال واقبلت من الجزيرة فى هٰذه الجموع قاصدة المدينة لتغزو ابا بكر رضى الله عنه (صفحه ۶۵)

استخلافه صلّى الله عليه وسلم ابا بكرؓ نائبا عنه للامامة فى الصّلٰوة

قال ابن خلدون ثم ثقل به الوجع واغمى عليه فاجتمع عليه نساءه واهل بيته والعباس و على ثم حضر وقت الصلٰوة فقال مروا ابا بكر فليصل بالناس. (الجزء الثانى صفحه ۶۲)

بقیہ حاشیہ:۔ اگر مجھے اس بات کا یقین بھی ہو جائے کہ درندے مجھے اُچک لیں گے تب بھی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق اسامہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا۔ جو فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میں اُسے منسوخ نہیں کرسکتا۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم ایک ایسے مقام پر کھڑے ہوگئے تھے کہ اگر اللہ ہم پر ابوبکرؓ کے ذریعہ احسان نہ فرماتا ﴿۶۵﴾
تو قریب تھا کہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ آپؓ نے ہمیں اس بات پر اکٹھا کیا کہ ہم بنتِ مَخاض (ایک سالہ اونٹنی) اور بنتِ لَبون (دوسالہ اونٹنی) کی (زکوٰۃ کی وصولی کے لئے) جنگ لڑیں اور یہ کہ ہم عرب بستیوں کو کھا جائیں اور ہم اللہ کی عبادت کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ موت ہمیں آ لے۔ (صفحہ۱۴۲)

مدعیانِ نبوت کا خروج

اَسود یمن سے، مُسَیلمہ یمامہ سے اور پھر طُلَیحہ بن خُویلد بنی اسد سے، سب کے سب نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ (ابن خلدون الجزء الثانی صفحہ ۶۰) بنی عَقفان سے سَجَّاح بنت الحارث نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کردیا۔ بنی تَغلَب میں سے ہُذَیل بن عِمران نے، بنی نمر میں سے عقبہ بن ہلال، اور بنی شیبان میں سے سلیل بن قیس اور زیاد بن بلال اُس کے پیروکار بن گئے۔ اور جزیرہ سے تعلق رکھنے والے ان گروہوں سے مل کر مدینہ کا رخ کیا تا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں۔ (صفحہ۶۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی: حضرت ابوبکرؓ کو اپنی نیابت میں امام الصّلوٰۃ بنانا

ابن خلدون کہتے ہیں کہ ’’جب آنحضور ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی اور آپؐ پر غشی طاری ہوگئی تو آپؐ کی ازواج اور دیگر اہلِ بیت، عباس اور علی آنحضرتؐ کے پاس جمع ہوگئے۔ پھر نماز کا وقت ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ابوبکر سے کہہ دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔‘‘ (الجزء الثانی صفحہ۶۲)

وَبَارَى مُلُوكَ الْكُفرِ فِيْ كُلِّ مَعْرِكٍ وَاَهْلَكَ كُلَّ مُبَارِزٍ مُّتَكَبِّرِ

اور اس نے کافر بادشاہوں سے ہر معرکے میں مقابلہ کیا اور ہر متکبّر جنگجو کو ہلاک کر دیا۔

بقية الحاشية:۔ مكان ابی بكرؓ من النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

وقال ابن خلدون ثم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد ما اوصی بثلاث سدّوا ھذہ الابواب فی المسجد الا باب ابی بکر فانی لا اعلم امرءً افضل یدًا عندی فی الصحبة من ابی بکر. (الجزء الثانی صفحہ ۶۲)

شدة حُبّ ابی بکر للنبیّ صَلی اللّٰہ علیہ وسلّم

وذکر ابن خلدون واقبل ابوبکر و دخل علٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکشف عن وجھہ وقبّلہ وقال بابی انت و أمی قد ذقت الموتة التی کتب اللّٰہ علیك و لن یصیبك بعدھا موتة ابدًا (ایضًا صفحہ ۶۳)

وکان من لطائف منن اللّٰہ علیہ واختصاصہ بکمال القرب من النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کما نص بہ ابن خلدون انّہ رضی اللّٰہ عنہ حمل علی السریر الذی حمل علیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و جعل قبرہ مثل قبر النبی مسطحا والصقوا لحدہ بلحد النبی صلعم وجعل رأسہ عند کتفی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکان اخر ما تکلم بہ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین. (صفحہ ۱۷۶)

ولنکتب ھنا کتابا کتبہ الصدیق الٰی قبائل العرب المرتدة لیزید المطلعون علیہ ایمانا وبصیرة بصلابة الصدیق فی ترویج شعائر اللّٰہ والذبّ عن جمیع ما سنّہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ﴿۲۶﴾

بقیہ حاشیہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ کا مقام

ابن خلدون کہتے ہیں کہ ”پھر رسول اللہ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت کرنے کے بعد فرمایا: ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کر دو! کیونکہ میں تمام صحابہ میں احسان میں کسی کو بھی ابوبکر سے زیادہ افضل نہیں جانتا۔“ (الجزء الثانی صفحہ ۶۲)

نبی کریم ﷺ سے حضرت ابوبکرؓ کی انتہائی محبت

ابن خلدون نے ذکر کیا ہے کہ ”(حضرت) ابوبکرؓ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور آپؐ کو بوسہ دیا اور کہا: ”میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، اللہ نے جو موت آپؐ کے لئے مقدر کی تھی اُس کا مزہ آپ نے چکھ لیا۔ لیکن اب اس کے بعد کبھی آپ پر موت نہیں آئے گی۔“ (ایضاً صفحہ ۶۳)

اللہ کے لطیف احسانات میں سے جو اُس نے آپؓ پر فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال قرب کی جو خصوصیت آپ کو حاصل تھی، جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے وہ یہ تھی کہ ابوبکرؓ اُسی چارپائی پر اُٹھائے گئے جس پر رسول اللہ ﷺ کو اٹھایا گیا تھا۔ اور آپؓ کی قبر کو بھی نبی کریم ﷺ کی قبر کی طرح ہموار بنایا گیا۔ اور (صحابہ نے) آپؓ کی لحد کو نبی کریمؐ کی لحد کے بالکل قریب بنایا اور آپؓ کے سر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے متوازی رکھا۔ آپؓ نے جو آخری کلمہ ادا فرمایا وہ یہ تھا کہ (اے اللہ!) مجھے مسلم ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین میں شامل فرما۔ (صفحہ ۱۷۶)

مناسب ہے کہ ہم یہاں وہ خط درج کر دیں جو صدیق اکبرؓ نے مرتد ہونے والے قبائلِ عرب کی طرف لکھا تا کہ اس خط پر اطلاع پانے والے، صدیق اکبرؓ کی شعائر اللہ کی ترویج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام سنن کے دفاع میں مضبوطی کو دیکھ کر ایمان اور بصیرت میں ترقی کریں۔

أَرَى اٰيَةً عُظْمٰى بِاَيْدٍ قَوِيَّةٍ فَوَاهًا لِّهٰذَا الْعَبْقَرِيِّ الْمُظَفَّرِ
اس نے قوی ہاتھوں سے بڑا نشان دکھایا۔ پس آفرین ہے اس فتح مند جوانمرد پر۔

اِمَامُ اُنَاسٍ فِیْ بِجَادٍ مُّرَقَّعٍ مَلِيْكُ دِيَارٍ فِیْ كِسَاءٍ مُّغَبَّرٍ
وہ پیوند شدہ کمبل میں لوگوں کا امام تھا اور غبار آلود چادر میں ملکوں کا بادشاد تھا۔

وَاُعْطِیَ اَنْوَارًا فَصَارَ مُحَدَّثًا وَكَلَّمَهُ الرَّحْمٰنُ كَالْمُتَخَيَّرِ
اور اسے انوارِ الٰہی دیئے گئے سو وہ خدا کا محدَّث بن گیا اور خدائے رحمان نے اس سے برگزیدوں کی طرح کلام کیا۔

بقية الحاشية:۔ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم من ابی بكر خليفة رسول اللّٰه صلعم الٰی من بلغه كتابی هٰذا من عامّة وخاصّة أقام علی اسلامه او رجع عنه سلام علی من اتبع الهدٰی ولم يرجع بعد الهدٰی الی الضلالة والعمٰی فانی احمد اليكم اللّٰه الذی لا الٰه الا هو واشهد ان لا الٰه الا اللّٰه وحده لا شريك له و انّ محمدا عبده ورسوله نقرّ بما جاء به و نكفّر من ابٰی و نجاهده امّا بعد فان اللّٰه تعالٰی ارسل محمدا بالحق من عنده الی خلقه بشيرًا و نذيرا و داعيا الی اللّٰه باذنه وسراجا منيرا لينذر من كان حيا و يحق القول علی الكافرين فهدی اللّٰه بالحق من اجاب اليه و ضرب رسول اللّٰه صلعم من ادبر عنه حتی صار الی الاسلام طوعا وكرها ثم توفی رسول اللّٰه صلعم وقد نفّذ لامر اللّٰه ونصح لأُمّته وقضی الذی كان عليه و كان اللّٰه قد بيّن له ذٰلك ولاهل الاسلام فی الكتاب الذی انزل فقال

بقیہ حاشیہ:۔ بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم یہ خط ابوبکر خلیفۃ الرسول صلعم کی طرف سے ہر خاص و عام کے لئے ہے جس تک پہنچے خواہ وہ اسلام پر قائم رہا ہے یا اس سے پھر گیا ہے۔ ہدایت کی اتباع کرنے والے ہر شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کے بعد گمراہی اور اندھے پن کی طرف نہیں لوٹا۔ پس میں تمہارے سامنے اُس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو واحد ہے، لاشریک ہے۔ اور یہ کہ محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ جو تعلیم آپؐ لے کر آئے اُس کا ہم اقرار کرتے ہیں اور جس نے اُس سے انکار کیا اُسے ہم کافر قرار دیتے ہیں اور اُس سے جہاد کرتے ہیں۔ امّا بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (رسول اللہ ﷺ) کو اپنی جناب سے حق دے کر اپنی مخلوق کی طرف مبشر، نذیر، اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر بھیجا۔ تا کہ آپؐ اُسے ڈرائیں جو زندہ ہو اور کافروں پر فرمان صادق آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو حق کے ساتھ ہدایت دی جس نے آپؐ کو قبول کیا اور جس نے آپؐ سے پیٹھ پھیر لی اُس سے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک جنگ کی کہ وہ طوعًا و کرھًا اسلام میں آ گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ بعد اس کے کہ آپؐ نے اللہ کے حکم کو نافذ فرما لیا اور اُمّت کی خیر خواہی کر لی اور جو ذمہ داری آپؐ پر تھی اُسے پورا کر لیا۔ اور اللہ نے آپؐ پر اور اہل اسلام پر اپنی اس کتاب میں جو اس نے نازل فرمائی اس بات کو خوب کھول کر بیان کر دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا

مَــآ ثِــرُهٗ مَــمْــلُــوَّ ةٌ فِــیْ دَفَــاتِــرٍ فَــضَــائِــلُــهٗ اَجْــلٰــی کَبَدْرٍ اَنْــوَرِ

اس کی خوبیوں سے دفاتر بھرے پڑے ہیں اور اس کے فضائل بدرِ انور کی طرح زیادہ روشن ہیں۔

بقية الحاشية :۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ وقال وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ. اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ وقال للمؤمنين وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ. قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ. اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ. وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ. فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا. وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. فمن كان انما يعبد محمدا فان محمدا قد مات و من كان انما يعبد اللّٰه وحده لا شريك له فان اللّٰه له بالمرصاد حيٌّ قيومٌ لا يموت ولا تاخذه سنة ولا نوم حافظ لامره منتقم من عدوه يجزيه. وانی اوصيكم بتقوى اللّٰه وحظكم ونصيبكم من اللّٰه وما جاء كم به نبيكم صلعم وان تهتدوا بهداه وان تعتصموا بدين اللّٰه فان كل من لم يهده اللّٰه ضال و كل من لم يعافه لمبتلى و كل من لم يُعنه مخذول فمن هداه اللّٰه كان مهتديا و من اضلّه كان ضالا قال اللّٰه تعالٰى

بقیہ حاشیہ:۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ [1] نیز فرمایا وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ. اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ [2] مزید براں مومنوں سے فرمایا: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ. وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا. وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. [3] پس وہ جو محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا (وہ جان لے) کہ محمدؐ تو فوت ہو چکے۔ اور وہ جو واحد یگانہ لاشریک اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا (اُسے معلوم ہو) کہ اللہ اُس کی گھات میں لگا ہوا ہے۔ وہ زندہ ہے اور قائم و دائم ہے، وہ نہیں مرے گا۔ اسے اُونگھ اور نیند نہیں آتی۔ وہ اپنے کاموں کا محافظ ہے۔ اپنے دشمن سے انتقام لینے والا ہے اور اُسے سزا دینے والا ہے۔ میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی اور تمہارے اُس بخت اور نصیب کے حصول کی جو اللہ کے ہاں تمہارے لئے مقرر ہے۔ اور وہ تعلیم جو تمہارا نبی صلعم تمہارے پاس لے کر آیا اُس پر عمل کرنے کی تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ اور یہ کہ تم آپؐ کی رہنمائی سے رہنمائی حاصل کرو اور اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ کیونکہ ہر وہ شخص جسے اللہ ہدایت نہ دے وہ گمراہ ہے اور ہر وہ شخص جسے وہ نہ بچائے وہ آزمائش میں پڑے گا۔ اور ہر وہ شخص جس کی وہ اعانت نہ فرمائے وہ بے یار و مددگار رہے۔ پس جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ قرار دے وہ گمراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

[1] تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ (الزمر:۳۱)

[2] تجھ سے پہلے ہم نے کسی انسان کو غیر طبعی عمر نہیں بخشی۔ کیا اگر تو مر جائے تو وہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہیں گے۔ (الانبیاء:۳۵)

[3] محمد (ﷺ) صرف ایک رسول ہیں۔ اِن سے پہلے سب رسول وفات پا چکے۔ پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی دونوں ایڑیوں کے بل پھر جائے تو (یاد رکھو کہ) وہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا اور اللہ شکر گذاروں کو ضرور بدلہ دے گا۔ (ال عمران:۱۴۵)

فَوَاهًا لَّهُ وَلِسَعْيِهِ وَلِجُهْدِهِ ۔۔۔ وَكَانَ لِدِيْنِ مُحَمَّدٍ خَيْرَ مِغْفَرِ

پس آفرین ہے اس پر اور اس کی کوشش اور جدوجہد پر وہ دینِ محمد ﷺ کے لئے بہترین خود تھا۔

وَفِيْ وَقْتِهِ أَفْرَاسُ خَيْلِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ أَثَرْنَ غُبَارًا فِيْ بِلَادِ التَّنَصُّرِ

اور اس کے عہد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہسواروں کے گھوڑوں نے عیسائیوں کے ملک میں غبار اُڑائی۔

وَكَسَّرَ كِسْرٰى عَسْكَرُ الدِّيْنِ شَوْكَةً ۔۔۔ فَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ غَيْرُ صُوَرِ التَّصَوُّرِ

اور دین کے لشکر نے کسریٰ کو شوکت کے لحاظ سے توڑ ڈالا پس ان (اکاسرہ) میں سے خیالی صورتوں کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔

بقية الحاشية:۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ولم يُقبل منه فى الدنيا عمل حتى يقرّ به ولم يقبل منه فى الأخرة صرف ولا عدل و قد بلغنى رجوع من رجع منكم عن دينه بعد ان اقرّ بالاسلام وعمل به اغترارًا بالله وجهالة بامره واجابة للشيطان قال الله تعالٰى وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا و قال اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔

بقیہ حاشیہ:۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا [1] اور اُس کا دنیا میں کیا ہوا کوئی عمل اُس وقت تک قبول نہ کیا جائے گا جب تک وہ اس (دینِ اسلام) کا اقرار نہ کرلے۔ اور نہ ہی آخرت میں اُس کی طرف سے کوئی معاوضہ اور بدلہ قبول کیا جائے گا۔ اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض نے اسلام کا اقرار کرنے اور اُس پر عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہوئے اور اس کے معاملہ میں جہالت برتتے ہوئے اور شیطان کی بات مانتے ہوئے اپنے دین سے ارتداد اختیار کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا [2] نیز فرمایا: اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ [3]

۱ جسے اللہ (ہدایت کا) راستہ دکھائے وہی ہدایت پر ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے اس کا تو (کبھی) کوئی دوست (اور) راہنما نہیں پائے گا۔ (الکہف:۱۸)

۲ (اور (اُس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدم کے ساتھ (مل کر) سجدہ کرو۔ اس پر انہوں نے (تو اس حکم کے مطابق اس کے ساتھ ہو کر) سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے (نہ کیا) وہ جنوں میں سے تھا سو اُس نے (اپنی فطرت کے مطابق) اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ (اے میرے بندو!) کیا تم مجھے چھوڑ کر اس (شیطان) کو اور اس کی نسل کو (اپنے) دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور وہ (شیطان) ظالموں کے لئے بہت ہی بُرا بدلہ ثابت ہوا ہے۔ (الکہف:۵۱)

۳ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پس اسے دشمن ہی بنائے رکھو۔ وہ اپنے گروہ کو محض اس لئے بلاتا ہے تاکہ وہ بھڑکتی آگ میں پڑنے والوں میں سے ہو جائیں۔ (فاطر:۷)

﴿۶۰﴾ وَ کَانَ بِشَوْکَتِہٖ سُلَیْمَانُ وَقْتِہٖ   وَجُعِلَتْ لَہٗ جِنُّ الْعِدَا کَالْمُسَخَّرِ

اور وہ اپنی شوکت میں اپنے زمانہ کا سلیمان تھا اور دشمنوں کے جِنّ اس کے لئے مسخر کر دیئے گئے تھے ۔

رَأَیْتُ جَلَالَۃَ شَأْنِہٖ فَذَکَرْتُہٗ   وَمَا اَمْدَحُ الْمَخْلُوْقَ اِلَّا لِجَوْھَرِ

میں نے اس کی بزرگ شان کو دیکھا سو اس کا ذکر کیا اور میں مخلوق کی مدح وثناء صرف اس کی خوبی کی وجہ سے کرتا ہوں۔

وَمَا اِنْ اَخَافُ الْخَلْقَ عِنْدَ نَصَاحَۃٍ   وَ اِنَّ الْمَرَارَۃَ یَلْزَمَنْ قَوْلَ مُنْذِرِ

اورنصیحت کے وقت مَیں مخلوق سے نہیں ڈرتا اور انذار کرنے والے کی بات کو تلخی تو لازم ہی ہوتی ہے۔

فَلَمَّا اَجَازَتْ حُلَلُ قَوْلِیْ لُدُوْنَۃً   وَغَارَتْ دَقَائِقُہٗ کَبِئْرٍ مُّقَعَّرِ

جب میرے قول کے لباس (الفاظ) نرمی سے تجاوز کر گئے اور ان کی باریکیاں گہرے کنوئیں کی طرح گہری ہو گئیں۔

فَاَفْتَوْا جَمِیْعًا اَنَّ کُفْرَکَ ثَابِتٌ   وَقَتْلَکَ عَمَلٌ صَالِحٌ لِّلْمُکَفِّرِ

تو ان سب نے فتویٰ دے دیا کہ تیرا کفر تو ثابت ہے اور مُکفّر کے لئے تجھے مار ڈالنا عملِ صالح ہے۔

بقیۃالحاشیۃ :۔ وانی بعثت الیکم فلانا من المھاجرین والانصار والتابعین باحسان وامرتہ ان لا یقاتل احدًا ولا یقتلہ حتی یدعوہ الی داعیۃ اللّٰہ فمن استجاب لہ و اقرّ وکفّ و عمل صالحًا قبل منہ و اعانہ علیہ ومن ابٰی امرت ان یقاتلہ علٰی ذٰلک ثم لا یبقی علی احد منھم قدر علیہ وان یحرقھم بالنار ویقتلھم کلّ قتلۃ وان یسبی النسآء والذراری ولا یقبل من احد الا الاسلام فمن اتبعہ فھو خیر لہ ومن ترکہ فلن یعجز اللّٰہ وقد امرت رسولی ان یقرء کتابی فی کل مجمع لکم والداعیۃ الاذان فاذا اذّن المسلمون فاذّنوا کفّوا عنھم وان لم یؤذّنوا عاجلوھم واذا أذّنوا اسألوھم ما علیھم فان ابوا عاجلوھم وان اقرّوا قبل منھم.

☆ بقیہ حاشیہ:۔اور میں نے مہاجرین، انصار اور حسن عمل سے پیروی کرنے والے تابعین کے لشکر پر فلاں آدمی کو مقرر کر کے تمہاری طرف بھیجا ہے اور میں نے اُسے حکم دیا ہے کہ وہ نہ تو کسی سے جنگ کرے اور نہ اُسے اُس وقت تک قتل کرے جب تک وہ اللہ کے پیغام کی طرف بُلا نہ لے۔ پھر جو اس پیغام کو قبول کر لے اور اقرار کر لے اور باز آ جائے اور نیک عمل کرے تو اس سے قبول کرے اور اُس پر اُس کی مدد کرے۔ اور جس نے انکار کیا تو میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اُس سے اس بات پر جنگ کرے اور جس پر قابو پائے اُن میں سے کسی ایک کو بھی باقی رہنے نہ دے اور یا وہ اُنہیں آگ سے جلا ڈالے اور ہر طریق سے انہیں قتل کرے، اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے۔ اور کسی سے اسلام سے کم کوئی چیز قبول نہ کرے۔ پھر جو اُس کی اتباع کرے تو یہ اُس کے لئے بہتر ہے اور جس نے اسے ترک کیا تو وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکے گا۔ اور میں نے اپنے پیغامبر کو حکم دیا ہے کہ وہ میرے اس خط کو تمہارے ہر مجمع میں پڑھ کر سنا دے۔ اور اذان ہی (اسلام کا) اعلان ہے پس جب مسلمان اذان دیں تو وہ بھی اذان دے دیں اور ان (پر حملہ) سے رُک جائیں۔ اور اگر وہ اذان نہ دیں تو ان پر حملہ جلد کرو اور جب وہ اذان دے دیں تو جو ان پر فرائض ہیں اُن کا مطالبہ کرو اور اگر وہ انکار کریں تو ان پر جلد حملہ کرو۔ اور اگر اقرار کر لیں تو اُن سے قبول کر لیا جائے۔

لَقَدْزَيَّنَ الشَّيْطَانُ اَوْهَامَهُمْ لَهُمْ فَتَرَكُوا الصَّلَاحَ لِاَجْلِ غَيٍّ مُّدْخِرِ

یقیناً شیطان نے انسان کے وہموں کو ان کے لئے خوبصورت کر دکھایا ہے۔ پس انہوں نے ذلیل کرنے والی گمراہی کی خاطر نیکی کو چھوڑ دیا ہے۔

وَقَدْ مَسَخَ الْقَهَّارُ صُوَرَ قُلُوْبِهِمْ وَفَقَدُوْا مِنَ الْاَهْوَآءِ قَلْبَ التَّدَبُّرِ

اور خدائے قہّار نے ان کی اندرونی صورتوں کو مسخ کر دیا ہے اور ہوا و ہوس کی وجہ سے انہوں نے سوچنے والا دل کھو دیا ہے۔

وَمَابَقِيَتْ فِيْ طِيْنِهِمْ رِيْحُ عِفَّةٍ فَذَرْهُمْ يَسُبُّوْا كُلَّ بَرٍّ مُّوَقَّرِ

اور ان کی سرشت میں عفّت کی بُو بھی باقی نہیں رہی۔ پس چھوڑ ان کو اس حالت میں کہ وہ ہر باعزّت نیک شخص کو گالیاں دیتے رہیں۔

وَقَدْ كُفِّرَتْ قَبْلِيْ صَحَابَةُ سَيِّدِيْ وَقَدْ جَآءَكَ الْاَخْبَارُ مِنْ كُلِّ مُخْبِرِ

اور مجھ سے پہلے میرے آقا کے صحابہ کی تکفیر کی گئی ہے اور ہر مخبر کی طرف سے تجھے ایسی خبریں مل چکی ہیں۔

يُسِرُّوْنَ اِيْذَائِيْ لِجُبْنِ قُلُوْبِهِمْ وَمَا اِنْ اَرٰى فِيْهِمْ خَصِيْمًا يَّنْبَرِيْ

وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے چھپ کر مجھے ایذاء پہنچاتے ہیں اور میں ان میں کوئی ایسا مدمقابل نہیں پاتا جو سامنے آئے۔

يَفِرُّوْنَ مِنِّيْ كَالثَّعَالِبِ خَشْيَةً يَخَافُوْنَ اَسْيَافِيْ وَرُمْحِيْ وَ خَنْجَرِيْ

وہ ڈر کے مارے مجھ سے لومڑیوں کی طرح بھاگتے ہیں، وہ میری تلواروں، میرے نیزے اور خنجر سے ڈرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ حِرَاصٌ لِلنِّضَالِ عَدَاوَةً غِلَاظٌ شِدَادٌ لَوْ يُطِيْقُوْنَ عَسْكَرِيْ

اور بعض ان میں سے عداوت کی وجہ سے مقابلہ کیلئے حریص ہیں۔ وہ سخت دشمن ہیں۔ کاش وہ میرے لشکر سے مقابلہ کی طاقت رکھتے۔

قَدِاسْتَتَرَتْ اَنْوَارُهُمْ مِّنْ تَعَصُّبٍ وَاِنِّيْ أَرَاهُمْ كَالدَّمَالِ الْمُعَفَّرِ

اور ان کے انوار تعصّب کی وجہ سے چھپ گئے اور میں ان کو خاک آلود گوبر کی طرح پاتا ہوں۔

فَاَعْرَضْنَا عَنْهُمْ وَعَنْ اَرْجَائِهِمْ كَاَنَّا دَفَنَّاهُمْ بِقَبْرٍ مُّقَعَّرِ

پس ہم نے ان سے اور ان کے اطراف و جوانب سے منہ پھیر لیا ہے گویا کہ ہم نے ان کو گہری قبر میں دفن کر دیا ہے۔

وَ وَاللّٰهِ اِنَّا لَانَخَافُ شُرُوْرَهُمْ نَقَلْنَا وَضِيْئَتَنَا اِلٰى بَيْتِ اَقْدَرِ

اور خدا کی قسم! ہم ان کی شرارتوں سے نہیں ڈرتے اور ہم نے اپنا قیمتی متاع خدائے قادر کے گھر منتقل کر دیا ہے۔

وَمَا اِنْ اَخَافُ الْخَلْقَ فِيْ حُكْمِ خَالِقِيْ وَقَدْ خَوَّفُوْا وَاللّٰهُ كَهْفِيْ وَمَأْزَرِيْ

اور میں خالق کے حکم کے بارہ میں خلقت سے نہیں ڈرتا حالانکہ انہوں نے مجھے خوف دلایا ہے اور اللہ میری پناہ اور جائے امان ہے۔

وَاِنَّ الْمُهَيْمِنَ يَعْلَمَنْ كُلَّ مُضْمَرِيْ فَدَعْنِيْ وَرَبِّيْ يَاخَصِيْمِيْ وَ مُكَفِّرِيْ

اور خدائے مُہیمن میرے تمام اندرونے کو جانتا ہے۔ پس مجھے میرے رب کے حوالہ کر دے۔ اے میرے دشمن اور مکفّر!

وَلَوْ كُنْتُ مُفْتَرِيًا كَذُوْبًا لَضَرَّنِىْ عَدَاوَةُ قَوْمٍ جَرَّدُوْا كُلَّ خَنْجَرِ

اور اگر میں مفتری کاذب ہوتا تو ضرور مجھے نقصان دیتی ان لوگوں کی عداوت جنہوں نے ہر خنجر کو نکال لیا ہے۔

بِوَجْهِ الْمُهَيْمِنِ لَسْتُ رَجُلًا كَافِرًا وَاِنَّ الْمُهَيْمِنَ يَعْلَمَنْ كُلَّ مُضْمَرِىْ

خدائے مُہیمن کی ذات کی قسم! میں کافر آدمی نہیں اور یقیناً خدائے مُہیمن میرے تمام اندرونے کو جانتا ہے۔

وَلَسْتُ بِكَذَّابٍ وَّ رَبِّىْ شَاهِدٌ وَيَعْلَمُ رَبِّىْ كُلَّ مَا فِىْ تَصَوُّرِىْ

اور میں کذّاب نہیں اور میرا ربّ گواہ ہے اور میرا ربّ جو کچھ میرے تصوّر میں ہے خوب جانتا ہے۔

وَ اُعْطِيْتُ اَسْرَارًا فَلَا يَعْرِفُوْنَهَا وَ لِلنَّاسِ اٰرَاءٌ بِقَدْرِ التَّبَصُّرِ

اور مجھے اَسرا ردیئے گئے ہیں سو وہ ان کو نہیں جانتے اور لوگوں کی رائیں ان کی بصیرت کے مطابق ہی ہوتی ہیں۔

فَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا تَقَوَّلُوْا عَلَيْهِ بِاَقْوَالِ الضَّلَالِ كَمُفْتَرِىْ ﴿۶۱﴾

ربّ العرش پاک ہے اس سے جو انہوں نے ایک مفتری کی طرح اس پر گمراہی کے اقوال گھڑ لئے ہیں۔

وَمَا اَنَا اِلَّا مُسْلِمٌ تَابِعُ الْهُدٰى فَيَا صَاحِ لَا تَعْجَلْ هَوًى وَّ تَدَبَّرِ

اور میں تو صرف ایک مسلمان ہوں جو ہدایت کے تابع ہے پس اے دوست! ہوائے نفس کی وجہ سے جلدی نہ کر اور سوچ سے کام لے۔

وَلٰكِنْ عُلُوْمِىْ قَدْ بَدَا لُبُّ لُبِّهَا لِمَا رَدِفَتْهَا ظُفْرُ كَشْفٍ مُّقَشِّرِ

اور میرے علوم کا یہ حال ہے کہ ان کا خلاصۂ مغز ظاہر ہو چکا ہے کیونکہ ان علوم کے پیچھے چھلکا اتار دینے والی وضاحت کے ناخن چلے آ رہے ہیں۔

لَقَدْ ضَلَّ سَعْيًا مَنْ اَتَانِىْ مُخَالِفًا وَ رَبِّىْ مَعِىْ وَاللّٰهُ حِبِّىْ وَ مُؤْثِرِىْ

بے شک اس کی کوشش ضائع ہوگئی جو مخالف ہو کر میرے پاس آیا اور میرا ربّ میرے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ میرا دوست اور مجھے پسند کرنے والا ہے۔

وَيَعْلُوْ اُولُوا الطَّغْوٰى بِاَوَّلِ اَمْرِهِمْ وَاَهْلُ السَّعَادَةِ فِى الزَّمَانِ الْمُؤَخَّرِ

اور ابتدائے امر میں تو سرکش لوگ اوپر چڑھ آتے ہیں اور سعادتمند لوگ با لآخر بلند ہوتے ہیں۔

وَلَوْ كُنْتَ مِنْ اَهْلِ الْمَعَارِفِ وَالْهُدٰى لَصَدَّقْتَ اَقْوَالِىْ بِغَيْرِ تَحَيُّرِ

اور اگر تُو اہلِ معرفت اور اہلِ ہدایت سے ہوتا تو تُو میرے اقوال کی، کسی حیرانی کے بغیر، تصدیق کرتا۔

وَلَوْ جِئْتَنِىْ مِنْ خَوْفِ رَبٍّ مُّحَاسِبٍ لَاَصْبَحْتَ فِىْ نَعْمَائِهِ الْمُسْتَكْثَرِ

اگر ربِّ محاسب کے خوف سے تو میرے پاس آتا تو تُو اس کی بہت بڑی نعمت میں رہتا۔

اَ لَا لَا تُضِعْ وَقْتَ الْاِنَابَةِ وَالْهُدٰى صُدُوْدُكَ سَمٌّ يَا قَلِيْلَ التَّفَكُّرِ

خبردار! رجوع الی اللہ اور ہدایت کے وقت کو ضائع نہ کر۔ تیرا رک جانا' اے کم سوچنے والے! ایک زہر ہے۔

وَاِنْ کُنْتَ تَزْعَمُ صَبْرَ جِسْمِكَ فِی اللَّظٰی فَجَرِّبْهُ تَمْرِيْنًا بِحَرْقٍ مُّسَعَّرِ

اگر تیرا خیال ہے کہ تیرا جسم آگ کے شعلے کو برداشت کرسکتا ہے بھڑکنے والی آگ کی جلن کی مشق کرتے ہوئے تو اس کا تجربہ کر۔

وَمَا لَكَ لَا تَبْغِی الْمُعَالِجَ خَائِفًا وَاِنَّكَ فِیْ دَاءٍ عُضَالٍ كَمُحْصَرِ

اور تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ڈر کر معالج کی خواہش نہیں کرتا حالانکہ تو قولنج کے مریض کی طرح سخت بیماری میں مبتلا ہے۔

فَیَا اَیُّهَا الْمُرْخِیْ عِنَانَ تَعَصُّبٍ خَفِ اللّٰهَ وَاقْبَلْ تُحْفَ وَعْظِ الْمُذَكِّرِ

پس اے تعصّب کی باگ کو ڈھیلا کرنے والے! اللہ سے ڈر اور نصیحت کرنے والے کے وعظ کے تحفوں کو قبول کر لے۔

وَخَفْ نَارَ یَوْمٍ لَا یَرُدُّ عَذَابَهَا تَدَلُّلُ شَیْخٍ اَوْتَظَاهُرُ مَعْشَرِ

اور اس دن کی آگ سے ڈر جس کے عذاب کو نہیں ہٹا سکے گا شیخ کا ناز و نخرہ اور نہ ہی قبیلہ کی باہمی امداد۔

سَئِمْنَا تَكَالِیْفَ التَّطَاوُلِ مِنْ عِدًا تَمَادَتْ لَیَالِی الْجَوْرِ یَا رَبِّ فَانْصُرِ

ہم دشمنوں کی دست درازی کی تکلیفوں سے اکتا چکے ہیں۔ظلم کی راتیں لمبی ہوگئی ہیں۔ اے میرے ربّ! تو مدد کر۔

وَاَنْتَ رَحِیْمٌ ذُوْحَنَانٍ وَّ رَحْمَةٍ فَنَجِّ عِبَادَكَ مِنْ وَّبَالٍ مُّدَمِّرِ

اور تو رحیم ہے مہربان اور صاحبِ رحمت ہے سو اپنے بندوں کو مہلک وبال سے بچا لے۔

رَأَیْتَ الْخَطَایَا فِیْ اُمُوْرٍ كَثِیْرَةٍ وَاِسْرَافَنَا فَاغْفِرْ وَ اَیِّدْ وَعَزِّرِ

تو نے بہت سے معاملات میں (ہماری) خطاؤں اور ہماری زیادتیوں کو دیکھا ہے۔ پس بخش دے اور مدد فرما اور تقویت دے۔

وَ اَنْتَ كَرِیْمُ الْوَجْهِ مَوْلًی مُجَامِلٌ فَلَا تَطْرُدِ الْغِلْمَانَ بَعْدَ التَّخَیُّرِ

تو کریم و مہربان ہے! تُو حسن سلوک فرمانے والا آقا ہے۔ پس تو ان غلاموں کو منتخب فرمانے کے بعد نہ دھتکار۔

وَجِئْنَاكَ كَالْمَوْتٰی فَاَحْیِ اُمُوْرَنَا وَنَسْتَغْفِرُنْكَ مُسْتَغِیْثِیْنَ فَاغْفِرِ

ہم تیرے پاس مُردوں کی طرح آئے ہیں پس ہمارے معاملات کو زندگی بخش۔ ہم تجھ سے مدد کی درخواست کرتے ہوئے بخشش مانگتے ہیں۔ پس معاف فرما۔

اِلٰی اَیِّ بَابٍ یَا اِلٰهِیْ تَرُدُّنِیْ اَتَتْرُكُنِیْ فِیْ كَفِّ خَصْمٍ مُخَسِّرِیْ

کس دروازے کی طرف اے میرے معبود! تو مجھے دھکیلے گا؟ کیا تو مجھے میرے نقصان رساں دشمن کے ہاتھوں میں چھوڑ دے گا؟

اِلٰهِیْ فَدَتْكَ النَّفْسُ اَنْتَ مَقَاصِدِیْ تَعَالَ بِفَضْلٍ مِّنْ لَّدُنْكَ وَبَشِّرِ

اے میرے معبود! میری جان تجھ پر فدا ہو۔ تو ہی تو میرا مقصود ہے۔ اپنے فضل کے ساتھ آ اور مجھے خوشخبری دے۔

أَاَعْرَضْتَ عَنِّیْ لَا تُكَلِّمُ رَحْمَةً وَقَدْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِ الْمَصَائِبِ مُخْبِرِیْ

کیا تو نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے (جو) تو شفقت کے ساتھ مجھ سے کلام نہیں فرماتا۔ تُو تو ان مصائب سے پہلے میرا مخبر تھا۔

وَ كَيْفَ اَظُنُّ زَوَالَ حُبِّكَ طَرْفَةً   وَيَأْطِرُ قَلْبِيْ حُبُّكَ الْمُتَكَثِّرِ

اور میں تیری محبت کے زوال کا ایک لحظہ کے لئے بھی کیسے گمان کر سکتا ہوں جب کہ تیری بہت بڑی محبت میرے دل کو (تیری طرف) جھکا رہی ہے۔

وَجَدْتُّ السَّعَادَةَ كُلَّهَا فِيْ اِطَاعَةٍ   فَوَفِّقْ لِاٰخَرَ مِنْ خُلُوْصٍ وَّ يَسِّرِ ﴿۶۲﴾

اے خدا! میں نے ساری کی ساری خوش بختی اطاعت میں پائی ہے۔ پس دوسروں کو بھی خلوص کی توفیق دے اور آسانی پیدا کر۔

اِلٰهِيْ بِوَجْهِكَ اَدْرِكِ الْعَبْدَ رَحْمَةً   تَعَالَ اِلٰى عَبْدٍ ذَلِيْلٍ مُّكَفَّرِ

اے میرے خدا! اپنی ذات کے طفیل اس بندے کی رحم کے ساتھ دستگیری فرما اور (اپنے) کمزور اور عاجز بندے کی طرف جسے کافر ٹھہرایا گیا، آ جا۔

وَمِنْ قَبْلِ هٰذَا كُنْتَ تَسْمَعُ دَعْوَتِيْ   وَقَدْ كُنْتَ فِي الْمِضْمَارِ تُرْسِيْ وَ مَأْزَرِيْ

اور اس سے پہلے تو میری دعائیں سنتا رہا ہے اور تو میدان میں میری ڈھال اور پناہ بنا رہا ہے۔

اِلٰهِيْ اَغِثْنِيْ يَا اِلٰهِيْ اَمِدَّنِيْ   وَبَشِّرْ بِمَقْصُوْدِيْ حَنَانًا وَّ خَبِّرِ

اے میرے خدا! میری فریاد رسی کر۔ اے میرے خدا! میری مدد کر اور مہربانی سے میرے مقصود کی بشارت دے اور آگاہ کر۔

اَرِنِيْ بِنُوْرِكَ يَا مَلَاذِيْ وَ مَلْجَأِيْ   نَعُوْذُ بِوَجْهِكَ مِنْ ظَلَامٍ مُّدَعْثِرِ

مجھے اپنا نور دکھا۔ اے میرے ملجا و ماوٰی! ہم ہلاک کرنے والی تاریکی سے تیری ذات کی پناہ لیتے ہیں۔

وَخُذْ رَبِّ مَنْ عَادَى الصَّلَاحَ وَ مُفْسِدًا   وَ نَزِّلْ عَلَيْهِ الرِّجْزَ حَقًّا وَّ دَمِّرِ

اور اے میرے رب! نیکی کے دشمن اور مفسد کو گرفتار کر۔ اور حق کی خاطر اس پر عذاب نازل کر اور اسے تباہ کر۔

وَكُنْ رَبِّ حَنَّانًا كَمَا كُنْتَ دَائِمًا   وَاِنْ كُنْتُ قَدْ غَادَرْتُ عَهْدًا فَذَكِّرِ

اور اے میرے ربّ! تو مہربان رہ جیسا کہ تو ہمیشہ مہربان تھا اور اگر میں ذمہ داری کو چھوڑ چکا ہوں تو یاد دلا۔

وَاِنَّكَ مَوْلًى رَاحِمٌ ذُوْ كَرَامَةٍ   فَبَعِّدْ عَنِ الْغِلْمَانِ يَوْمَ التَّشَوُّرِ

اور یقیناً تو رحم کرنے والا آقا اور صاحبِ کرم ہے سو تو اپنے غلاموں سے شرمندگی کے دن کو دور کر دے۔

أَرَى لَيْلَةً لَيْلَاءَ ذَاتَ مَخَافَةٍ   فَهَنِّئْ وَ بَشِّرْنَا بِيَوْمٍ عَبْقَرِيْ

میں بہت سیاہ خوفناک رات کو دیکھ رہا ہوں پس تو مبارک بادی دے اور ہمیں شاندار دن کی بشارت دے۔

وَفَرِّجْ كُرُوْبِيْ يَا كَرِيْمِيْ وَنَجِّنِيْ   وَمَزِّقْ خَصِيْمِيْ يَا اِلٰهِيْ وَعَفِّرِ

اور اے میرے کریم! میرے دکھوں کو دور کر دے اور مجھے نجات دے اور اے میرے خدا! میرے دشمن کو پارہ پارہ کر دے اور خاک آلود کر دے۔

وَلَيْسَتْ عَلَيْكَ رُمُوْزُ اَمْرِيْ بِغُمَّةٍ   وَتَعْرِفُ مَسْتُوْرِيْ وَ تَدْرِيْ مُقَعَّرِيْ

اور میرے کام کے رموز تجھ پر مخفی نہیں ہیں اور تو میری پوشیدہ باتوں کا علم رکھتا ہے اور میرے دل کی گہرائی کو جانتا ہے۔

زُلَالُكَ مَطْلُوْبٌ فَاَخْرِجْ عُيُوْنَهُ ۔۔۔ جَلَالُكَ مَقْصُوْدٌ فَاَيِّدْ وَاَظْهِرِ

تیرا آبِ زلال مجھے مطلوب ہے سو اس کے چشموں کو جاری کر۔ تیرا جلال مقصود ہے پس تائید کر اور اپنا جلال ظاہر کر۔

وَجَدْنَاكَ رَحْمَانًا فَمَا الْهَمُّ بَعْدَهُ ۔۔۔ نَعُوْذُ بِنُوْرِكَ مِنْ زَمَانٍ مُّكَوَّرِ

جب ہم نے تجھ کو رحمان پایا ہے تو اس کے بعد کیا غم ہو سکتا ہے۔ ہم تاریک زمانہ سے تیرے نور کی پناہ لیتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ كُلُّهُ ۔۔۔ لِرَبٍّ كَرِيْمٍ قَادِرٍ وَّ مُيَسِّرِ

اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ تمام کی تمام حمد ربِّ کریم٬ قادر اور آسانی پیدا کرنے والے کے لئے ہے۔

الوصيّة

إنّ من الشهود أن القدح يوجب القدح، والمدح يوجب المدح. فإنك إذا قلتَ لرجل إنّ أباك رجل شريف صالح، فلن يقول لأبيك إنه شرير طالح، بل يرضيك بكلام زكّاه، ويمدح أباك كمثل مَدْحٍ مدحتَ به أباه، بل يذكره بأصفاه وأعلاه، وأما إذا شتمتَ فيكلّم كما كلّمتَ. فكذلك الذين يسبّون الصدّيق والفاروق، فإنما هم يسبّون عليًّا ويؤذونه ويُضيعون الحقوق.

الوصیّت

یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ تنقید، تنقید کا، اور تعریف، تعریف کا موجب بنتی ہے۔ کیونکہ جب آپ کسی شخص سے یہ کہیں کہ تمہارا باپ نیک شریف آدمی ہے تو وہ آپ کے باپ کے متعلق یہ ہرگز نہیں کہے گا کہ وہ شریر بد بخت ہے بلکہ وہ آپ کو نہایت عمدہ کلام سے خوش کرے گا۔ اور وہ ویسے ہی آپ کے والد کی تعریف کرے گا جیسے آپ نے اُس کے والد کی تعریف کی ہوگی۔ بلکہ اس سے بھی اصفٰی و اعلیٰ تر ذکر کرے گا۔ لیکن اگر آپ نے گالی دی ہوگی تو آپ کو وہی کچھ کہے گا جو آپ نے کہا ہو گا۔ پس اسی طرح جو لوگ صدیقِ (اکبرؓ) اور (عمر) فاروقؓ کو گالیاں دیتے ہیں تو حقیقۃً وہ (حضرت) علیؓ کو گالیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ اور انہیں اذیّت پہنچاتے اور حقوق تلف کرتے ہیں۔

فإنك إذا قلتَ إن أبا بكر كافر، فقد هيّجتَ محبَّ الصدّيق الأكبر لأن يقول إنّ عليًّا أكفرُ؛ فما شتمتَ الصدّيق، بل شتمتَ عليًّا وجاوزتَ الطريق. وإنك لا تسبّ أبا أحد لئلا يسبّوا أباك، وكذلك لا تشتم أُمَّ مَن عاداك، ولكن لا تبالي عزّةَ بيت النبوة، ولا تعصمهم من سوء هذه السلسلة، ولا تنظر إلى فساد النتيجة مع دعاوى التشيع وتصلُّف المحبّة، فكل ذنب السبّ على عنقك يا عدوّ آل رسول الله والخمسة المطهرة ومتطبعا لطباع المنافقين.

☆

کیونکہ جب تو یہ کہتا ہے کہ ابوبکرؓ کافر ہیں تو تُو صدیقِ اکبرؓ سے محبت کرنے والے کو جوش دلاتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ علیؓ اُن سے بڑھ کر کافر ہیں۔ اس طرح تو نے صدیقؓ کو گالی نہیں دی بلکہ علیؓ کو گالی دی ہے۔ اور تو تُو نے طریق ادب سے تجاوز کیا۔ کیونکہ تو کسی کے باپ کو اس لئے گالی نہیں دیتا کہ وہ تیرے باپ کو گالی نہ دے۔ اسی طرح تو اُس شخص کی ماں کو گالی نہیں دیتا جو تجھ سے عداوت رکھتا ہے لیکن تو خانوادۂ نبوت کی عزت کی پرواہ نہیں کرتا اور اُنہیں اِس سلسلہ سبّ وشتم کی تکلیف سے نہیں بچاتا اور شیعہ ہونے کے دعوے کرنے اور محبت کی لاف زنی کرنے کے باوجود تو اس کے نتیجہ کی برائی کی طرف نہیں دیکھتا۔ پس اے رسول اللہؐ کی آل اور پنجتن پاک کے دشمن اور منافق طبع شخص! اس سبّ وشتم کا تمام تر گناہ تیری گردن پر ہے۔

☆

مِن المؤلّف

اِنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ كَذُكَاءِ قَدْ نَوَّرُوْا وَجْهَ الْوَرٰى بِضِيَاءِ

یقیناً صحابہ سب کے سب سورج کی مانند ہیں۔ انہوں نے مخلوقات کا چہرہ اپنی روشنی سے منور کر دیا۔

تَرَكُوْا اَقَارِبَهُمْ وَحُبَّ عِيَالِهِمْ جَاءُوْا رَسُوْلَ اللهِ كَالْفُقَرَاءِ

انہوں نے اپنے اقارب کو اور عیال کی محبت کو بھی چھوڑ دیا اور رسول اللہ کے حضور میں فقراء کی طرح حاضر ہو گئے۔

ذُبِحُوْا وَمَاخَافُوا الْوَرٰى مِنْ صِدْقِهِمْ بَلْ اٰثَرُوا الرَّحْمَانَ عِنْدَ بَلَاءِ

وہ ذبح کئے گئے اور اپنے صدق کی وجہ سے مخلوق سے نہ ڈرے بلکہ مصیبت کے وقت انہوں نے خدائے رحمٰن کو اختیار کیا۔

تَحْتَ السُّيُوْفِ تَشَهَّدُوْا لِخُلُوْصِهِمْ شَهِدُوْا بِصِدْقِ الْقَلْبِ فِی الْاَمْلَاءِ

اپنے خلوص کی وجہ سے وہ تلواروں کے نیچے شہید ہو گئے اور مجالس میں انہوں نے صدقِ قلب سے گواہی دی۔

حَضَرُوا الْمَوَاطِنَ كُلَّهَا مِنْ صِدْقِهِمْ حَفَدُوْا لَهَا فِیْ حَرَّةٍ رَجْلَاءِ

اپنے صدق کی وجہ سے وہ تمام میدانوں میں حاضر ہو گئے۔ وہ ان میدانوں کی سنگلاخ سخت زمین میں جمع ہو گئے۔

اَلصَّالِحُوْنَ الْخَاشِعُوْنَ لِرَبِّهِمْ اَلْبَائِتُوْنَ بِذِكْرِهٖ وَبُكَاءِ

وہ صالح تھے، اپنے رب کے حضور عاجزی کرنے والے تھے وہ اس کے ذکر میں رو رو کر راتیں گذارنے والے تھے۔

قَوْمٌ كِرَامٌ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَهُمْ كَانُوْا لِخَيْرِ الرُّسُلِ كَالْاَعْضَاءِ

وہ بزرگ لوگ تھے۔ ہم ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔ وہ خیرالرسل کے لئے بمنزلہ اعضاء کے تھے۔

مَا كَانَ طَعْنُ النَّاسِ فِيْهِمْ صَادِقًا بَلْ حِشْنَةٌ نَشَأَتْ مِنَ الْاَهْوَاءِ

لوگوں کے طعن ان کے بارے میں سچے نہ تھے بلکہ وہ ایک کینہ ہے جو ہوا و ہوس سے پیدا ہوا ہے۔

اِنِّیْ اَرٰى صَحْبَ الرَّسُوْلِ جَمِيْعَهُمْ عِنْدَ الْمَلِيْكِ بِعِزَّةٍ قَعْسَاءِ

میں رسول ﷺ کے تمام کے تمام صحابہ کو خدا کے حضور میں دائمی عزت کے مقام پر پاتا ہوں۔

تَبِعُوا الرَّسُوْلَ بِرَحْلِهٖ وَ ثَوَاءِ صَارُوْا بِسُبُلِ حَبِيْبِهِمْ كَعَفَاءِ

انہوں نے رسول ﷺ کی پیروی کی سفر اور حضر میں اور وہ اپنے حبیب کی راہوں میں خاکِ راہ ہو گئے۔

نَهَضُوْا لِنَصْرِ نَبِيِّنَا بِوَفَاءِ عِنْدَ الضَّلَالِ وَفِتْنَةٍ صَمَّاءِ

ہمارے نبی ﷺ کی مدد کے لئے وفاداری کے ساتھ وہ گمراہی اور سخت فتنہ کے وقت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔

وَ تَخَيَّرُوْا لِلّٰهِ كُلَّ مُصِيْبَةٍ   وَتَهَلَّلُوْا بِالْقَتْلِ وَالْإِجْلَاءِ

اور انہوں نے اللہ کی خاطر ہر مصیبت کو اختیار کر لیا اور قتل اور جلاوطنی کو بھی بخوشی قبول کر لیا۔

اَنْوَارُهُمْ فَاقَتْ بَيَانَ مُبَيِّنٍ   يَسْوَدُّ مِنْهَا وَجْهُ ذِي الشَّحْنَاءِ

ان کے انوار بیان کرنے والے کے بیان سے بھی بالا ہو گئے۔ کینہ ور کا چہرہ ان انوار کے مقابلہ میں سیاہ ہو رہا ہے۔

فَانْظُرْ اِلٰى خِدْمَاتِهِمْ وَثَبَاتِهِمْ   وَدَعِ الْعِدَا فِيْ غُصَّةٍ وَّ صَلَاءِ

تو ان کی خدمتوں اور ثابت قدمی کو دیکھ اور دشمن کو ان کے غصّہ اور جلن میں چھوڑ دے۔

يَارَبِّ فَارْحَمْنَا بِصَحْبِ نَبِيِّنَا   وَاغْفِرْ وَاَنْتَ اللّٰهُ ذُوْ اٰلَاءِ

اے میرے ربّ! ہم پر بھی نبی ﷺ کے صحابہ کے طفیل رحم کر اور ہماری مغفرت فرما اور تو ہی نعمتوں والا اللہ ہے۔

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ لَوْ قَدَرْتُ وَلَمْ اَمُتْ   لَاَشَعْتُ مَدْحَ الصَّحْبِ فِي الْاَعْدَاءِ

اللہ جانتا ہے اگر میں قدرت رکھتا اور مجھے موت کا سامنا نہ ہوتا تو میں صحابہ کی تعریف ان کے تمام دشمنوں میں خوب پھیلا کر چھوڑتا۔

اِنْ كُنْتَ تَلْعَنُهُمْ وَ تَضْحَكُ خِسَّةً   فَارْقُبْ لِنَفْسِكَ كُلَّ اِسْتِهْزَاءِ

اگر تو ان کو لعنت کرتا رہا اور کمینگی سے ہنستا رہا تو اپنے لئے ہر استہزاء کا انتظار کر۔

مَنْ سَبَّ اَصْحَابَ النَّبِيِّ فَقَدْ رَدٰى   حَقٌّ فَمَا فِي الْحَقِّ مِنْ اِخْفَاءِ

جس نے نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو گالی دی تو بے شک وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ ایک سچائی ہے سو اس سچائی میں کوئی اخفاء نہیں۔

☆

﴿۶۸﴾

عامّ اطلاع کے لئے

ایک اشتہار

وہ تمام صاحب جنہوں نے شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کے رسائل اشاعت السنہ دیکھے ہوں گے یا ان کے وعظ سنے ہوں گے یا ان کے خطوط پڑھے ہوں گے وہ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ شیخ صاحب موصوف نے اس عاجز کی نسبت کیا کچھ کلمات ظاہر فرمائے ہیں اور کیسے کیسے خود پسندی کے بھرے ہوئے کلمات اور تکبر میں ڈوبے ہوئے ترہات اُن کے منہ سے نکل گئے ہیں کہ ایک طرف تو انہوں نے اس عاجز کو کذاب اور مفتری قرار دیا ہے اور دوسری طرف بڑے زور اور اصرار سے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ مَیں اعلیٰ درجہ کا مولوی ہوں اور یہ شخص سراسر جاہل اور نادان اور زبانِ عربی سے محروم اور بے نصیب ہے اور شاید اس بکواس سے ان کی غرض یہ ہوگی کہ تا ان باتوں کا عوام پر اثر پڑے اور ایک طرف تو وہ شیخ بطالوی کو فاضل یگانہ تسلیم کر لیں اور اعلیٰ درجہ کا عربی دان مان لیں اور دوسری طرف مجھے اور میرے دوستوں کو یقینی طور پر سمجھ لیں کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور نتیجہ یہ نکلے کہ جاہلوں کا اعتبار نہیں۔ جو لوگ واقعی مولوی ہیں انہیں کی شہادت قابلِ اعتبار ہے۔ مَیں نے اس بیچارہ کو لاہور کے ایک بڑے جلسہ میں یہ الہام بھی سنا دیا تھا کہ انّی مهين من اَراد اِهانتك کہ مَیں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کے درپَے ہو۔ مگر تعصب ایسا بڑھا ہوا تھا کہ یہ الہامی آواز اس کے کان تک نہ پہنچ سکی اس نے چاہا کہ قوم کے دلوں میں یہ بات جم جائے کہ یہ شخص ایک حرف عربی کا نہیں جانتا پر خدا نے اسے دکھلا دیا کہ یہ بات الٹ کر اُسی پر پڑی۔ یہ وہی الہام ہے جو کہا گیا تھا کہ مَیں اُسی کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت کے درپے ہوگا۔ سبحان اللہ کیسے وہ قادر اور غریبوں کا حامی ہے پھر لوگ ڈرتے نہیں کیا یہ خدا تعالیٰ کا نشان نہیں کہ وہی شخص جس کی

نسبت کہا گیا تھا کہ جاہل ہے اور ایک صیغہ تک اس کو معلوم نہیں وہ اُن تمام مکفروں کو جو اپنا نام مولوی رکھتے ہیں بلند آواز سے کہتا ہے کہ میری **تفسیر** کے مقابل پر تفسیر بناؤ تو **ہزار روپے انعام لو** اور نور الحق کے مقابل پر بناؤ تو **پانچ ہزار روپیہ پہلے** رکھالو اور کوئی مولوی دم نہیں مارتا۔ کیا یہی مولویت ہے جس کے بھروسہ سے مجھے کافر ٹھہرایا تھا۔ **ایّھا الشیخ** اب وہ الہام پورا ہوا یا کچھ کسر ہے۔ ایک دنیا جانتی ہے کہ مَیں نے اسی **فیصلہ** کی غرض سے اور اسی نیت سے کہ تا شیخ بطالوی کی مولویت اور تمام کفر کے فتوے لکھنے والوں کی اصلیت لوگوں پر کھل جائے۔ کتاب **کرامات الصادقین** عربی میں تالیف کی اور پھر اس کے بعد رسالہ **نور الحق** بھی عربی میں تالیف کیا اور میں نے صاف صاف اشتہار دے دیا کہ اگر شیخ صاحب یا تمام مکفّر مولویوں سے کوئی صاحب رسالہ کرامات الصادقین کے مقابل پر کوئی رسالہ تالیف کریں تو ایک ہزار روپیہ ان کو انعام ملے گا۔ اور اگر نور الحق کے مقابل پر رسالہ لکھیں تو پانچ ہزار روپیہ ان کو دیا جائے گا۔ لیکن وہ لوگ بالمقابل لکھنے سے بالکل عاجز رہ گئے۔ اور جو تاریخ ہم نے اس درخواست کے لئے مقرر کی تھی یعنی **اخیر جون ۱۸۹۴ء** وہ گزر گئی۔ شیخ صاحب کی اس خاموشی سے ثابت ہو گیا کہ وہ علم عربی سے آپ ہی بے بہرہ اور بے نصیب ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ اوّل درجہ کے دروغ گو اور کاذب اور بے شرم ہیں کیونکہ انہوں نے تو تقریرًا و تحریرًا صاف اشتہار دے دیا تھا کہ یہ شخص علم عربی سے محروم اور جاہل ہے یعنی ایک لفظ تک عربی سے نہیں جانتا تو پھر ایسے ضروری مقابلہ کے وقت جس میں اُن پر فرض ہو چکا تھا کہ وہ اپنی علمیت ظاہر کرتے کیوں ایسے چُپ ہو گئے کہ گویا وہ اس دنیا میں نہیں ہیں **خیال کرنا چاہیئے** کہ ہم نے کس قدر تاکید سے اُن کو میدان میں بلایا اور کن کن الفاظ سے اُن کو غیرت دلانا چاہا مگر انہوں نے اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ ہم نے صرف اس خیال سے کہ شیخ صاحب کی عربی دانی کا دعویٰ بھی فیصلہ پا جائے رسالہ نور الحق میں یہ **اشتہار دے دیا** کہ اگر شیخ صاحب عرصہ تین ماہ میں اسی قدر کتاب تحریر کر کے شائع کر دیں اور وہ کتاب درحقیقت

﴿۶۹﴾

جمیع لوازم بلاغت وفصاحت والتزام حق اور حکمت میں نور الحق کے ثانی ہو تو تین ہزار روپیہ نقد بطور انعام شیخ صاحب کو دیا جائے گا اور نیز الہام کے جھوٹا ٹھہرانے کے لئے بھی ایک سہل اور صاف راستہ ان کو مل جائے گا اور ہزار لعنت کے داغ سے بھی بچ جائیں گے۔ ورنہ وہ نہ صرف مغلوب بلکہ الہام کے مصدق ٹھہریں گے۔ مگر شیخ صاحب نے ان باتوں میں سے کسی بات کی بھی پرواہ نہ کی اور کچھ بھی غیرت مندی نہ دکھلائی۔ **اس کا کیا سبب تھا؟** بس یہی کہ یہ مقابلہ شیخ صاحب کی طاقت سے باہر ہے سو ناچار انہوں نے اپنی رسوائی کو قبول کر لیا اور اس طرف رخ نہ کیا یہ اسی الہام کی تصدیق ہے کہ **اِنّی مُھین من اَراد اِھانتک** شیخ صاحب نے منبروں پر چڑھ چڑھ کر صدہا آدمیوں میں صدہا موقعوں میں بار بار اِس عاجز کی نسبت بیان کیا کہ یہ شخص زبان عربی سے محض بے خبر اور علوم دین سے محض نا آشنا ہے ایک جاہل آدمی ہے اور کذاب اور دجّال ہے اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ صدہا خط اسی مضمون کے اپنے دوستوں کو لکھے اور جا بجا یہی مضمون شائع کیا۔ اور اپنے جاہل دوستوں کے دلوں میں بٹھا دیا کہ یہی سچ ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اِس متکبر کا غرور توڑے اور اس گردن کش کی گردن کو مروڑے اور اس کو دکھلا وے کہ کیونکر وہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ سو اس کی توفیق اور مدد اور خاص اس کی تعلیم اور تفہیم سے یہ کتابیں تالیف ہوئیں اور ہم نے کرامات الصادقین اور نور الحق کے لئے آخری تاریخ درخواست مقابلہ کی اس مولوی اور تمام مخالفوں کے لئے **اخیر جون ۱۸۹۴ء** مقرر کی تھی جو گزر گئی اور اب دونوں کتابوں کے بعد یہ کتاب **سرّ الخلافہ** تالیف ہوئی ہے جو بہت مختصر ہے اور نظم اس کی کم ہے اور ایک عربی دان شخص ایسا رسالہ سات دن میں بہت آسانی سے بنا سکتا ہے اور چھپنے کے لئے دس دن کافی ہیں لیکن ہم شیخ صاحب کی حالت اور اس کے دوستوں کی کم مائیگی پر بہت ہی رحم کر کے دس دن اور زیادہ کر دیتے ہیں اور یہ ستائیس دن ہوئے سو ہم فی دن ایک روپیہ کے حساب سے ستائیس روپیہ کے انعام پر یہ کتاب شائع کرتے ہیں اور شیخ صاحب اور ان کے ﴿۷۰﴾

اِسی مولویوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ اپنی سُوءِ قسمت سے ہزار روپیہ کا انعام لینے سے محروم رہے اور پھر پانچ ہزار روپیہ کا انعام پیش کیا گیا تو وہ وقت بھی اُن کی کم مائیگی کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور تاریخ درخواست گزر گئی اب وہ **ستائیس روپیہ کو تو نہ چھوڑیں** ہم نے سنا ہے کہ ان دنوں میں شیخ صاحب پر تنگدستی کی وجہ سے تکلیفات بہت ہیں۔ خشک دوستوں نے وفا نہیں کی۔ پس ان دنوں☆ میں تو اُن کے لئے ایک روپیہ ایک اشرفی کا حکم رکھتا ہے گویا یہ ستائیس روپیہ ستائیس اشرفی ہیں جن سے کئی کام نکل سکتے ہیں اور ہم اپنے سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر رسالہ سر الخلافہ کے مقابل پر شیخ صاحب نے کوئی رسالہ میعاد مقررہ کے اندر شائع کر دیا اور وہ رسالہ ہمارے رسالہ کا ہم پلہ ثابت ہوا تو ہم نہ صرف ستائیس روپیہ ان کو دیں گے بلکہ یہ تحریری اقرار لکھ دیں گے کہ شیخ صاحب ضرور عربی دان اور مولوی کہلانے کے مستحق ہیں بلکہ آئندہ مولوی کے نام سے ان کو پکارا جائے گا۔ اور چاہیئے کہ اب کے دفعہ شیخ صاحب ہمت نہ ہاریں۔ یہ رسالہ تو بہت ہی تھوڑا ہے اور کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر ایک ایک جُز روز گھسیٹ دیں تو صرف چار پانچ روز میں اس کو ختم کر سکتے ہیں۔ اور اگر اپنے وجود میں کچھ بھی جان نہیں تو اُن سو ڈیڑھ سو مولویوں سے مدد لیں جنہوں نے بغیر سوچے سمجھے کے مسلمانوں کو کافر اور جہنم ابدی کی سزا کے لائق ٹھہرایا اور بڑے تکبر سے اپنے تئیں مولوی کے نام سے ظاہر کیا اگر وہ ایک ایک جُز لکھ کر دیں تو شیخ صاحب بمقابل اس رسالہ کے ڈیڑھ سو جُز کا رسالہ شائع کر سکتے ہیں لیکن اگر شیخ صاحب نے پھر بھی ایسا کر نہ دکھایا تو پھر بڑی بے شرمی ہوگی کہ **آئندہ مولوی** کہلاویں بلکہ مناسب ہے کہ آئندہ جھوٹ بولنے اور جھوٹ بلوانے سے پرہیز کریں۔ **شیخ** کا نام آپ کے لئے کافی ہے جو باپ دادے سے چلا آتا ہے یا منشی کا نام بہت ﴿۱۷۰﴾

☆ نوٹ:۔ شیخ صاحب اپنے حال کے پرچہ میں اقراری ہیں کہ اگر اُن کے دوستوں نے اب بھی اُن کی مدد نہ کی تو وہ اس نوکری سے استعفاد ے دیں گے۔ منه

موزوں ہوگا۔لیکن ابھی یہ بات قابل آزمائش ہے کہ آپ منشی بھی ہیں یا نہیں۔ منشی کے لئے ضروری ہے کہ فارسی نظم میں پوری دسترس رکھتا ہو مگر میری نظر سے اب تک آپ کا کوئی فارسی دیوان نہیں گزرا۔ بہرحال اگر ہم رعایت اور چشم پوشی کے طور پر آپ کا منشی ہونا مان بھی لیں اور فرض کرلیں کہ آپ منشی ہیں گو منشیانہ لیاقتیں آپ میں پائی نہیں جاتیں تو چنداں حرج نہیں کیونکہ منشی گری کو ہمارے دین سے کچھ تعلق نہیں لیکن ہم کسی طرح مولوی کا خطاب ایسے نادانوں کو دے نہیں سکتے جن کو ہم پانچ ہزار روپیہ تک انعام دینا کریں تب بھی اُن کی مردہ روح میں کچھ قوت مقابلہ ظاہر نہ ہو ہزار لعنت کی دھمکی دیں کچھ غیرت نہ آوے تمام دنیا کو مددگار بنانے کے لئے اجازت دیں تب بھی ایک جھوٹے منہ سے بھی ہاں نہ کہیں ایسے لوگوں کو اگر مولوی کا لقب دیا جاوے تو کیا بجز مسلمانوں کے کافر بنانے کے کچھ اور بھی ان میں لیاقت ہے۔ ہرگز نہیں۔ چار حدیثیں پڑھ کر نام شیخ الکل **نعوذ باللّٰہ من فتن ھٰذا الدھر و اھلھا و نعوذ باللّٰہ من جھلات الجاھلین۔**

یہ بھی واضح رہے کہ ہر یک باحیا دشمن اپنی دشمنی میں کسی حد تک جا کر ٹھہر جاتا ہے اور ایسے جھوٹوں کے استعمال سے اُس کو شرم آجاتی ہے جن کی اصلیت کچھ بھی نہ ہو مگر افسوس کہ شیخ صاحب نے کچھ بھی اس انسانی شرم سے کام نہیں لیا جہاں تک ضرر رسانی کے وسائل اُن کے ذہن میں آئے انہوں نے سب استعمال کئے اور کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اوّل تو لوگوں کو اٹھایا کہ یہ شخص کافر ہے اور دجال ہے اس کی ملاقات سے پرہیز کرو اور جہاں تک ہو سکے اس کو ایذا دو اور ہر یک ظلم سے اس کو دکھ دو سب ثواب کی بات ہے۔ اور جب اس تدبیر میں ناکام رہے تو گورنمنٹ انگریزی کو مشتعل کرنے کے لئے کیسے کیسے جھوٹ بنائے کیسے کیسے مفتریات سے مدد لی لیکن یہ گورنمنٹ دور اندیش اور مردم شناس گورنمنٹ ہے سکھوں کے قدم پر نہیں چلتی کہ دشمن اور خود غرض کے منہ سے ایک بات سن کر افروختہ ہو جائے بلکہ اپنی خدا داد عقل سے کام

لیتی ہے۔سو گورنمنٹ دانشمند نے اس شخص کی تحریروں پر کچھ توجہ نہ کی اور کیونکر توجہ کرتی اُس کو معلوم تھا کہ ایک خودغرض دشمن نفسانی جوش سے جھوٹی مخبری کر رہا ہے گورنمنٹ کو اس عاجز کے خاندان کے خیر خواہ ہونے پر بصیرت کامل تھی اور گورنمنٹ خوب جانتی تھی کہ یہ عاجز عرصہ چودہ سال سے برخلاف ان تمام مولویوں کے بار بار یہ مضمون شائع کر رہا ہے کہ ہم لوگ جو گورنمنٹ برطانیہ کی رعیت ہیں ہمارے لئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گورنمنٹ ھٰذا کے زیر اطاعت رہنا اپنا فرض ہے اور بغاوت کرنا حرام۔اور جو شخص بغاوت کا طریق اختیار کرے یا اس کے لئے کوئی مفسدانہ بناڈالے یا ایسے مجمع میں شریک ہو یا راز دار ہو تو وہ اللہ اور رسول کے حکم کی نافرمانی کر رہا ہے اور جو کچھ اس عاجز نے گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ بننے کے لئے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے وہ سب سچ ہے۔نادان مولوی نہیں جانتے کہ جہاد کے واسطے شرائط ہیں سکھا شاہی لوٹ مار کا نام جہاد نہیں اور رعیت کو اپنی محافظ گورنمنٹ کے ساتھ کسی طور سے جہاد درست نہیں اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ایک گورنمنٹ اپنی ایک رعیت کے جان اور مال اور عزت کی محافظ ہو اور ان کے دین کے لئے بھی پوری پوری آزادی عبادات کے لئے دے رکھی ہو۔لیکن وہ رعیت موقع پا کر اس گورنمنٹ کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو یہ دین نہیں بلکہ بیدینی ہے اور نیک کام نہیں بلکہ بدمعاشی ہے۔خدا تعالیٰ ان مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے کہ جو اس مسئلہ کو نہیں سمجھتے اور اس گورنمنٹ کے تحت میں ایک منافقانہ زندگی بسر کر رہے ہیں جو ایمانداری سے بہت بعید ہے۔ہم نے سارا قرآن شریف تدبر سے دیکھا مگر نیکی کی جگہ بدی کرنے کی تعلیم کہیں نہیں پائی۔ہاں یہ سچ ہے کہ اس گورنمنٹ کی قوم مذہب کے بارے میں نہایت غلطی پر ہے وہ اس روشنی کے زمانہ میں ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور ایک عاجز مسکین کو رب العالمین کا لقب دے رہے ہیں۔مگر اس صورت میں تو وہ اور بھی رحم کے لائق اور راہ دکھانے کے محتاج ہیں کیونکہ وہ بالکل صراط مستقیم کو بھول گئے اور دور جا پڑے ہیں۔ہم کو چاہیئے کہ ان کے احسان یاد کر کے ان کے لئے جناب الٰہی میں دعا کریں کہ اے خداوند

﴿۷۲﴾

قادر ذوالجلال ان کو ہدایت بخش اوران کے دلوں کو پاک توحید کے لئے کھول دے اور سچائی کی طرف پھیر دے تا وہ تیرے سچے اور کامل نبی اور تیری کتاب کو شناخت کر لیں اور دین اسلام ان کا مذہب ہو جائے۔ ہاں پادریوں کے فتنے حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں اوران کی مذہبی گورنمنٹ ایک بہت شور ڈال رہی ہے مگران کے فتنے تلوار کے نہیں ہیں قلم کے فتنے ہیں سواے مسلمانوں تم بھی قلم سے اُن کا مقابلہ کرو اور حد سے مت بڑھو۔ خدا تعالیٰ کا منشاء قرآن شریف میں صاف پایا جاتا ہے کہ قلم کے مقابل پر قلم ہے اور تلوار کے مقابل پر تلوار۔ مگر کہیں نہیں سنا گیا کہ کسی عیسائی پادری نے دین کے لئے تلوار بھی اٹھائی ہو۔ پھر تلوار کی تدبیریں کرنا قرآن کریم کو چھوڑنا ہے بلکہ صاف بے راہی اور الٰہی ہدایت سے سرکشی ہے۔ جن میں روحانیت نہیں وہی ایسی تدابیریں کیا کرتے ہیں جو اسلام کا بہانہ کر کے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو سمجھ بخشے۔ افغانی مزاج کے آدمی اس تعلیم کو بُرا مانیں گے مگر ہم کو اظہار حق سے غرض ہے نہ ان کے خوش کرنے سے اور نہایت مضر اعتقاد جس سے اسلام کی روحانیت کو بہت ضرر پہنچ رہا ہے یہ ہے کہ یہ تمام مولوی ایک ایسے مہدی کے منتظر ہیں جو تمام دنیا کو خون میں غرق کر دے اور خروج کرتے ہی قتل کرنا شروع کر دے۔ اور یہی علامتیں اپنے فرضی مسیح کی رکھی ہوئی ہیں کہ وہ آسمان سے اترتے ہی تمام کافروں کو قتل کر دے گا اور وہی بچے گا جو مسلمان ہو جائے۔ ایسے خیالات کے آدمی کسی قوم کے سچے خیر خواہ نہیں بن سکتے بلکہ ان کے ساتھ اکیلے سفر کرنا بھی خوف کی جگہ ہے۔ شاید کسی وقت کافر سمجھ کر قتل نہ کر دیں اور اپنے اندر کے کفر سے بے خبر ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے بیہودہ مسائل کو اسلام کی جُز قرار دینا اور نعوذ باللہ قرآنی تعلیم سمجھنا اسلام سے ہنسی کرنا ہے اور مخالفوں کو ٹھٹھے کا موقعہ دینا ہے۔ کوئی عقل اس بات کو تجویز نہیں کر سکتی کہ کوئی شخص آتے ہی بغیر اتمام حجت کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دے۔ یا جس گورنمنٹ کے تحت میں زندگی بسر کرے اسی کی تباہی کے گھات میں لگا رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی روحیں بکلی مسخ ہو چکی ہیں اور

﴿۷۳﴾

انسانی ہمدردی کی خصلتیں بتمامہا ان کے اندر سے مسلوب ہوگئی ہیں یا خالقِ حقیقی نے پیدا ہی نہیں کیں۔ خدا تعالیٰ ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے۔ نا معلوم کہ ہمارے اس بیان سے وہ لوگ کس قدر جلیں گے اور کیسے منہ مروڑ مروڑ کر کافر کہیں گے مگر ہمیں ان کی اس تکفیر کی کچھ پرواہ نہیں۔ ہر ایک شخص کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ہمیں قرآن شریف کی کسی آیت میں یہ تعلیم نظر نہیں آتی کہ بے اتمام حجت مخالفوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جاوے۔ ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک کفار کے جور و جفا پر صبر کیا۔ بہت سے دکھ دیے گئے دم نہ مارا۔ بہت سے اصحاب اور عزیز قتل کئے گئے ایک ذرا مقابلہ نہیں کیا اور دکھوں سے پیسے گئے مگر سوائے صبر کے کچھ نہیں کیا۔ آخر جب کفار کے ظلم حد سے بڑھ گئے اور انہوں نے چاہا کہ سب کو قتل کر کے اسلام کو نابود ہی کر دیں تب خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو اُن بھیڑیوں کے ہاتھ سے مدینہ میں سلامت پہنچا دیا۔ حقیقت میں وہی دن تھا کہ جب آسمان پر ظالموں کو سزا دینے کے لئے تجویز ٹھہر گئی ۔ تا دلِ مردِ خُدا نامد بدرد۔ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد۔ مگر افسوس کہ کافروں نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ قتل کے لئے تعاقب کیا اور کئی چڑھائیاں کیں اور طرح طرح کے دکھ پہنچائے۔ آخر وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنے بے شمار گناہوں کی وجہ سے اس لائق ٹھہر گئے کہ اُن پر عذاب نازل ہو۔ اگر ان کی شرارتیں اس حد تک نہ پہنچتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز تلوار نہ اٹھاتے مگر جنھوں نے تلواریں اٹھائیں اور خدا تعالیٰ کے حضور میں بے باک اور ظالم ثابت ہوئے وہ تلواروں سے ہی مارے گئے۔ غرض جہاد نبوی کی یہ صورت ہے جس سے اہلِ علم بے خبر نہیں اور قرآن میں یہ ہدایتیں موجود ہیں کہ جو لوگ نیکی کریں تم بھی ان کے ساتھ نیکی کرو۔ جو تمہیں پناہ دیں اُن کے شکر گذار بنے رہو اور جو لوگ تمہیں دکھ نہیں دیتے ان کو تم بھی دکھ مت دو۔ مگر اِس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر افسوس ہے کہ وہ نیکی کی جگہ بدی کرنے کو تیار ہیں اور ایمانی روحانیت اور انسانی رحم سے خالی۔ اللّٰھم اصلح امة محمد صلّی اللّٰه علیه وسلم. اٰمین

﴿۷۴﴾

شیخ محمد حسین بطالوی کا ہمارے کافر ٹھہرانے پر اصرار اور ہماری طرف سے ہمارے اسلامی عقیدہ کا ثبوت اور نیز شیخ صاحب موصوف کے لئے ستائیس روپیہ کا انعام اگر وہ رسالہ سِرّ الخلافہ کے مقابل پر رسالہ لکھ کر شائع کریں۔

خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم نے ایک ذرہ اسلام سے خروج نہیں کیا بلکہ جہاں تک ہمارا علم اور یقین ہے ہم اُن سب باتوں پر قائم اور راسخ ہیں جو نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت ہوتی ہیں اور ہمیں بڑا افسوس ہے کہ شیخ محمد حسین صاحب اور دوسرے ہمارے مخالفوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ ہمیں کافر اور دجّال بنایا اور خلود جہنم ہماری سزا ٹھہرائی بلکہ قرآن اور حدیث کو بھی چھوڑ دیا اور ہم بار بار کہتے ہیں کہ ہم اُن کی نفسانی خواہشوں اور غلطیوں اور خطاؤں کو تو کسی طرح قبول نہیں کر سکتے لیکن اگر کوئی سچی بات اور کتاب اللہ اور حدیث کے موافق کوئی عقیدہ اُن کے پاس ہو جس کے ہم بفرض محال مخالف ہوں تو ہم ہر وقت اس کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے انہیں دکھلا دیا اور ثابت کر دیا کہ **توفّی** کے لفظ میں کتاب الٰہی کا **عام محاورہ**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بول چال کا **عام محاورہ** اور صحابہ کی روز مرہ بول چال کا **عام محاورہ** اور اس وقت سے آج تک عرب کی تمام قوم کا **عام محاورہ** مارنے کے معنوں پر ہے نہ اور کچھ۔ اور ہم نے یہ بھی دکھلایا کہ جو معنی **توفّی** کے لفظ میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے ثابت ہوئے وہ اِسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو گئے **بخاری** کھول کر دیکھو اور پاک دل کے ساتھ اس آیت میں غور کرو کہ مَیں قیامت کے دن اُسی طرح **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** کہوں گا جیسا کہ ایک **عبد صالح** یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور سوچو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلمہ لفظ **توفّی** کے لئے کیسی ایک تفسیر لطیف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی تغیر اور تبدیل کے لفظ متنازعہ فیہ کا مصداق اپنے تئیں ایسا ٹھہرا لیا جیسا کہ آیت موصوفہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس کے ﴿۷۵﴾

مصداق تھے۔ اب کیا ہمیں جائز ہے کہ ہم یہ بات زبان پر لاویں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی ☆ کے حقیقی مصداق نہیں تھے اور حقیقی مصداق عیسیٰ علیہ السلام ہی تھے اور جو کچھ اس آیت سے درحقیقت خدا تعالیٰ کا منشاء تھا اور جو معنے توفی کے واقعی طور پر اس جگہ مراد الٰہی تھی اور قدیم سے وہ مراد علم الٰہی میں قرار پا چکی تھی یعنی زندہ آسمان پر اٹھائے جانا نعوذ باللہ اُس خاص معنی میں آنحضرت صلعم شریک نہیں تھے بلکہ آنحضرت نے اِس آیت کو اپنی طرف منسوب کرنے کے وقت اس کے معنوں میں تغییر وتبدیل کر دی ہے اور دراصل جب اس لفظ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کریں تو اُس کے اور معنے ہیں اور جب حضرت مسیح کی طرف یہ لفظ منسوب کریں تو پھر اس کے وہی حقیقی معنے لئے جاویں گے جو خدائے تعالیٰ کے قدیم ارادہ میں تھے۔ پس اگر یہی بات سچ ہے تو علاوہ اِس فساد صریح کے کہ ایک نبی کی شان سے بہت بعید ہے کہ وہ ایک قرار دادہ معنوں کو توڑ کر اُن میں ایک ایسا

☆ بعض نادان کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں کَمَا کا لفظ موجود ہے جو کسی قدر فرق پر دلالت کرتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توفّی اور حضرت عیسیٰ کی توفّی میں کچھ فرق چاہیئے۔ مگر افسوس کہ یہ نادان نہیں سوچتے کہ مُشَبَّہ مُشَبَّہ بِہٖ کی طرز واقعات میں خواہ کچھ فرق ہو لیکن لُغات میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ مثلاً کوئی کہے کہ جس طرح زید نے روٹی کھائی میں نے بھی اسی طرح روٹی کھائی۔ سو اگرچہ روٹی کھانے کے وضع یا عمدہ اور ناقص ہونے میں فرق ہو مگر روٹی کا لفظ جو ایک خاص معنوں کے لئے موضوع ہے اُس میں تو فرق نہیں آئے گا۔ یہ تو نہیں کہ ایک جگہ روٹی سے مراد روٹی اور دوسری جگہ پتھر ہو۔ لُغات میں تو کسی طرح تصرف جائز نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور اسی قسم کا مقولہ ہے جو ابن تیمیّہ نے زاد المعاد میں نقل کیا ہے اور وہ عبارت یہ ہے۔ قال یا معشر قریش ما ترون انی فاعل بکم قالوا خیرًا اخ کریم و ابن اخ کریم قال فانی اقول لکم کما قال یوسف لاخوتہ لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء. الصفحہ ۴۱۵۔ اب دیکھو تثریب کا لفظ جن معنوں سے حضرت یوسف کے قول میں ہے انہیں معنوں سے آنحضرت صلعم کے قول میں ہے۔ منہ

تصرف کرے کہ بجز تحریف معنوی کے اور کوئی دوسرا نام اُس کا ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرا فساد یہ ہے کہ جس اتحاد مقولہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا یعنی فلمّا توفیتنی کا وہ اتحاد بھی تو قائم نہ رہا کیونکہ اتحاد تو تب قائم رہتا کہ توفّی کے معنوں میں آنحضرت اور حضرت عیسیٰ شریک ہو جاتے۔ مگر وہ شراکت تو میسر نہ آئی پھر اتحاد کس بات میں ہوا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اور لفظ نہیں ملتا تھا جو آپ نے ناحق ایک ایسے اشتراک کی طرف ہاتھ پھیلایا جس کا آپ کو کسی طرح سے حق نہیں پہنچتا تھا۔ بھلا زمین میں دفن ہونے والے اور آسمان پر زندہ اٹھائے جانے والے میں ایک ایسے لفظ میں کہ یا مَرنے کے اور یا زندہ اٹھائے جانے کے معنے رکھتا ہے کیونکر اشتراک ہو۔ کیا ضدین ایک جگہ جمع ہو سکتی ہیں۔ اور اگر آیت فلمّا توفیتنی میں توفّی کے معنے مارنا نہیں تھا تو پھر کیا امام بخاری کی عقل ماری گئی کہ وہ اپنی صحیح میں اسی معنے کی تائید کے لئے ایک اور آیت دوسرے مقام سے اٹھا کر اس مقام میں لے آیا یعنی آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی اس جگہ جڑ دیا کہ مُتَوَفِّیْکَ مُمِیْتُکَ یعنی متوفیک کے یہ معنی ہیں کہ مَیں تجھے مارنے والا ہوں۔ اگر بخاری کا یہ مطلب نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمثیلی معنوں کو ابن عباس کے صریح معنوں کے ساتھ زیادہ کھول دے تو ان دونوں آیتوں کو جمع کرنے اور ابن عباس کے معنوں کے ذکر سے کیا مطلب تھا اور کون سا محل تھا کہ توفّی کے معنے کی بحث شروع کر دیتا۔ پس درحقیقت امام بخاری نے اس کارروائی سے توفّی کے معنوں میں جو کچھ اپنا مذہب تھا ظاہر کر دیا سو اِس جگہ ہمارے تائید دعویٰ کے لئے تین چیزیں ہو گئیں۔ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک کہ جیسے عبد صالح یعنی عیسیٰ نے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کہا۔ مَیں بھی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کہوں گا۔ دوسرے ابن عباسؓ سے توفّی کے لفظ کے معنے مارنا ہے۔ تیسرے امام بخاری کی شہادت جو اس کی عملی کارروائی سے ظاہر ہو رہی ہے۔

اب سوچ کر دیکھو کہ کیا ہم نے حدیث اور قرآن کو چھوڑا یا ہمارے مخالفوں نے۔ ﴿۷۶﴾

کیا اُنہوں نے بھی توفّی کے معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے ثابت کئے جیسا کہ ہم نے کئے ہیں اور پھر بھی ہم اِس بات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں کہ اگر ہمارے مخالف اِس ثبوت کے مقابل پر جو توفّی کی نسبت ہم نے پیش کیا اب بھی کوئی دوسرا ثبوت پیش کریں یعنی توفّی کے معنوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اور حدیث ہم کو دکھلاویں اور اس کے ساتھ کسی اور صحابی کی طرف سے بھی توفّی کے معنی تائیدی طور پر پیش کریں اور بخاری جیسے کسی امام حدیث کی بھی ایسی ہی شہادت توفّی کے معنوں کے بارہ میں پیش کر دیں تو ہم اس کو قبول کر لیں گے مگر یہ کیسی چالاکی ہے کہ خود تو حدیث اور قرآن کو چھوڑ دیں اور الٹا ہم پر الزام دیں کہ یہ فرقہ قرآن اور حدیث سے باہر ہو گیا ہے۔ اے مخالف **مولویو خدا تم پر رحم کرے ذرہ غور سے توجہ کرو تا تمہیں معلوم ہو** کہ یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے مقام متنازعہ فیہ میں توفّی کے معنی بجز مارنے کے اور کچھ بھی ثابت نہیں ہوئے اور جو شخص اس ثابت شدہ معنی کو چھوڑتا ہے وہ قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کرتا ہے کیونکہ حدیث کی رو سے بجز مارنے کے اور کوئی معنے توفّی آیت متنازعہ فیہ میں منقول نہیں۔ اِسی وجہ سے **شاہ ولی اللہ صاحب** نے اپنی تفسیر فوز الکبیر میں جو صرف آثار نبوی اور اقوال صحابہ کے التزام سے کی گئی ہے متوفّیک کے معنے صرف ممیتک لکھے ہیں۔ اگر ان کو کوئی مخالف قول ملتا تو ضرور وہ **أو** کے لفظ سے وہ معنے بھی بیان کر جاتے۔ اب ہمارے مخالفوں کو شرم کرنا چاہیئے کہ کیوں وہ نصوص صریحہ کو صریح چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پس اے بے باک لوگو خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ کیا تم نے ایک دن مرنا نہیں۔ اور نزول کے لفظ پر آپ لوگ ناز نہ کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس لفظ کا کچھ فیصلہ نہیں فرمایا کہ یہ نزول کن معنوں سے نزول ہے۔ کیونکہ نزول کئی قسم کے ہوا کرتے ہیں اور مسافر بھی ایک زمین سے دوسری زمین میں جا کر نزیل ہی کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں اُن نزولوں کا بھی ذکر ہے جو روحانی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ہم نے لوہا اتارا ہم نے لباس ﴿۷۷﴾

اتارا ہم نے چارپائے اتارے۔ اور ایلیا یعنی یوحنا کے قصہ سے جس پر یہود اور نصاریٰ کا اتفاق ہے اور بائبل میں موجود ہے صاف کھل گیا ہے کہ فوت شدہ انبیاء کا نزول اس دنیا میں روحانی طور پر ہوا کرتا ہے نہ جسمانی۔ وہ آسمان سے تو ہرگز نہیں نازل ہوتے مگر اُن کی روحانی خصلتیں کسی مثیل میں باذن اللہ داخل ہو کر روحانی طور پر نازل ہو جاتی ہیں اور ان کی ارادات کا شخص مثیل پر ایک سایہ ہوتا ہے اِس لئے اُس مثیل کا ظہور مُمَثَّلٌ بِہٖ کا نزول سمجھا جاتا ہے۔ بعض اولیاء کرام نے بھی اِس قسم کے نزول کا تصوف کی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ غرض عنداللہ یہ قسم بھی ایک نزول کی قسم سے ہے اور اگر یہ نزول نہیں تو پھر خدائے تعالیٰ کی کتابیں باطل ہوتی ہیں۔ ایلیا کا قصہ جو بائبل میں موجود ہے ایک ایسا مشہور واقعہ ہے جو یہود اور نصاریٰ دونوں فرقوں میں مسلّم ہے اور یہ کمال حماقت ہوگی کہ ہم یہ کہیں کہ ان دونوں فرقوں نے باہم مل کر اس مقام کی آیات کو تحریف کر دیا ہے بلکہ نصاریٰ کو یہ قصہ نہایت ہی مُضر پڑا ہے اور اگر اِس جگہ نزولِ ایلیا کے ظاہری معنے کریں تو یہود سچے ٹھہرتے ہیں اور ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سچے نبی نہیں تھے کیونکہ اب تک حضرت ایلیا علیہ السلام آسمان سے نازل نہیں ہوئے اور بائبل کے رو سے ضرور تھا کہ وہ حضرت مسیح سے پہلے نازل ہو جاتے۔ حضرت مسیح کو یہ ایک بڑی دِقت پیش آئی تھی کہ یہود نے ان کی نبوت میں یہ عُذر پیش کر دیا جو درحقیقت ایک پہاڑ کی طرح تھا۔ پس اگر یہ جواب صحیح ہوتا کہ نزول ایلیا کا قصہ محرف ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے آگے اسی جواب کو پیش کرتے اور کہتے کہ یہ بات سرے سے ہی جھوٹ ہے کہ ایلیا پھر دنیا میں آئے گا اور ضرور ہے کہ وہ مسیح سے پہلے بجسمہٖ العنصری آسمان سے اتر آوے۔ مگر انہوں نے یہ جواب نہیں دیا بلکہ آیت کی صحت کو مسلّم رکھ کر نزول کو نزول روحانی ٹھہرایا۔ اور انہیں تاویلوں کے سبب سے یہودیوں نے انہیں ملحد کہا اور بالاتفاق فتویٰ دیا کہ یہ شخص بے دین اور کافر ہے کیونکہ نصوص توریت کو بلاقرینہ صارفہ ان کے ظاہری معنوں سے پھیرتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تحریف کا عذر پیش کر دیتے اور کہہ

دیتے کہ تمہاری آسمانی کتابوں کے یہ مقامات محرف ہو گئے ہیں تو اس جواب سے بھی اگرچہ وہ یہود کا منہ تو بند نہیں کر سکتے تھے تاہم اُن کے خوارق اور معجزات کو دیکھ کر بہت سے لوگ سمجھ جاتے کہ ممکن ہے کہ یہ دعویٰ تحریف کا سچا ہی ہو کیونکہ یہ شخص مؤید من اللہ اور الہام یافتہ اور صاحبِ معجزات ہے لیکن حضرت مسیح نے تو ایسا نہ کیا بلکہ آیت کی صحت کا ایلیا کے نزول کی نسبت اقرار کر دیا جس کی وجہ سے اب تک عیسائی مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں اور یہود کے آگے بات بھی نہیں کر سکتے اور یہود ٹھٹھے سے کہتے ہیں کہ عیسیٰ اُس وقت نبی ﴿۷۸﴾ ٹھہر سکتا ہے کہ جب ہم خدائے تعالیٰ کی تمام کتابوں کو جھوٹی قرار دے دیں اور اَب تک عیسائیوں کو موقعہ نہیں ملا کہ اِس مقام میں تحریف کا دعویٰ کر دیں اور اس بلا سے نجات پاویں کیونکہ اب وہ انیس سو برس کے بعد کیونکر اس قول کی مخالفت کر سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نکل گیا۔ یہ مقام ہمارے بھائی مسلمانوں کے لئے بہت غور کے قابل ہے۔ اُن کو سوچنا چاہیئے کہ جن ظاہری معنوں پر وہ زور دیتے ہیں اگر وہی معنے سچے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ کسی طور سے بھی نبی نہیں ٹھہر سکتے بلکہ وہ نبی اللہ تو اُسی حالت میں ٹھہریں گے جب کہ حضرت ایلیا نبی کے نزول کو ایک روحانی نزول مانا جاوے۔

افسوس کہ اٹھارہ سو نوے برس گزرنے کے بعد وہی یہودیوں کا جھگڑا اِن مولویوں اور فقیہوں نے اس عاجز کے ساتھ شروع کر دیا اور ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس پہلو کو اِس عاجز نے اختیار کیا وہ حضرت عیسیٰ کا پہلو ہے اور جس پہلو پر مخالف مولوی جم گئے وہ یہودیوں کا پہلو ہے۔ اب مولویوں کے پہلو کی نحوست دیکھو کہ اس کو اختیار کرتے ہی یہودیوں سے اُن کو مشابہت نصیب ہوئی۔ ابھی کچھ نہیں گیا اگر سمجھ لیں۔ اب جبکہ اس تحقیقات سے نزول جسمانی کا کچھ پتہ نہ لگا اور نہ پہلی کتابوں میں اس کی کوئی نظیر ملی اور ملا تو یہ ملا کہ ایلیا نبی کے دنیا میں دوبارہ آنے کا جو وعدہ تھا اُس سے مراد روحانی نزول تھا نہ ظاہری تو اِس تحقیقات سے ثابت ہوا کہ جب سے دنیا کی بنا پڑی ہے یعنی

حضرت آدم سے لے کر تا ایں دم کبھی کسی انسان کی نسبت نزول کا لفظ جب آسمان کی طرف نسبت دیا جائے جسمانی نزول پر اطلاق نہیں پایا اور جو دعویٰ کرے کہ پایا ہے وہ اس کا ثبوت پیش کرے۔ اور جب اب تک نزول جسمانی پر اطلاق نہیں پایا تو اب خلاف سنت اللہ اور محاورہ قدیمہ کے جو اس کی کتابوں میں پایا جاتا ہے کیوں کر اطلاق پائے گا **ولن تجد لسنة اللّٰه تبديلا**۔

اور پھر ہم تنزّل کے طور پر کہتے ہیں کہ اگر کوئی غبی اب بھی اِس صریح اور واضح بیان کو نہ سمجھے تو اتنا تو ضرور سمجھتا ہوگا کہ متنازعہ فیہ مقام میں توفّی کا لفظ وہ محکم اور بیّن لفظ ہے جس کے معنے فیصلہ پا گئے اور قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معنے مارنا ہی فرمایا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی اِس کے معنے مارنا ہی لکھا ہے اور امام بخاری نے بھی مارنے پر ہی عملی طور پر شہادت دی ہے لیکن اس کے مقابل پر نزول کا جو لفظ ہے اس کی نسبت اگر ایک بڑے سے بڑا متعصب کچھ تاویلیں کرے تو اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ایک لفظ ہے جو متشابہات میں داخل ہے لیکن فیصلہ شدہ لفظ اور اُس کے بیّن اور محکم معنوں کو چھوڑ کر متشابہات کی طرف دوڑنا انہیں لوگوں کا کام ہے جن کے دل میں مرض ہے۔ اگر ایمان ہے تو وہ لفظ جو بیّنات اور محکمات میں داخل ہو گیا اُسی سے پنجہ مارو نہ کسی ایسے لفظ سے جو متشابہات میں داخل رہا اور متشابہات کی تاویل خدا تعالیٰ کے علم کی طرف حوالہ کرو تا نجات پاؤ۔ ﴿۷۹﴾

بڑی بھاری نزاع جو ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں ہے یہی ہے جو مَیں نے بیان کر دی ہے اور ماحصل یہی نکلا کہ ہم بیّنات اور محکمات سے پنجہ مارتے ہیں جو قرآن سے ثابت، حدیث سے ثابت، اقوال صحابہ سے ثابت، پہلی کتابوں کے نظائر سے ثابت، سنت اللہ سے ثابت، امام بخاری کے قول سے ثابت، امام مالک کے قول سے ثابت، ابن قیّم کے قول سے ثابت، ابن تیمیّہ کے قول سے ثابت اور اسلام کے بعض

دوسرے فرقوں کے اعتقاد سے ثابت۔ مگر ہمارے مخالفوں نے صرف نزول کا ذوالوجوہ لفظ پکڑا ہوا ہے جو لُغت اور قرآن اور پہلی آسمانی کتابوں کے رو سے بہت سے معنوں پر اطلاق پاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں تشریح نہیں کی کہ اِس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا جسمانی نزول مراد ہے نہ اور کچھ کیوں کہ جب کہ نبیوں کے روحانی نزول کے بارے میں ایک پہلی امت قائل ہے اور یہود جو حضرت ایلیا کے جسمانی نزول کے منتظر تھے اُن کا غلطی پر ہونا حضرت مسیح کی زبان سے ثابت ہو گیا اور اِس سنت اللہ کا کہیں پتہ نہ ملا جو جسمانی نزول بھی کبھی کسی زمانہ میں گزر چکا تو یہی معنے متعین ہوئے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے مراد روحانی نزول ہے ورنہ اگر جسمانی نزول بھی سنت اللہ میں داخل ہے تو خدا تعالیٰ نے یہودیوں کو کیوں اِس قدر ابتلا میں ڈالا کہ وہ اب تک اِس خیال میں مبتلا ہیں کہ سچا مسیح تب ہی آئے گا کہ جب ایلیا نبی آسمان سے نازل ہولے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے صاف وعدہ کیا تھا کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا اور پھر اُس کے بعد مسیح آئے گا تو اِس وعدہ کو اس کی ظاہری صورت پر پورا کیا ہوتا اور ایلیا نبی کو آسمان سے زمین پر بجسمہ العنصری اتارا ہوتا تا یہود لوگ جیسا کہ ایک مدت دراز سے پیشگوئی کے معنے سمجھے بیٹھے تھے اور اُن کے فقیہوں اور عالموں اور محدّثوں نے نزول جسمانی ایلیا کو اپنے اعتقاد میں داخل کر لیا تھا اس پیشگوئی کا اپنے اعتقاد کے موافق پورا ہونا دیکھ لیتے اور پھر اُن کو حضرت مسیح کی نبوت میں کچھ بھی شک باقی نہیں رہتا۔ مگر اُن پر یہ کیسی مصیبت پڑی کہ ان کی کتابوں میں تو ان کو صاف صاف اور صریح لفظوں میں بتلایا گیا کہ درحقیقت ایلیا ہی دوبارہ دنیا میں آئے گا اور وہی مسیح سچا ہوگا جو ایلیا کے نزول کے بعد آوے لیکن یہ پیشگوئی اپنے ظاہری معنوں پر پوری نہ ہوئی اور حضرت مسیح تشریف لے آئے اور اُن کو یہود کے سامنے سخت مشکلات پیش آ گئے۔ آخر کار ایک ایسی دور از حقیقت تاویل پر زور ڈالا گیا جس سے یہودیوں کو کہنا پڑا کہ عیسیٰ سچا مسیح نہیں ہے بلکہ ایک مکّار اور مُلحد ہے جو ﴿۸۰﴾

اپنے مطلب کے لئے ایک صریح پیشگوئی کو ظاہر سے پھیر کر روحانی نزول کا قائل ہے۔سواس وجہ سے کروڑ ہا آدمی کا فر اور منکر رہ کر داخل جہنم ہوئے۔اے مسلمانوں اس مقام کو ذرا غور سے پڑھو کہ آپ لوگوں کی بات یہود کی بات سے ایسی مل گئی کہ دونوں باتیں ایک ہی ہوگئیں اور یقیناً سمجھو کہ مومن کی خصلت میں داخل ہے کہ وہ دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑتا ہے۔**فاعتبروا یا اولی الابصار واسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔**

اگر کہو کہ ہم کیونکر یقین کریں کہ یہ واقعہ صحیحہ ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ مسئلہ دو قوموں کا متواترات سے ہے اور صرف یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف مبدّل ہوگئیں ایسے متواترات کو کمزور نہیں کرسکتا۔ہاں اس صورت میں ہوسکتا تھا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں اس قول کی تکذیب کرتا۔پس جبکہ اس مسئلہ کی تکذیب حدیث اور قرآن سے ثابت نہیں ہوتی تو ہم متواترات قولی سے کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔☆ بلکہ اگر یہ بھی فرض کرلیں کہ وہ تمام کتابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہی نہیں ہوئیں اور سراسر انسانی تالیف ہے۔پھر بھی ہم تاریخی سلسلہ کو کسی طرح مٹا نہیں سکتے اور جو امر تاریخی طرز پر دو قوموں کی متفق علیہ شہادت سے ثابت ہوگیا اب وہ شکی اور ظنی نہیں ٹھہر سکتا۔جیسا کہ ہم وجود رامچندر اور کرشن اور بکر ماجیت اور بُدھ سے انکار نہیں کر سکتے حالانکہ ہم ان کتابوں کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں سمجھتے۔پھر کیوں انکار نہیں کر سکتے؟ تواریخی تواتر کی وجہ سے۔

بعض نیم مُلّا عجیب جہالت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں۔انہوں نے جو ایک **تحریف** کا لفظ سن رکھا ہے محل بے محل پر اُسی کو پیش کر دیتے ہیں اور **تاریخی** تواترات کو نظرانداز کر دیا ہے۔بلکہ ان کو مٹانا چاہتے ہیں۔یہ نہایت شرمناک بات ہے کہ ہماری **قوم** میں ایسے لوگ

☆ نوٹ: آنحضرت ﷺ کا آنے والے مسیح کو اپنی امت میں سے قرار دینا روحانی نزول کا مؤید ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد روحانی نزول تھا نہ اور کچھ۔ منه

بھی **مولوی** کے نام سے مشہور ہیں کہ **متواترات قومی** کو جو تاریخ کے سلسلے میں آ گئے ہیں قبول نہیں کرتے اور خواہ نخواہ غیر متعلقہ جزئیات کو تحریف میں داخل کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس موقعہ پر اگر **یہودی تحریف** کرتے تو وہ تحریف عیسائیوں کے مقصد کے مخالف ٹھہرتی اور اگر عیسائی تحریف کرتے تو یہودیوں کے دعویٰ کے برعکس ہوتی اور جو لفظ **توریت** کی کتابوں میں موجود ہیں وہ عیسائیوں کے مقصد کو نہایت مضر پڑے ہیں۔ کیونکہ ان سے ﴿۸۱﴾
حضرت ایلیا کے نزول جسمانی کی پیشگوئی قبل از ظہور حضرت مسیح یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں تحریف کرنے میں عیسائیوں کا یہودیوں کے ساتھ اتفاق کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی اپنے ہاتھ سے اپنا ناک کاٹے۔ وجہ یہ کہ اگر **نزول ایلیا** کی پیشگوئی کو ظاہر پر ہی حمل کریں تو پھر حضرت عیسیٰ کا **سچا نبی ہونا** محالات میں سے ہے کیونکہ اب تک ایلیا نبی **بجسمہ العنصری** آسمان سے نازل نہیں ہوا تو پھر عیسیٰ جس کا اس کے بعد آنا ضروری تھا کیونکر پہلے ہی آ گیا۔ اور اگر ظاہر پر حمل نہ کریں اور نزول ایلیا کو **نزول روحانی** قرار دیں تو پھر نزول عیسیٰ کی پیشگوئی میں کیوں ظاہر پر جم بیٹھیں۔ نزول **برحق** اور اس پر ہم ایمان لاتے ہیں بلکہ اس کا ظہور بھی دیکھ لیا لیکن جن معنوں کے رو سے یہود بندر اور سؤر کہلائے اور خدا تعالیٰ کی کتابوں میں **لعنتی ٹھہرے** اس طور کے نزول کے معنے بعد پہنچنے **ہدایت** کے وہی کرے جس کو بندر اور سؤر بننے کا شوق ہو۔ خدا تعالیٰ صادق مومنوں کو ایسے معنوں سے اپنی پناہ میں رکھے جو اس لعنت کی بشارت دیتے ہیں جو پہلے یہود پر وارد ہو چکی ہے۔ زیادہ اس مسئلہ میں کیا **لکھیں** اور کیا کہیں **جن کو خدا تعالیٰ ہدایت نہ دے** ہم کیونکر دے سکتے ہیں۔ جن کی آنکھیں وہ مالک نہ کھولے ہم کیوں کر کھول سکتے ہیں۔ جن مُردوں کو وہ زندہ نہ کرے ہم کیوں کر کریں۔ اے **مالک و قادر خدا** اب **فضل** کر اور **رحم** کر اور اس **تفرقہ کو درمیان سے اٹھا** اور **سچ ظاہر کر** اور **جھوٹ کو نابود کر** کہ سب **قدرت** اور **طاقت** اور **رحمت تیری ہی ہے**۔ آمین آمین آمین۔

پھر بعد اس کے واضح رہے کہ فرشتوں کے نزول سے بھی ہمیں انکار نہیں۔ اگر کوئی ثابت کر دے کہ **فرشتوں** کا نزول اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ **اپنے وجود** کو آسمان سے خالی کر دیں تو ہم بشوق اس ثبوت کو سنیں گے اور اگر درحقیقت ثبوت ہوگا تو ہم اس کو قبول کر لیں گے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے فرشتوں کا وجود **ایمانیات** میں داخل ہے۔ خدا تعالیٰ کا **نزول سماء الدنیا** کی طرف اور فرشتوں کا نزول دونوں ایسی حقیقتیں ہیں جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ ہاں کتاب اللہ سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ **خلق جدید** کے طور پر زمین پر فرشتوں کا ظہور ہو جاتا ہے دحیہ **کلبی** کی شکل میں جبرئیل کا ظاہر ہونا خلق جدید تھا یا کچھ اور تھا۔ پھر کیا یہ ضرور ہے کہ پہلی خلق کو نابود کر لیں پھر خلق جدید کے قائل ہوں بلکہ پہلا خلق بجائے خود آسمان پر ثابت اور قائم ہے اور دوسرا خلق خدا تعالیٰ کی وسیع قدرت کا ایک نتیجہ ہے کیا **خدا تعالیٰ** کی قدرت سے بعید ہے کہ ایک **وجود** دو جگہ دو **جسموں** سے دکھاوے۔ **حَاشَا وَ کَلَّا** ہرگز نہیں۔ **اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔** ﴿۸۲﴾

پھر شیخ بطالوی صاحب نے اپنی دانست میں ہماری کتاب **تبلیغ** کی کچھ غلطیاں نکالی ہیں اور ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ تعصب کے جوش سے یا نادانی کی وجہ سے صحیح اور باقاعدہ ترکیبوں اور لفظوں کو بھی غلطی میں داخل کر دیا۔ اگر اس امر کے لئے کوئی **خاص مجلس** مقرر ہو تو ہم ان کو سمجھا ویں کہ ایسی شتاب کاری سے کیا کیا ندامتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ قیامت کی نشانیاں ظاہر ہو گئیں۔ یہ علم اور نام مولوی **انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون**۔ وہ غلطیاں جو انہوں نے بڑی جانکاہی سے نکالی ہیں اگر وہ تمام اکٹھی کر کے لکھی جائیں تو دو یا ڈیڑھ سطر کے قریب ہوں گی اور ان میں اکثر تو سہو کاتب ہیں اور تین ایسی غلطیاں جو بوجہ نہ میسر آنے نظر ثانی یا طفرہ نظر کے رہ گئی ہیں اور باقی شیخ صاحب کی اپنی عقل کی کوتاہی اور سمجھ کا گھاٹا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ صاحب نے کبھی لسان عرب کی طرف توجہ نہیں کی۔ بہتر تھا کہ چپ رہتے اور اور بھی اپنی پردہ دری نہ کراتے۔ ہمیں شوق ہی رہا کہ شیخ صاحب ہماری کتابوں کے مقابل پر کوئی فصیح بلیغ رسالہ نظم اور نثر میں نکالیں اور ہم سے

انعام لیں اور ہم سے اقرار کرا لیں کہ درحقیقت وہ مولوی اور عربی دان ہیں۔

میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ **رسائل** جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ مَیں ان کا نام **وحی** اور **الہام** تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ شائع کیا کہ اگر شیخ صاحب موصوف جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے کہ وہ خذلان میں پڑے ہوئے ہیں اور علم عربیت سے کسی اتفاق سے محروم رہ گئے ہیں مقابلہ کر کے دکھلا دیں تو وہ اس مقابلہ سے میرے ان تمام دعاوی کو نابود کر دیں گے۔ مگر شیخ صاحب کیوں اس طرف متوجہ نہیں ہوتے کونسی مصیبت ہے جو ان کو مانع ہے۔ بس یہی مصیبت ہے کہ وہ لسان عرب سے بے بہرہ اور آج کل خذلان کی حالت میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ مقابلہ کر سکیں۔ یہ وہی الہام ہے جو ظہور کر رہا ہے کہ **انی مھین من اراد اھانتک** یہ وہی محمد حسین ہے جو اس عاجز کی نسبت جا بجا کہتا پھرتا تھا کہ یہ شخص سخت جاہل ہے۔ عربی کیا ایک صیغہ تک اس کو نہیں آتا اور وہ اعلیٰ درجہ کے فاضل جو میرے ساتھ ہیں ان کو کہتا تھا کہ یہ لوگ صرف منشی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا کہ اس کی پردہ دری کرے اور اس کے تکبر کو توڑے اور اس کو دکھلا وے کہ **خود پسندی** اور **عجب** کے یہ **ثمرات** ہیں۔ سو اس سے زیادہ اور کیا **اہانت** ہوگی کہ جس شخص کو جاہل سمجھتا تھا اور منبر پر چڑھ کر اور ﴿۸۳﴾ مجلسوں میں بیٹھ کر بار بار کہتا تھا کہ **زبان عرب** سے یہ شخص بالکل ناآشنا ہے اور اجہل ہے اُسی کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے اس کو شرمندہ اور **ذلیل** کیا۔ اگر یہ نشان نہیں تو چاہیئے تھا کہ محمد حسین اپنے تمام دوستوں سے مدد لیتا اور **نور الحق** اور **کرامات الصادقین** کا جواب لکھتا۔ اس شخص کو بڑے بڑے انعاموں کے وعدے دیئے گئے۔ ہزار لعنت کا ذخیرہ آگے رکھا گیا مگر اس طرف توجہ نہ کی۔ سو یہ نتیجہ مخالفت حق کا ہے **فاتقوا اللّٰہ یا اولی الابصار**۔

اور یاد رہے کہ یہ عذر شیخ صاحب موصوف کا کہ نور الحق میں پادری بھی مخاطب ہیں

اس لئے رسالہ بالمقابل لکھنے سے پہلو تہی کیا گیا نہایت **مکّارانہ عذر** ہے۔ گویا ایک بہانہ ڈھونڈھا ہے کہ کسی طرح جان بچ جائے لیکن دانا سمجھتے ہیں کہ یہ بہانہ نہایت کچا اور فضول اور ایک شرمناک کارستانی ہے کیونکہ ہم نے تو لکھ دیا ہے کہ صرف پادری لوگ اور بے دین آدمی اس کے مقابلہ سے عاجز رہ سکتے ہیں سچے مسلمان عاجز نہیں ہیں۔ پس اگر شیخ صاحب بالمقابل رسالہ پیش کرتے تو پادریوں کی اور بھی ذلت ہوتی اور لوگ کہتے کہ مسلمانوں نے ہی یہ رسالہ بنایا تھا اور مسلمانوں نے ہی اس کے مقابل پر ایک اور رسالہ بنا دیا مگر پادریوں سے کچھ نہ ہوسکا۔ ماسوا اس کے تین ہزار روپیہ انعام پاتے الہام کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیتے اور قوم میں عزت حاصل کر لیتے۔ اور بعض ان کے پرانے دوست جو کہہ رہے ہیں کہ بس معلوم ہوا جو محمد حسین اردو دان ہے عربی نہیں جانتا یہ تمام شک ان کے دور ہو جاتے۔ مگر اب جو وہ مقابلہ سے دستکش ہو گئے تو آئندہ حیا سے بہت بعید ہوگا کہ اس **جماعت کا نام منشی رکھیں** اور خود ان امور سے گریز کریں جو مولویت کے منصب کے لئے شرط ضروری ہیں۔ ان لوگوں کا عجیب اعتقاد ہے جواب بھی ان لوگوں کو عربی دان ہی سمجھ رہے ہیں اور مولوی کر کے **پکارتے ہیں** نہایت خیر خواہی کی راہ سے پھر میں **آخری دعوت** کرتا ہوں اور پہلے رسالوں کے مقابلہ سے نومید ہو کر رسالہ **سرالخلافہ** کی طرف شیخ صاحب کو بلاتا ہوں۔ آپ کے لئے ستائیس دن کی میعاد اور **ستائیس روپیہ** نقد کا انعام مقرر کیا گیا ہے اور میں اس پر راضی ہوں کہ یہ روپیہ **آپ ہی کے سپرد کروں** اگر آپ طلب کریں اور ہم نہ بھیجیں تو ہم کاذب ہیں۔ ہم پہلے ہی یہ روپیہ بھیج سکتے ہیں مگر آپ اقرار شائع کر دیں کہ میں ستائیس دن میں رسالہ بالمقابل شائع کر دوں گا۔ اگر آپ اس مدت میں شائع کر دیں تو آپ نے نہ صرف ستائیس روپیہ انعام پایا بلکہ ہم عام طور پر شائع کر دیں گے کہ ہم نے اتنی مدت جو آپ کو شیخ شیخ کر کے پکارا اور مولوی محمد حسین نہ کہا یہ ہماری سخت غلطی تھی بلکہ آپ تو فی الواقع بڑے فاضل اور ادیب ہیں اور اس لائق ہیں کہ جو حدیث کے آپ معنے سمجھیں وہی قبول کئے جائیں۔ ﴿۸۴﴾

اب دیکھو کہ کس قدر آپ کو اس میں فتح میسر آتی ہے اور پھر بعد اس کے کچھ بھی حاجت نہیں کہ آپ روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے لوگوں کو تکلیف دیں یا اس نوکری سے استعفا دینے کے لئے طیار ہو جائیں۔ کیونکہ جب آپ نے **میرا مقابلہ** کر دکھایا تو میرا الہام جھوٹا کر دیا تو اس صورت میں میرا تو کچھ باقی نہ رہا۔ پس آپ کو **خدا تعالیٰ کی قسم** ہے کہ اگر آپ کو علم عربی میں کچھ بھی دخل ہے **ایک ذرہ بھی دخل ہے** تو اب کی دفعہ تو ہرگز منہ نہ پھیریں اور اگر اس رسالہ میں کچھ غلطیاں ثابت ہوں تو آپ کے بالمقابل رسالہ کی غلطیوں سے جس قدر زیادہ ہوں گی **فی غلطی** ایک روپیہ آپ کو دیا جائے گا **پچیس جولائی ۱۸۹۴ء** تک اس درخواست کی میعاد ہے۔ اگر آپ نے **۲۵ جولائی ۱۸۹۴ء** تک یہ درخواست چھاپ کر بذریعہ کسی **اشتہار** کے نہ بھیجی تو سمجھا جاوے گا کہ آپ اس سے بھی بھاگ گئے۔

اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان **نادانوں کو جو نام کے مولوی ہیں** اور اپنے وعظوں اور رسالوں کو **معاش کا ذریعہ** ٹھہرا رکھا ہے خوب پکڑیں اور ہر یک جگہ جو ایسا مولوی کہیں وعظ کرنے کے لئے آوے اس سے نرمی کے ساتھ یہی سوال کریں کہ **کیا آپ درحقیقت مولوی ہیں** یا کسی نفسانی غرض کی وجہ سے اپنا نام مولوی رکھا لیا ہے۔ کیا آپ نے **نور الحق** کا کوئی جواب لکھا یا **کرامات الصادقین** کا کوئی جواب تحریر کیا ہے یا رسالہ **سرّ الخلافہ** کے مقابل پر کوئی رسالہ نکالا ہے۔ اور یقیناً یاد رکھیں کہ یہ لوگ مولوی نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ نور الحق وغیرہ رسائل اپنے پاس رکھیں اور پادریوں اور اس جنس کے مولویوں کو ہمیشہ ان سے ملزم کرتے رہیں اور ان کی پردہ دری کر کے اسلام کو ان کے فتنہ سے بچاویں اور خوب سوچ لیں کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے دھوکا دہی کی راہ سے مولوی کہلا کر صدہا مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا اور اسلام میں ایک سخت فتنہ برپا کر دیا۔ **والسلام علٰی من اتبع الھدٰی۔**

الراقم

خاکسار **غلام احمد** عفی اللہ عنہ

الشيّخ عبد الحُسين
الناكفورى

سأل عنى بعض الناس فى أمر الشيخ عبد الحسين ناكفورى، وقالوا إنه يدّعى أنه نائب المهدى الموعود، وأنه من اللّٰه ربّ العالمين. فاعلموا أنّى ما توجهتُ إلى هذا الأمر، وما أرىٰ أن أتوجه إليه، ويجرّد اللّٰه كلَّ حقيقة من أستارها، وكلّ شجرة تُعرَف من ثمارها، فستعرفون كل شجرٍ من ثمره إلى حين. والذى اتّبعَنا فى مشربنا فهو منّا، والذى لم يتّبع فهو ليس منّا، وسيحكم اللّٰه بيننا وبينهم وهو أحكم الحاكمين. إن الذين يبسطون يديهم إلى عرض الصحابة ويحسبون صَحْبَ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من الكفرة الفجرة، أولٰئك ليسوا منا ولسنا منهم،

﴿۸۵﴾

الشيخ عبد الحسين
ناگپوری

بعض لوگوں نے مجھ سے شیخ عبدالحسین ناگپوری کے بارے میں پوچھا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ مہدی موعود کے نائب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ اللہ ربّ العالمین کی طرف سے ہے۔ سو جان لو کہ میں نے اِس معاملہ کی طرف توجہ نہیں دی اور نہ ہی اِس طرف توجہ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر حقیقت کو اُس کے پردوں سے آشکار کر دے گا اور ہر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد تم ہر درخت کو اُس کے پھل سے پہچان لو گے۔ جس شخص نے ہمارے مسلک میں ہماری اتباع کی وہ ہم میں سے ہے اور جس نے اتباع نہ کی تو وہ ہم میں سے نہیں۔ اور اللہ جلد ہی ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ فرما دے گا اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ وہ لوگ جو ناموسِ صحابہ پر دست درازی کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کافروں اور فاجروں میں سے تصور کرتے ہیں۔ اُن کا ہم سے اور ہمارا اُن سے کوئی واسطہ نہیں۔

فـرّقـوا ديـن الـلّٰـه وكـانـوا كالمفسدين. أُولٰئك الذين ما عرفوا رسول الله حق المعرفة، وما قدروا حق قدرِ خيرِ البريّة، فقالوا إن صحبه أكثرهم كانوا فـاسقيـن كـافـرين. مـا اتقوا الـفـواحش، وخانوا كل خيانةٍ، مـا ظهـر منها وما بطن، وكانوا منافقين. فصرف الله قلوبهم عن الحق، يتكبّرون فی الأرض بغير الـحـق، يقولون نحن نحبّ آل رسول الله وما كانوا مُحبّين.

يريدون أن يُرضوا قومهم بالسب والشتـم، والله أحقُّ أن يُرضوه إن كـانـوا مؤمنين. ألا إنهم على الباطل، ألا إنهم من المفسدين. وغشِيهـم مـن الـتـعـصـب مـا غشيهـم فـانثنوا كالعَمين. فلن يـكـون مـنهـم ولـيُّ الـرحمن أبـدًا، ولهـم عـذاب أليـم فـی الآخـرة، وهـم من المحرومين.

اُنہوں نے اللہ کے دین میں تفرقہ ڈالا اور وہ مفسدوں کی طرح ہوگئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کما حقہٗ نہیں پہچانا اور نہ ہی خیر البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قدر کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق تھا۔ اسی لئے اُنہوں نے یہ کہا کہ آپؐ کے اکثر صحابہ فاسق کافر تھے۔ وہ بے حیائیوں سے نہ بچے۔ اور ہر خیانت کے مرتکب ہوئے ظاہری بھی اور پوشیدہ بھی۔ اور وہ منافق تھے۔ پس اللہ نے اُن (شیعوں) کے دلوں کو حق سے پھیر دیا۔ وہ زمین میں ناحق تکبر کر رہے ہیں۔ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آلِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ محبت کرنے والے نہیں ہیں۔

وہ چاہتے ہیں کہ اپنی قوم کو (صحابہ کرام) کو گالیاں دے دے کر راضی رکھیں۔ حالانکہ اگر وہ مومن ہوتے تو اللہ اس کا زیادہ حق دار تھا کہ وہ اُسے خوش رکھتے۔ سنو کہ وہ باطل پر ہیں۔ اور سنو کہ وہ مفسدوں میں سے ہیں۔ تعصب نے اُن کو اچھی طرح سے ڈھانپا ہوا ہے اس لئے وہ اندھوں کی طرح ہوگئے۔ اُن میں سے کوئی بھی کبھی رحمٰن خدا کا ولی نہیں ہوگا۔ اور اُن کے لئے آخرت میں دردناک عذاب مقدر ہے۔ اور وہ محرومین میں سے ہیں۔

إلا الذين تابوا وأصلحوا وطهّروا قلوبهم وزكّوا نفوسهم، وجاء وا ربّ العرش مخلصين، فلن يضيع اللّٰه أجرهم ولن يُلحقهم بالمخذولين. وتجدون أنوار عشق اللّٰه في جباههم، وآثار رحمة اللّٰه في وجوههم، وتجدونهم من المحبين الصادقين. كُتب في قلوبهم الإيمان، وحِيلَ بينهم وبين شهواتهم، فلا يتبعون النفس إلا الحق، وخرّوا على حضرة اللّٰه متضرعين. وبنوا لمحبوبهم بنيانا في قلوبهم، وبرزوا له متبتلين. يتبعون أحسنَ ما أُنزلَ إليهم من ربّهم، ويتقون حق التقاة، فتراهم كالميّتين. يجتنبون سبَّ الناس وغيبتهم، ويتّقون الفواحش مُستغفرين.

سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی۔ اور اپنے دلوں کو پاک وصاف کیا اور اپنے نفوس کا تزکیہ کیا۔ اور ربّ العرش کے پاس مخلص ہو کر آئے۔ تو ان کا اجر اللہ ہرگز ضائع نہیں فرمائے گا اور انہیں بے یار و مددگار گروہ میں شامل نہیں کرے گا۔ ایسے لوگوں کی جبینوں پر تم اللہ کے عشق کے انوار اور اُن کے چہروں پر اللہ کی رحمت کے آثار پاؤ گے اور اُنہیں سچے محبوں میں سے پاؤ گے۔ اُن کے دلوں میں ایمان نقش ہو گیا ہے اور اُن کے اور اُن کی خواہشات نفسانیہ کے درمیان روک ڈال دی گئی ہے پس وہ سوائے حق کے نفس کے پیچھے نہیں چلتے۔ اور وہ تضرع کرتے ہوئے آستانۂ الٰہی پر گر گئے۔ اور اپنے دلوں میں اپنے محبوب کے لئے گھر بنایا اور تبتّل اختیار کرتے ہوئے اُس کے حضور حاضر ہو گئے۔ اور جو اُن کے ربّ کی جانب سے اُن پر اُتارا گیا وہ اُس میں سے جو بہترین ہے اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ تقویٰ اختیار کرتے ہیں جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ پس تو اُنہیں مُردوں کی طرح پائے گا۔ وہ لوگوں کو گالی دینے اور اُن کی غیبت کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور استغفار کرتے ہوئے فحش باتوں سے بچتے ہیں۔

﴿۸۶﴾ و یتبعون الرسول حق الاتباع فتراهم فيه كالفانين. وكذالك تعرف الفاسقين بسيماهم وشِركهم ونَتَنِ كذبهم، وما للأسود والثعالب يا معشر السائلين؟

ثم اعلموا أن معرفة الأولياء موقوفة على عين الاتقاء، فلا تجترءوا ولا تعجلوا علٰى أحد، فتنقلبوا مجرمين. وسارِعوا إلى حسن الظن ما استعطم☆، وأحسنوا والله يحب المحسنين. ولا يجرِمَنّكم شقاق أحد أن تعادوا قومًا صالحين. إن الله يمنّ على من يشاء من عباده، ولا يُسأل عمّا يفعل، فلا تنكروا كالمجترئين. ولا تستخفّوا سبَّ أولياء اللّٰه، إنهم قوم يغضب اللّٰه لهم، ويصول على معاديهم، وإنهم من المنصورين.

وہ رسول کی کامل پیروی کرتے ہیں تو ان کو فَنَافِی الرَّسول پاتا ہے۔ اوراسی طرح تو فاسقوں کو اُن کے چہرے، اُن کے شرک، اور اُن کے جھوٹ کی بدبو سے پہچان جائے گا۔ اور اے سائلوں کے گروہ! بھلا شیروں اور لومڑیوں کا کیا مقابلہ؟

پھر یہ بھی جان لے کہ اولیاء کی پہچان تقویٰ کی آنکھ پر موقوف ہے۔ اس لئے کسی کے خلاف نہ تو جرأت کرو اور نہ ہی جلد بازی سے کام لو۔ ورنہ خود مجرم بن جاؤ گے۔ اور جتنی بھی تمہاری استطاعت ہو، حُسنِ ظنّ میں جلدی کرو اور احسان کرو اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ کسی شخص کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم نیک لوگوں سے عداوت کرنے لگو۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔ اور اُس سے پوچھا نہیں جاتا جو وہ کرتا ہے۔ اس لئے جسارت کرنے والوں کی طرح انکار نہ کرو۔ اولیاء اللہ کو بُرا بھلا کہنے کو تم کوئی معمولی بات نہ سمجھو کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کی خاطر اللہ غضبناک ہوتا ہے۔ اور ان کے دشمنوں پر حملہ کرتا ہے اور یقیناً وہ نُصرت یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔

☆ ''استعطم'' سہو کتابت ہے درست لفظ ''اسطعتم'' ہے۔ (ناشر)

ولا تجاوروهم إلا بالتي هي أحسن، ولا تجترء وا ولا تعتدوا إن كنتم متقين. ومن عادیٰ صادقا فقد مسّته نفحة من العذاب، فيا حسرة على المستعجلين و إن كان أحد منكم يُعادی الصادق فأَعِظُه أن يعود لمثله أبدًا إن كان من المتورّعين.

ومن جاء ه الحق فلم يقبله وزاورَ ذاتَ الشمال فسيبكى أسفا، وما كان اللّٰه مُهلِكَ قوم حتى يُتمّ حجته عليهم، فإذا أبوا فيأخذهم مليكٌ مقتدر، فاتقوه يا معشر الغافلين.

☆

ان سے اچھی ہی مصاحبت پیدا کرو۔ اگر تم متقی ہو تو نہ گستاخی کرو اور نہ حد سے تجاوز کرو۔ جس نے بھی صادق سے عداوت کی اُسے عذاب کے لپکے نے آ لیا۔ پس افسوس ہے، جلد بازوں پر، اگر تم میں سے کوئی صادق سے عداوت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو اگر وہ پرہیز گاروں میں سے ہے، میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ آئندہ ایسا کرنے سے باز رہے۔

اور جس کے پاس حق آیا اور اُس نے اسے قبول نہ کیا اور بائیں جانب پھر گیا تو وہ ضرور حسرت سے روئے گا۔ اور اللہ کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ وہ ان پر اپنی حجت تمام نہ کر دے۔ پھر جب وہ انکار کر دیں تو تمام قدرتوں کا مالک خدا انہیں پکڑ لیتا ہے۔ پس اے غافلوں کے گروہ! تم اُس سے ڈرتے رہو۔

☆

المكتُوب إلىٰ عُلمَاء الهند

فمنهم المولوي عبد الجبار الغزنوي، والمولوي عبد الرحمان اللكوكوي، والمولوي غلام دستكير القصوري، والمولوي مشتاق أحمد اللودهيانوي، والمولوي محمد إسحاق البتيالوي، والقاضي سليمان، والمولوي رشيد أحمد الكنكوئي، والمولوي محمد بشير البوفالوي، والمولوي عبد الحق الدهلوي، والمولوي نذير حسين الدهلوي، والشيخ حسين عرب البوفالوي، والحافظ عبد المنان الوزير آبادي، والمولوي شاه دين اللودهانوي، والمولوي عبد المجيد الدهلوي، والمولوي عبد العزيز اللوديانوي، والمولوي عبد اللّٰه تلوندوي، والمولوي نذير حسن الأنبيتوي السهارنفوري.

ہندوستان کے علماء کی طرف ایک خط

ان (علماء) میں مولوی عبدالجبار غزنوی، مولوی عبدالرحمٰن لکھوکوی، مولوی غلام دستگیر قصوری، مولوی مشتاق احمد لدھیانوی، مولوی محمد اسحٰق بٹالوی، قاضی سلیمان، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد بشیر بھوپالوی، مولوی عبد الحق دہلوی، مولوی نذیر حسین دھلوی، شیخ حسین عرب بھوپالوی، حافظ عبد المنان وزیرآبادی، مولوی شاہ دیں لدھانوی، مولوی عبد المجید دہلوی، مولوی عبد العزیز لدھیانوی، مولوی عبد اللہ تلونڈوی، اور مولوی نذیر حسن انبیٹوی سہارن پوری شامل ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحيم.

الحمد للّٰہ الذی يُطلع القمر بعد دُجی المحاق، ويُغيث بعد المحل بالبُعاق، ويرسل الرياح بعد الاحتباس، ويهدي عباده بعد وساوس الخنّاس، ويُظهر نوره عند إحاطة الظلمات، وينزل رُشدًا عند طوفان الجهلات؛ والصلاة والسلام على سيد الرسل وخير الكائنات، وأصحابه الذين طهّروا الأرض من أنواع الهنات والبدعات، وآلِه الذين تركوا بأعمالهم أسوة حسنة للطيبين والطيبات، وعلٰى جميع عباد اللّٰه الصالحين.

أمّا بعد فيا عباد اللّٰه، إنكم أنتم تعلمون أن ريح نفحات الإسلام كيف ركدت، ومصابيحه كيف خبَتْ،والفتن كيف عمّت و كثُرت، وأنواع البدع كيف ظهرت وشاعت ،

﴿۸۷﴾

اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حقیقی تعریف اس اللہ کو سزاوار ہے جو چاند کو گھپ اندھیری راتوں کے بعد طلوع کرتا، خشک سالی کے بعد موسلا دھار بارش برساتا، حبس کے بعد ہوائیں بھیجتا، خنّاس شیطان کے وسوسوں کے بعد اپنے بندوں کی راہنمائی فرماتا، اندھیروں کے چھا جانے کے وقت اپنا نور ظاہر فرماتا اور جہالتوں کے طوفان کے موقع پر ہدایت نازل فرماتا ہے۔ اور درود وسلام ہو تمام رسولوں کے سردار اور سرورِ کائناتؐ پر اور اُن تمام صحابہ پر جنھوں نے طرح طرح کی برائیوں اور بدعتوں سے روئے زمین کو پاک وصاف کر دیا۔ اور (درود وسلام ہو) آپؐ کی آل پر جنھوں نے اپنے اعمال سے پاکباز مردوں اور پاکباز عورتوں کے لئے عمدہ نمونہ چھوڑا۔ نیز اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی درود وسلام ہو۔

امّا بعد، اے اللہ کے بندو! تم جانتے ہو کہ کس طرح اسلام کی مہکتی ہوائیں تھم گئیں اور اُس کی شمعیں کس طرح گُل ہوگئیں اور کس طرح فتنے عام اور بکثرت ہوگئے۔ اور کیسے طرح طرح کی بدعتیں ظاہر ہوئیں اور پھیل گئیں۔

وقد مضٰى رأس المائة الذى كنتم ترقبونه، ففكّروا لِمَ ما ظهر مجدد كنتم تنتظرونه؟ أظننتم أن اللّٰه أخلفَ وعده أو كنتم قومًا غافلين. فاعلموا أن اللّٰه قد أرسلنى لإصلاح هذا الزمان، وأعطانى علم كتابه القرآن، وجعلني مجددًا لأحكم بينكم فيما كنتم فيه مختلفين. فلِمَ لا تطيعون حَكَمَكُم ولِمَ تصولون منكرين؟ وما كنتُ من الكافرين ولا من المرتدين، ولكن ما فهمتم سرَّ اللّٰه، وحار فهمكم، وفرط وهمكم، وكفّرتمونى، وما بلغتم معشار ما قلتُ لكم، وكنتم قومًا مستعجلين. وواللّٰه إنى لا أدّعى النبوة ولا أجاوز الملة، ولا أغترف إلا من فضالة خاتم النبيين. وأؤمن باللّٰه وملائكته وكتبه ورسله،

اور اُس صدی کا سر گزر گیا جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔ پس غور کرو اور سوچو کہ کیوں وہ مجدد ظاہر نہیں ہوا جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اللہ نے وعدہ خلافی کی ہے یا پھر تم خود غافل قوم ہو؟ پس خوب جان لو کہ اللہ نے مجھے اس زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ اور اُس نے اپنی کتاب، قرآن کا علم مجھے عطا کیا ہے اور مجھے مجدّد بنایا ہے تا کہ میں تمہارے درمیان اُن امور کا فیصلہ کروں۔ جن میں تم باہم اختلاف رکھتے ہو۔ پھر تم اپنے حَکَم کی اطاعت کیوں نہیں کرتے اور انکار کرتے ہوئے کیوں حملہ آور ہوتے ہو۔ حالانکہ نہ تو میں کافر ہوں اور نہ ہی مرتد۔ لیکن تم اللہ کے بھید کو سمجھ نہیں پائے۔ تمہاری عقل جاتی رہی اور تمہارا واہمہ بڑھ گیا اور تم نے مجھے کافر ٹھہرایا۔ اور جو کچھ میں نے تم سے کہا اُس کے عُشرِ عشیر تک بھی تمہیں رسائی حاصل نہ ہوئی۔ تم تو بہت ہی جلد باز قوم ہو۔ اور بخدا میں (مستقل) نبوت کا دعویدار نہیں اور ملت (محمدؐ) سے تجاوز نہیں کر رہا۔ میں نے تو صرف خاتم النبیّین کے افضال سے ہی چُلّو بھرا ہے۔ میں اللہ اور اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔

وأصلي وأستقبل القبلة، فلِم تكفّرونني؟ ألا تخافون اللّٰه رب العالمين؟

أيها الناس لا تعجلوا عليّ، ويعلم ربّي أني مسلم، فلا تُكفّروا المسلمين. وتدبَّروا صحف اللّٰه، وفكّروا في كتاب مبين. وما خلقكم اللّٰه لتكفّروا الناس بغير علم، وتتركوا طرق رفق وحلم وحسن ظن، وتلعنوا المؤمنين. لِمَ تخالفون قول اللّٰه وأنتم تعلمون؟ أخُلقتم لتكفير المؤمنين أو شققتم صدورنا، ورأيتم نفاقنا وكُفرنا وزورنا؟ فأيها الناس، توبوا توبوا وتندموا، ولا تغلُوا في ظنكم ولا تُصرّوا، واتقوا اللّٰه ولا تجترء وا ولا تيأسوا من روح اللّٰه، وإنه لا يُضيع أمة خير المرسلين. خلَق الناس ليعبدوا،

نماز پڑھتا ہوں اور قبلہ کی طرف رُخ کرتا ہوں۔ پھر تم مجھے کیوں کافر ٹھہراتے ہو؟ کیوں تم اللہ ربّ العالمین سے نہیں ڈرتے۔

اے لوگو! میرے خلاف فیصلہ میں جلدی نہ کرو۔ میرا ربّ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ پس تم مسلمانوں کو کافر نہ ٹھہراؤ۔ اللہ کے صحیفوں پر تدبر کرو، اور کتابِ مبین (قرآن) پر غور کرو۔ اللہ نے تمہیں اس لئے تو پیدا نہیں کیا تھا کہ تم علم کے بغیر ہی لوگوں کو کافر قرار دو اور نرمی، حلم اور حسنِ ظنّ کی راہوں کو چھوڑ دو۔ اور مومنوں پر لعنتیں ڈالتے رہو۔ جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کے قول کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ کیا تمہیں مومنوں کی تکفیر کے لئے ہی پیدا کیا گیا تھا۔ یا (پھر) تم نے ہمارے سینوں کو چیر کر دیکھا ہے اور اِن میں ہمارے نفاق، ہمارے کفر اور ہمارے جھوٹ کو تم نے دیکھا ہے۔ سواے لوگو! توبہ کرو! توبہ کرو! اور شرم کرو اور اپنے خیالات میں غلوّ نہ کرو اور ضد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور گستاخی نہ کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقیناً وہ خیر المرسلین ﷺ کی اُمّت کو ضائع نہیں کرے گا۔ اُس نے لوگوں کو اِس لئے پیدا فرمایا ہے تا کہ وہ عبادت کریں۔

وأرسل الرسل ليعرفوا، وليحكُم
فيما اختلفوا، وبيّن الأحكام
ليطيعوا ويُوجَروا، وبعث
المجددين ليُذكّر الناس
ما ذهلوا، ودقّق معارفهم
ليُبتلوا، وليعلَم اللّٰه قومًا
أطاعوا وقومًا أعرضوا، وشرع
البيعة لأهل الطريقة ليتوارثوا
في البركات ويتضاعفوا،
وأوجب عليهم حسن الظن
ليجتنبوا طرق الهلاك
ويُعصَموا، وفتح أبواب التوبة ﴿۸۸﴾
ليُرحَموا ويُغفَروا، واللّٰه
أوسع فضلا ورحما وهو
أرحم الراحمين. وما كان لي
أن أفتري على اللّٰه، واللّٰه
يُهلك قوما ظالمين.

وإني سُمّيتُ عيسى ابن مريم بأحكام الإلهام، فما كان لي أن أستقيل من هذا المقام بعدما أقامني عليه أمر الله العلّام،

اور رسولوں کو بھیجا تا کہ وہ معرفت پیدا کریں اور تا کہ وہ (اللہ) ان کے اختلافی امور میں فیصلہ فرمائے۔ اور اُس نے تمام احکام کھول کھول کر بیان کر دیئے تا کہ وہ اطاعت کریں اور اجر پائیں۔ اور اُس نے مجدّدین کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو فراموش کردہ (تعلیم) یاد کرائے۔ اور اُن کو معارفِ دقیقہ عطا فرمائے تا کہ وہ تبتّل اختیار کریں اور تا کہ اللہ اطاعت کرنے والی قوم اور روگردانی کرنے والی قوم کو ظاہر کر دے۔ اور اُس نے اہل طریقت کے لئے بیعت کا نظام جاری کیا تا کہ وہ برکات کے وارث بنیں اور بڑھتے چلے جائیں۔ اور اُس نے ان پر حسنِ ظن واجب کیا تا کہ وہ ہلاکت کی راہوں سے اجتناب کریں اور محفوظ کئے جائیں۔ اور اُس نے توبہ کے دروازے کھول دیئے تا کہ اُن پر رحم کیا جائے اور وہ بخشے جائیں اور اللہ فضل و رحم میں بڑا وسیع ہے اور سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اور یہ میرے لئے ممکن نہیں کہ میں اللہ پر افترا باندھوں۔ اور اللہ ظالم قوم کو ہلاک کر دے گا۔

الہامی احکام کی رو سے میرا نام عیسٰی ابن مریم رکھا گیا ہے۔ اور میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں اِس عہدہ سے دستبردار ہو جاؤں بعد اس کے کہ علّام خدا کے حکم سے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا گیا ہے۔

وما أراه مخالفا لنصوص كتاب اللّٰه ولا آثار خير المرسلين. بل زلّتْ قدمكم، وما خشيتم ندمكم، وما رجعتم إلى القرآن، وما أمعنتم في الآثار حق الإمعان، وتركتم طرق الرشد والسدد، وملتم إلى التعصب واللدد، وغشِيتكم هوى النفس الأمّارة ، فما فهمتم معاني العبارة، و وفقتم موقف المتعصبين. يا حسرة عليكم إنكم تنتصبون لإزراء الناس، ولا ترون عيوب أنفسكم من خدع الخناس، وتمايلتم على الدنيا وأعراضها غافلين. واللّٰه إن جمع الدنيا والدين أمرٌ لم يحصل قط للطالبين، وإنه أشد وأصعب من نكاح حُرّتَين ومعاشرة ضرّتَين، لو كنتم متدبّرين.

اور میں اسے کتاب اللہ کی نصوص اور خیر المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف نہیں پاتا بلکہ تمہارا پاؤں پھسل گیا ہے۔ اور تمہیں اپنی ندامت کا بھی کچھ خوف نہیں۔ نہ تو تم نے قرآن کی طرف رجوع کیا ہے اور نہ ہی احادیث پر کَمَاحَقُّہٗ غور کیا ہے۔ تم نے رشد و راستی کی راہوں کو چھوڑ دیا ہے اور تعصّب اور جھگڑے کی طرف مائل ہو گئے ہو اور نَفْسِ اَمّارہ کی خواہشات نے تمہیں ایسا ڈھانپ لیا ہے کہ تم عبارت کے معانی کو سمجھ نہ سکے۔ اور تم نے متعصّبوں جیسا موقف اختیار کیا۔ ہائے تم پر افسوس کہ تم لوگوں کی تحقیر کے لئے تو ہر دم مستعد رہتے ہو لیکن شیطانی فریب کاری کے باعث تمہیں خود اپنے عیوب نہیں نظر آتے اور تم غافل ہو کر دنیا اور اس کے اسباب کی طرف مائل ہو گئے ہو۔ اور بخدا دنیا اور دین کا ایک جگہ جمع ہونا ایک ایسا امر ہے جو خواہش رکھنے والوں کو کبھی حاصل نہیں ہوا۔ اور یہ دو آزاد عورتوں کے ساتھ نکاح اور دو سوکنوں کے مل جل کر ساتھ رہنے سے کہیں مشکل اور کٹھن ہے۔ کاش تم اِس پر تدبّر کرتے۔

اعلموا أن لباس التقوٰی لا ينفع أحدًا من غير حقيقة يعلمها المولی، وما كلُّ سوداءَ تمرةً ولا كلّ صهباءَ خمرةً، وكم مِن مزوّر يعتلق برب العباد، اعتلاق الحرباء بالأعواد، لا يكون له حظ من ثمرتها، ولا علم من حلاوتها وكذلك جعل اللّٰه قلوب المنافقين؛ يصلّون ولا يعلمون ما الصلاة، ويتصدقون وما يعلمون ما الصدقات، ويصومون وما يعلمون ما الصيام، ويحجّون وما يعلمون ما الإحرام، ويتشهدون وما يعلمون ما التوحيد، ويسترجعون ولا يعرفون مَن المالك الوحيد، إنْ هم إلّا كالأنعام بل من أسفل السافلين. وأما عباد اللّٰه الصادقون، وعشّاقه المخلصون، فهم يصلون إلى لُبّ الحقائق، وذُهن الدقائق،

جان لو کہ تقویٰ کا لباس اُس حقیقت کے بغیر جسے صرف اللہ ہی جانتا ہے کسی کو فائدہ نہیں دے سکتا۔ ہر کالی چیز کھجور نہیں ہوتی اور نہ ہر سرخ مشروب شراب ہوتا ہے۔ اور کتنے ہی فریب کار ہیں جو ربّ العباد سے ایسے چمٹتے ہیں جس طرح گرگٹ درختوں سے چمٹا ہوتا ہے لیکن اُسے نہ تو اُس درخت کے پھل سے کچھ ملتا ہے اور نہ ہی اُسے اس پھل کی شیرینی کا علم ہے۔ اللہ نے منافقوں کے دلوں کو ایسا ہی بنایا ہے۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ نماز کی حقیقت کیا ہے؟ صدقہ دیتے ہیں لیکن صدقات کی حقیقت نہیں جانتے۔ روزے رکھتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ روزہ کی اصلیت کیا ہے۔ وہ حج کرتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ احرام کیا چیز ہے؟ وہ کلمہ شہادت پڑھتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ توحید کیا ہے اور وہ اِنّا لِلّٰہ پڑھتے ہیں لیکن وہ نہیں پہچانتے کہ مالکِ یگانہ کون ہے؟ وہ محض جانور ہیں بلکہ سب سے گھٹیا ترین مخلوق ہیں۔ اور جہاں تک اللہ کے صادق بندوں اور اُس کے مخلص عُشّاق کا تعلق ہے تو وہ حقائق کے مغز اور دقائق کے نچوڑ تک پہنچتے ہیں۔

ویغرس اللّٰہ فی قلوبھم شجرۃ عظمتہ ودوحۃ جلالہ وعزّتہ، فیعیشون بمحبتہ ویموتون لمحبتہ، وإذا جاء وقت الحشر فیقومون من القبور فی محبتہ. قوم فانون، ولِلّٰہ موجَعون، وإلی اللّٰہ متبتّلون، وبتحریکہ یتحرکون، وبإنطاقہ ینطقون، وبتبصیرہ یبصرون، وبإیمائہ یُعادون أو یُوالون. الإیمان إیمانھم، والعدم مکانھم، سُتِروا فی ملاحف غیرۃ اللّٰہ فلا یعرفھم أحد من المحجوبین. یُعرفون بالآیات وخرقِ العادات والتأییدات مِن ربّ یتولّاھم، وأنعمَ علیھم بأنواع الإنعامات. یدرکھم عند کل مصیبۃ، وینصرھم فی کل معرکۃ بنصر مبین. إنھم تلامیذ الرحمان، واللّٰہُ کان لھم کالقوابل للصبیان،

اور اللہ اُن کے دلوں میں اپنی عظمت اور جلال اور عزت کا شجرِ عظیم لگاتا ہے۔ پس وہ اُس کی محبت میں جیتے ہیں اور اس کی محبت میں ہی مرتے ہیں۔ اور جب حشر کی گھڑی آئے گی تب بھی وہ اُس کی محبت میں سرشار قبروں سے اُٹھیں گے۔ وہ فنا فی اللہ لوگ ہیں۔ وہ اللہ کی خاطر تکالیف برداشت کرتے ہیں اور انقطاع اِلی اللہ کرنے والے ہیں۔ اُس کے حرکت دینے پر وہ حرکت کرتے اور اُس کے بلائے بولتے ہیں۔ اور اُس کے دکھائے دیکھتے ہیں اور اُسی کے ایماء پر دشمنی یا دوستی کرتے ہیں۔ اصل ایمان تو اُنہی کا ایمان ہے۔ اور نیستی اُن کا مقام ہے۔ وہ اللہ کی غیرت کے پردوں میں ایسے مستور ہیں کہ کوئی محجوب شخص اُن کو پہچان نہیں سکتا۔ وہ نشانات، معجزات اور اس پروردگار کی تائیدات سے پہچانے جاتے ہیں جو اُن سے دوستی رکھتا ہے اور جس نے اُن پر مختلف النوع انعامات فرمائے۔ ہر مصیبت کے وقت وہ ان کی دستگیری فرماتا اور ہر معرکہ میں وہ فتحِ مبین کے ذریعہ ان کی مدد فرماتا ہے۔ وہ رحمٰن خدا کے شاگرد ہیں۔ اللہ اُن کے لئے ایسا ہی ہے جیسے بچوں کے لئے دائیاں۔

فیکون کل حرکتهم مِن ید القدرة، ومِن مُحرِّكٍ غاب من أعین البریّة، ویکون کل فعلهم خارقا للعادة، ویفوقون الناس في جمیع أنواع السعادة؛ فصبرهم کرامة، وصدقهم کرامة، ووفائهم کرامة، ورضائهم کرامة، وحلمهم کرامة، وعلمهم کرامة، وحیائهم کرامة، ودعائهم کرامة، وکلماتهم کرامة، وعباداتهم کرامة، وثباتهم کرامة؛ وینزلون من اللّٰه بمنزلة لا یعلمها الخلق. وإنهم قوم لا یشقی جلیسهم، ولا یُرَدُّ أنیسهم، وتجد ریّا المحبوب في مجالسهم، ونسیم البرکات في محافلهم، إن کنتَ لست أخشَمَ ومن المحرومین. وینزل برکات علی جدرانهم وأبوابهم وأحبابهم، فتراها إن کنتَ لستَ من قوم عمین. ﴿۸۹﴾

اُن کی ہر حرکت دستِ قدرت سے اور ایک ایسے محرک وجود (اللہ) کی طرف سے ہوتی ہے جو مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ اُن کا ہر فعل خارق عادت ہوتا ہے اور سعادت کی تمام قسموں میں وہ دوسرے لوگوں سے فائق ہوتے ہیں۔ اُن کا صبر کرامت، اُن کا صدق کرامت، اُن کی وفا کرامت، اُن کی رضا کرامت، اُن کا حلم کرامت، اُن کا علم کرامت، اُن کی حیاء کرامت، اُن کی دعا کرامت، اُن کے کلمات کرامت، اُن کی عبادات کرامت، اور اُن کا ثباتِ قدم کرامت ہوتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے مرتبے پر فائز ہوتے ہیں جس کو مخلوق نہیں جانتی۔ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں رہتا اور نہ ہی اُن کا محبوب دھتکارا جاتا ہے۔ تُو اُن کی مجالس میں محبوب کی خوشبو اور اُن کی محفلوں میں برکات کی بادِ نسیم کا کیف محسوس کرے گا۔ بشرطیکہ تو سونگھنے کی صلاحیت سے عاری اور محروموں میں سے نہ ہو۔ اور اُن کے در و دیوار پر اور اُن کے دوستوں پر برکات نازل ہوتی ہیں اور اگر تو اندھوں میں سے نہیں تو تُو ان برکات کو دیکھ لے گا۔

أيها النّاس قد تقطعت معاذيركم، وتبينت دقاريركم، وأقبلتم عليّ إقبالَ سفّاكٍ، ولكن حفظني ربّي من هلاك، فأصبحتُ مظفرًا ومن الغالبين. أيها النّاس. قد اعتديتم اعتداءً كبيرًا فاخشوا عليمًا خبيرًا، ولا تجعلوا أنفسكم بنَخِّها وجَخِّها كعِظام استخرجت مخّها، ولا تعثوا في الأرض معتدين. وإنّي امرءٌ ما أبالي رفعة هذه الدنيا وخفضها، ورفعها وخفضها، بل أحِنّ إلى الفقر والمتربة، حنينَ الشحيح إلى الذهب والفضة، وأتوق إلى التذلل توقانَ السقيم إلى الدواء، وذي الخصاصة إلى أهل الثراء، وأتوكل على اللّٰه أحسن الخالقين. وما أخاف حصائد ألسنة، وغوائل كلِمٍ مزخرفةٍ، ويتولاني ربي ويعصمني من كل شرّ ومن فتن المعاندين.

اے لوگو! تمہارے عُذر منقطع ہو چکے ہیں اور تمہارے قبیح جھوٹ ظاہر ہو گئے۔ اور تم سفّاک حملہ آور کی طرح میری طرف بڑھے۔ لیکن میرے ربّ نے مجھے ہلاکت سے بچا لیا۔ پس میں کامیاب اور غلبہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔ اے لوگو! تم نے بڑی زیادتی کی۔ اس لئے تم علیم اور خبیر خدا سے ڈرو۔ اور اپنے نفسوں کو میری مخالفانہ کوششوں میں اُن ہڈیوں کی طرح مت بناؤ جن سے اُن کا گُودا نکل چکا ہو۔ اور زیادتی کرتے ہوئے زمین میں تخریب کاری نہ کرو۔ اور میں ایک ایسا شخص ہوں جو اس دنیا کی سربلندی اور آسودگی اور دنیا کے عزت دینے اور اس کی خوشحالی کی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ فقر اور خاکساری کا ایسا دلدادہ ہوں جیسا ایک لالچی شخص سیم و زر کا دلدادہ ہوتا ہے۔ اور میں فروتنی کا ایسا شائق ہوں جیسے ایک مریض دوا کی طرف راغب ہوتا ہے اور حاجت مند اہلِ ثروت کی طرف۔ اور میں احسن الخالقین اللہ پر توکّل کرتا ہوں۔ میں بدگوئیوں اور پُرفریب باتوں کے ہولناک مصائب سے نہیں ڈرتا۔ میرا ربّ مجھے دوست رکھتا ہے اور وہ مجھے ہر شر اور معاندوں کے فتنوں سے بچاتا ہے۔

أيها النّاس لا تتبعوا مَن عادیٰ، وقوموا فرادیٰ فرادیٰ، ثم فكروا إن كنتُ على حق، وأنتم لعنتمونى وكذّبتمونى وكفّرتمونى وآذيتمونى، فكيف كانت عاقبة الظالمين؟ وما اقتبلتُ أمر الخلافة إلا بحُكم اللّٰه ذى الرأفة، وإنى بيدَى ربى الدابل، كصبيٍّ فى أيدى القوابل، وقد كنت محزونا من فتن الزمان، وغلبة النصارى وأنواع الافتنان، فلما رأى اللّٰه استطارةَ فَرَقى واستشاطةَ قلقى، ورأى أن قلبى ضجر، ونهر الدموع انفجر، وطارت النفس شعاعًا، وأُرعدت الفرائص ارتياعا، فنظر إلىّ تحننًا وتلطفًا، وتخيّرنى ترحما وتفضلا، وقال إِنِّى جَاعِلُكَ فِى الْأَرْضِ خَلِيفَةً، وقال أَرَدْتُّ أَنْ أَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ، فهٰذا كله من ربّى،

اے لوگو! اس شخص کی پیروی نہ کرو جس نے مخالفت کی اور فرداً فرداً کھڑے ہوکر سوچو کہ اگر میں حق پر ہوں اور تم نے مجھ پر لعنت کی، مجھے جھٹلایا، مجھے کافر ٹھہرایا اور مجھے دُکھ دیا تو پھر اِن ظالموں کا انجام کیا ہوگا؟ میں نے خود اپنی طرف سے نہیں بلکہ صرف مہربان خدا کے حکم سے اَمرِ خلافت کا آغاز کیا ہے۔ میں اپنے تربیت کرنے والے ربّ کے ہاتھوں میں ایسے ہی ہوں جیسے ایک بچہ دائیوں کے ہاتھوں میں۔ میں زمانے کے فتنوں، عیسائیوں کے غلبہ اور طرح طرح کے فتنوں کے باعث غمزدہ تھا۔ پس جب اللہ نے میری انتہائی گھبراہٹ اور شدت قلق دیکھا اور یہ دیکھا کہ میرا دل بے چین ہوگیا ہے اور آنسوؤں کا دریا بہہ نکلا ہے اور جان پر بن آئی ہے اور شدید گھبراہٹ سے اعصاب کپکپانے لگے ہیں تو اُس (اللہ) نے مجھ پر شفقت اور پیار کی نگاہ ڈالی۔ اور (اپنے) فضل و رحم سے مجھے منتخب فرمایا اور فرمایا کہ میں تجھے زمین میں خلیفہ بنا رہا ہوں۔ نیز فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں خلیفہ بناؤں۔ اس لئے میں نے آدم کو پیدا کیا سو یہ سب کچھ میرے پروردگار کی طرف سے ہے۔

فلا تحاربوا اللّٰه إن كنتم متقين. يفعل ما يريد، أأنتم تعجبون؟ وإني قبلتُ أني أذلُّ الناس وأني أجهَل الناس كما هو في قلوبكم، ولكن كيف أردّ فضل أرحم الراحمين؟ وما تكلمتُ قبلاً في هذا الباب، بل عندي شهادة من الآثار والكتاب، فهل أنتم تقبلون؟ أما ترون كيف بيّن اللّٰه وفاة المسيح، وصدّقه خيرُ الرسل بالتصريح، ورَدِفَهما تفسيرُ ابن عباس كما تعلمون. **أيها الناس** ثم أنتم تنكرون وتتركون قول اللّٰه ورسوله ولا تخافون، وتُكِبّون على لفظ النزول وتعلمون معناه من زُبر الأوّلين. وما قصّ اللّٰه عليكم قصّةً إلّا وله مثالٌ ذُكر في صحف السابقين. فكيف الضلال وقد خلت لكم الأمثال؟

پس اگر تم متقی ہو تو اللہ سے جنگ نہ کرو۔ وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ کیا تم تعجب کرتے ہو۔ مانا کہ جیسا تمہارے دلوں میں ہے کہ مَیں لوگوں میں سب سے حقیر اور سب سے کم علم ہوں۔ لیکن میں ارحم الراحمین کے فضل کو کیسے ردّ کر سکتا ہوں۔ اس بارے میں مَیں نے یہ بات بلا تحقیق نہیں کی بلکہ میرے پاس احادیث اور کتاب الٰہی (قرآن) کی شہادت موجود ہے۔ کیا تم اسے قبول کرتے ہو؟ کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا کہ کس طرح اللہ نے وفات مسیح کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور خیر الرسل (محمد ﷺ) نے اُس کی صراحت سے تصدیق فرمائی اور جیسا کہ تم جانتے ہو حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر نے ان دونوں (قرآن و حدیث) کی تائید کی۔ اے لوگو! پھر بھی تم انکار کرتے ہو اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے قول کو چھوڑتے ہو اور ڈرتے نہیں اور نزول کے لفظ پر ہی گرے پڑے ہو۔ حالانکہ تم اس کے معنی پہلے صحیفوں سے خوب جانتے ہو۔ اللہ نے تمہارے سامنے کوئی ایسی بات بیان نہیں کی کہ جس کی مثال گزشتہ صحیفوں میں مذکور نہ ہو۔ پھر یہ بے راہ روی کیسی؟ جبکہ تمہارے لئے یہ سب مثالیں گزر چکی ہیں۔

﴿۹۰﴾

أتـذرون سبـل الحق متعمدين؟ وقال اللّٰه ورزقكم في السماء، وأخبـركـم عـن نـزول الحديد والـلبـاس والأنـعام وكل ما هو تحتاجون إليه، وتعلمون أن هذه الأشياء لا تنـزل من السماء بل يـحدث في الأرضين. فما كان إلا إشـارة إلـى نـزول الأسباب الـمؤثـرة من الحرارة والضوء والـمـطر والأهوية، فما لكم لا تتـفكرون وتستعجلون؟ تعلمون ظاهر الأشياء وتنسون حقائقها وتـمـرون عـلـى آيـات اللّٰـه غـافـلـيـن. وإن كنتم في شك مـن قـولـي فانتظروا مآل أمري وإنـي مـعـكـم مـن المنتظرين. وكـم مـن عـلـوم أخفـاهـا اللّٰـه ابتـلاءً مـن عـنـده، فاعلموا أن السـرّ مـكـنـون، وما في يديكم إلا ظـنــون، فــلا تـكـفـرونـي لـظـنونكم يا معشر المنكرين.

کیا جان بوجھ کر تم حق کی راہوں کو چھوڑ رہے ہو؟ اللہ نے فرمایا ہے کہ تمہارا رزق، آسمان میں ہے۔ اور اُس نے لوہے، لباس اور مویشیوں اور تمام وہ چیزیں جن کے تم محتاج ہو اُن کے نزول کے متعلق تمہیں بتا دیا ہے اور یہ تم جانتے ہو کہ یہ سب اشیاء آسمان سے نازل نہیں ہوتیں۔ بلکہ زمین سے نکلتی ہیں۔ یہ تو صرف اسبابِ مؤثرہ از قسم حرارت، روشنی، بارش اور ہواؤں کے نزول کی جانب اشارہ ہے۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم غور و فکر نہیں کرتے اور جلد بازی کرتے ہو۔ تم اشیاء کے ظاہر کو جانتے ہو لیکن اُن کی حقیقتوں کو فراموش کر دیتے ہو۔ اور اللہ کے نشانات سے غفلت کرتے ہوئے گزر جاتے ہو۔ اگر تمہیں میری اس بات کے متعلق کوئی شک ہو، تو میرے بارہ میں انجام کا انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کروں گا۔ اور کتنے ہی ایسے علوم ہیں جنہیں اللہ نے اپنی طرف سے آزمائش میں ڈالنے کے لئے مخفی رکھا ہوا ہے۔ اس لئے جان رکھو کہ یہ راز بھی پوشیدہ ہے اور تمہارے پاس ظنون کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ لہٰذا اے منکروں کے گروہ! اپنے ظنوں کی بناء پر میری تکفیر مت کرو۔

انتھوا خيرًا لكم، وإني طبتُ نفسا عن كل ما تفعلون من الإيذاء والتحقير والتكذيب والتكفير، وما أشكو إلا إلى اللّٰه، بل لما بصرتُ بانقباضكم وتجلّى لي إعراضُكم، علمتُ أنه ابتلاء من ربي، فله العُتبى حتى يرضى، وهو أرحم الراحمين. فذكرتُ ربًّا جليلًا، وصبرتُ صبرًا جميلًا، ولكنكم ما اهتديتم، وظلمتم واعتديتم، قال اللّٰه لَا تَنَابَزُوا، فنبزتم، وقال لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ، فسخرتم، وقال يا عيسٰى إنّي مُتَوَفِّيكَ، فأنكرتم، وقال اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ، فظننتم وكفّرتموني ولعنتم، وقال لَا تَجَسَّسُوا، فتجسّستم، ثم صعّرتم وعبستم، وقال لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا

باز آ جاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ ایذاء، تحقیر، تکذیب و تکفیر کے جو بھی کام تم کرتے ہو، اس کو بطِیبِ خاطر قبول کرتا ہوں۔ میں اپنا شکوہ صرف اللہ کے حضور پیش کرتا ہوں۔ بلکہ جب میں نے تمہارے انقباض کو دیکھ لیا اور تمہاری بے رخی کھل کر میرے سامنے آ گئی تو میں نے جان لیا کہ یہ میرے ربّ کی طرف سے ایک آزمائش ہے۔ اصل رضا اُسی کی ہے کہ وہ راضی ہو جائے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ پس میں نے ربّ جلیل کو یاد کیا اور صبر جمیل کا مظاہرہ کیا۔ لیکن تم ہو کہ تم نے ہدایت نہ پائی۔ تم نے ظلم کیا اور زیادتی کی۔ اللہ نے تو یہ فرمایا تھا کہ کسی کے ناموں کو نہ بگاڑو، پھر بھی تم نے نام بگاڑے۔ اُس نے تو فرمایا تھا کہ کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اُڑائے پھر بھی تم نے مذاق اُڑایا۔ اُس نے یہ فرمایا تھا کہ اے عیسٰی! میں تجھے وفات دوں گا، پس تم نے اس کا انکار کیا۔ اُس نے فرمایا تھا کہ ظنّ سے بکثرت بچو۔ تم نے پھر بھی بدظنی کی اور مجھے کافر ٹھہرایا اور لعنت کی۔ نیز فرمایا، تجسّس نہ کرو، پھر بھی تم نے تجسّس کیا۔ پھر تم نے تکبر کیا اور چیں بجبیں ہوئے۔ اور اُس نے فرمایا کہ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا و قال وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا، فاغتبتم و كفّرتم، وما أراكم إلى هذا الحين منتهين. أنسيتم أَخْذَ الله وضغطةَ القبر، أو لكم براءة في الزبر، أو أُذِنَ لكم من الله رب العالمين. فكروا ثم فكروا، أتفتي قلوبُكم أن الله الذي يعينكم عند كل تردُّد هو أقوَى مثلَ هذا الزمان عن مجدد؟ وقد كنتم تستفتحون من قبل، فلما جاء نصر الله صرتم أول المعرضين. ولويتم عني عِذاركم، وأبديتم ازوراركم، وصرفتم عني المودّة، وبدلتم بالبغض المحبة، وذاب حسن ظنكم واضمحلّ، ورحل حبّكم وانسلّ، وصرتم أكبر المعادين.

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا[1] اورفرمایا کہ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا[2] پھر بھی تم نے غیبت کی اور تکفیر کی۔ اور اس وقت تک میں نے تمہیں باز آنے والا نہیں پایا۔ کیا تم نے اللہ کی گرفت اور قبر کی تنگی کو فراموش کر دیا ہے۔ یا تمہارے لئے صحیفوں میں بریّت کی کوئی ضمانت ہے، یا اللہ ربّ العالمین کی جانب سے تمہیں کھلی اجازت ہے۔ سوچو اور بار بار سوچو! کیا تمہارے دل فتویٰ دیتے ہیں کہ وہ اللہ جو ہر تردّد کے موقع پر تمہاری اعانت فرماتا ہے وہ اس جیسے پُرفتن زمانے کو مجدّد سے خالی رکھے گا جبکہ اس سے پہلے تم فتح کی دعا کرتے تھے۔ پھر جب اللہ کی نصرت آ گئی تو سب سے پہلے تم اِعراض کرنے والے بن گئے۔ اور تم نے مجھ سے بے رُخی کی اور اپنے انحراف کا اظہار کیا۔ اور مودّت کا رُخ مجھ سے پھیر دیا اور محبت کو بغض میں بدل دیا اور تمہارا حُسنِ ظن پگھلتے پگھلتے ناپید ہو گیا۔ تمہاری محبت کوچ کر گئی اور چپکے سے کھسک گئی۔ اور تم سب سے بڑے عداوت کرنے والے ہو گئے۔

[1] تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ (الحجرات:۱۳)
[2] تم ایسے شخص کو جو تمہیں سلام کرتا ہے، یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ (النّسآء:۹۵)

فلما رأيتُ إعراض التزوير وانتهاء الأمر إلى التكفير، علمتُ أن مخاطبتي بهذه الإخوان مجلبة للهوان، فوجهتُ وجهي إلى أعزّة العرب والمتفقهين. وإني أرى أنهم يقبلونني ويأتونني ويعظّمونني، فسرَّني مرأى هذه الوجوه المباركة، ودعاني التفاؤل بتلك الأقدام المبشرة إلى أن عمدت لتنميق بعض الرسائل في عربي مبين. فهمَمتُ لنفع تلك الإخوان بأن أكتب لهم بعض أسرار العرفان، فألفتُ "التحفة"[۱] و"الحمامة"[۲]، و"نور[۳] الحق" و"الكرامة"[۴]، ورسالة "إتمام[۵] الحجة" وهذه "سِرّ[۶] الخلافة"، وفيها منافع للذين وردتُ منهم مورد الكافرين. وأرجو أن يغفر ربي لكل من يأتيني كالمقترفين المعترفين.

پھر جب میں نے یہ پُر فریب اِعراض دیکھا اور دیکھا کہ یہ معاملہ تو تکفیر کی حد تک پہنچ گیا ہے تو میں نے سمجھ لیا کہ اس قسم کے دوستوں سے مخاطب ہونا سراسر رسوائی کا باعث ہے۔ پھر میں نے عرب کے معززین اور اہل دانش کی طرف اپنی توجہ کی۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ مجھے قبول کریں گے، میرے پاس آئیں گے اور میری تعظیم کریں گے۔ چنانچہ ان مبارک چہروں کی دید نے مجھے خوشی بخشی اور نیک شگونی نے اِس مسرت بخش اقدام کی مجھے اتنی ترغیب دلائی کہ میں نے بلیغ
﴾۹۱﴿ عربی میں بعض رسائل رقم کرنے کا تہیہ کر لیا۔ تب میں نے ان بھائیوں کے فائدہ کے لئے یہ ارادہ کیا کہ اُن کے لئے بعض اسرارِ معرفت تحریر کروں۔ پس میں نے تحفة بغداد، حمامة البشرَى، نور الحق، كرامات الصادقين اور رسالہ اتمام الحجة اور یہ سرّ الخلافة تالیف کیں۔ اور ان کتابوں میں اُن لوگوں کے لئے بہت فوائد ہیں جنہوں نے مجھے کفر کا مورد ٹھہرایا ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ میرا ربّ ہر اُس شخص کو بخش دے گا جو اپنے گناہ کے ارتکاب کا اعتراف کرتے ہوئے میرے پاس آئے گا۔

ألا تنظرون وما بقي مِن حُلل الدين إلا أطمارًا مخرَّقة، وما مِن قصره إلا أطلالا محرَّقة، وكُنا مُضغة للماضغين. أتعجبون مِن أن اللّٰه أدركَكم بفضله ومنّته، وما أضاحَكم عن ظل رحمته؟ أكانت لهذا الزمان حاجة إلى دجال، وما كانوا محتاجين إلى نصرة ربّ فعّال؟ ما لكم كيف تخوضون؟ أين ذهبت قوة غور العقل وفهم النقل، وأين رحلت فراستكم، وأى آفة نزلت على بصيرتكم، أنكم لا تعرفون وجوه الصادقين والكاذبين؟ وقد لبثتُ فيكم عُمُرًا من قبله أفلا تعقلون؟ وإن رجلا يبذل قواه وكل ما رزقه الله وآتاه، لإعانة مذهب يرضاه، حتى يُحسب أنه أهله وذراه،

کیا تم دیکھتے نہیں کہ دین کے لبادے محض بوسیدہ چیتھڑے ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور اُس کا محل صرف جلے ہوئے کھنڈرات کی شکل میں باقی رہ گیا ہے اور ہم دشمنوں کے لئے تر نوالا بن گئے ہیں۔ کیا تم اِس پر حیران ہو کہ اللہ اپنے فضل و احسان سے تمہاری مدد کے لئے آ گیا ہے اور اُس نے تمہیں اپنے سایۂ رحمت سے محروم نہیں کیا۔ کیا اس زمانے کے لئے دجّال کی ضرورت تھی۔ اور وہ ربِّ فَعَّال کی نصرت کے محتاج نہ تھے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کن باتوں میں پڑے ہوئے ہو؟ تمہاری قوت متفکرہ اور منقولات کے فہم کا ملکہ کہاں چلا گیا؟ اور تمہاری فراست کہاں کوچ کر گئی؟ اور تمہاری بصیرت پر ایسی کون سی اُفتاد آن پڑی کہ تم صادقوں اور کاذبوں کے چہرے پہچان نہیں رہے۔ اس سے پہلے میں نے تم میں عمر کا ایک (لمبا عرصہ) گزارا ہے کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ ایک شخص جو اپنی تمام توانائیاں اور جو کچھ اُسے اللہ نے عطا فرمایا ہے اور عنایت فرمایا ہے وہ اُس کے پسندیدہ مذہب کی اعانت کے لئے صَرف کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کا حقیقی اہل اور ماویٰ و ملجا شمار کیا جاتا ہے۔

وقد رأيتم مواساتي للإسلام، وبَذْلَ جهدي لملّة خير الأنام، ثم لا تبصرون. وعرضتُ عليكم كل آية قُبُلًا، ثم لا تنظرون. وإني جئتكم لأُنجيكم من مكرٍ مُرمِضٍ وروعٍ مُومِضٍ، ثم أنتم لا تفكرون. وعزوتم إليّ ادعاء النبوة، وما خشيتم اللّٰه عند هذه الفرية، وما كنتم خائفين. ولا تفهمون مقالي، وتحسبون أُجاجًا زلالي، ولا تعقلون. وكيف يفهم الأسرار الإلهية مَن سدل ثوب الخيلاء، وعدل عن الحق بجذبات الشحناء، ورضي بالجهلات، ومال إلى الخزعبلات، وأعرض عن الصراط كالعمين؟

وتقولون إعراضا عن مقالتي، وإظهارًا لضلالتي، إن الملائكة ينزلون إلى الأرض بأجسامهم

اسلام کے لئے میری غمخواری اور ملّتِ خیر الانام کے لئے میری (پیہم) مساعی کو تم دیکھ چکے ہو۔ لیکن پھر بھی بصیرت سے کام نہیں لیتے۔ اس سے پہلے بھی میں نے ہر نشان تمہارے سامنے پیش کیا۔ لیکن پھر بھی تم غور نہیں کرتے۔ اور بے شک میں تمہیں تکلیف دہ فریب اور لرزہ طاری کرنے والے خوف سے نجات دینے کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ پھر بھی تم غور و فکر نہیں کرتے۔ تم نے میری طرف نبوت (مستقلّہ) کا دعویٰ منسوب کیا ہے اور یہ افتراء کرتے وقت تم اللہ سے نہ ڈرے اور تم ڈرنے والے ہی نہیں۔ تم میری بات نہیں سمجھتے اور میرے آبِ زلال کو کڑوا خیال کرتے ہو اور عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور وہ شخص اسرارِ الٰہیہ کو کیسے سمجھ سکتا ہے جو متکبر ہو، بغض و کینہ کے جذبات کی وجہ سے حق سے ہٹا ہوا اور جاہلانہ باتوں پر راضی ہو اور خرافات کی جانب مائل ہو اور اندھوں کی طرح صراط (مستقیم) سے اعراض کر رہا ہو۔

میری بات سے اعراض اور میری گمراہی کا اعلان کرتے ہوئے تم کہتے ہو کہ زمین پر فرشتے اپنے جسموں سمیت اُترتے ہیں۔

ويُـقْـوُون أمـاكـنَ مـقـامهـم، ويتـركـون السمـاوات خـالية، وربـمـا تـمـرّ عليهم بـرهة من الـزمـان لا يـرجـعون إلى مكان، ولا تـقـرَبونـه☆ لتـمـادى الوقت علٰى وجه الأرض لإتمام مهمات نـوع الإنسـان، ويـضيعون زمان السـفـر بـالبـطـالة كـما هو رأى شيـخ البـطـالة؛ وإنه قال فى هذا الباب مجملا، ولكن لزمه ذلك الفساد بداهة، فإن الذى محتاج إلـى الـحـركة لإتمام الخطة، فلا شك أنـه مـحتـاج إلى صرف الـزمـان لـقطع المسافة وإتمام الـعـمـل الـمـطـلـوب مـن هذا السـفـر ذى الشـأن، فـالحاجة الأُولٰـى تـوجـب وجـود حـاجة ثـانية، فهـذا تصرُّف فى عقيدة إيـمانية. ثم من المحتمل أن لا يـفـضُـل وقــت عـن مـقصـود، ويبـقى مقصـود آخر كموء ود؛

اپنے مقامات کو خالی کر دیتے اور آسمانوں کو خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بسا اوقات اُن پر زمانے کا کچھ عرصہ گزر جاتا ہے اور وہ اپنی جگہ پر واپس نہیں جاتے اور بنی نوع انسان کی مہمّات کی تکمیل کی خاطر سطح زمین پر لمبا وقت صَرف ہو جانے کی وجہ سے وہ اپنے مکان کے قریب نہیں جاتے اور سفر کے زمانے کو یونہی بیکار ضائع کر دیتے ہیں جیسا کہ شیخ (محمد حسین) بٹالوی کا خیال ہے۔ اُس نے اِس بارے میں اجمالاً کہا ہے لیکن یہ فساد بدیہی طور پر اُسی کے ساتھ لازم ہے۔ کیونکہ وہ وجود جو کسی مہم کی تکمیل کے لئے حرکت کا محتاج ہو تو بلا شبہ وہ اِس اہم سفر میں فاصلہ طے کرنے اور اُس مطلوبہ عمل کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے وقت کو صرف کرنے کا بھی محتاج ہوگا کیونکہ پہلی حاجت دوسری حاجت کے وجود کو مستلزم ہے۔ ایسا کرنا تو ایمانی عقیدے میں بے جا مداخلت ہے۔ پھر اس کا بھی تو احتمال ہے کہ ایک مقصد کو پورا کرنے سے وقت نہ بچے اور دوسرا مقصد ایک زندہ درگور کی طرح پڑا رہ جائے۔

☆ هذا سهو الناسخ والصحيح "يقربونه". (الناشر)

فانظر ما يلزم من المحذورات وذخيرةِ الخزعبلات، فكيف تخرجون من عقيدة إيمانية إلى التصرفات والتصريحات، وأنتم تعلمون أن وجود الملائكة من الإيمانيات، فنزولهم يشابه نزول اللّٰه فى جميع الصفات. أيقبل عقلٌ إيمانيٌّ أن تخلو السماوات عند نزول الملائكة ولا تبقى فيها شیء بعد هذه الرحلة؟ كأنّ صفوفها تقوضت، وأبوابها قُفلت، وشؤونها عُطّلت، وأمورها قُلّبت، وكل سماء ألقت ما فيها وتخلّتْ. إن كان هذا هو الحق فأَخرِجوا مِن نصٍّ إن كنتم صادقين. ولن تستطيعوا أن تخرجوا ولو متم، فتوبوا واتقوا اللّٰه يا معشر المعتدين. اعلموا أن الدراية والرواية توأَمانِ،

پس دیکھو اس سے کتنے خطرات اور خرافات کے انبار لازم آتے ہیں۔ پس تم ایک ایمانی عقیدے سے نکل کر تصرفات اور تصریحات کی طرف کس طرح جا سکتے ہو۔ اور یہ تو تم
﴿۹۲﴾ جانتے ہو کہ ملائکہ کا وجود ایمانیات میں سے ہے۔ پس اُن (فرشتوں) کا نزول اپنی تمام صفات میں اللہ کے نزول کے مشابہ ہے۔ کیا ایمان رکھنے والی عقل یہ قبول کر سکتی ہے کہ فرشتوں کے نزول کے وقت تمام آسمان خالی ہو جائیں اور ان میں ان کے اس سفر پر روانہ ہونے کے بعد کچھ بھی باقی نہ رہے گویا کہ اِن کی صفیں پراگندہ ہو گئیں اور اُن کے دروازوں پر تالے پڑ گئے۔ اور اُن کے افعال معطل ہو گئے اور اُن کے امور اُلٹ پلٹ ہو گئے اور ہر آسمان نے جو اُس میں موجود ہے اُس کو باہر نکال دیا اور خالی ہو گیا۔ اگر یہی حق ہے تو کوئی نصّ پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اگر تم مر بھی جاؤ پھر بھی تم اس نصّ کو ہرگز پیش کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ پس اے ظالموں کے گروہ! توبہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ اور جان لو کہ درایت اور روایت توام ہیں۔

فَمَن لا یراھما بنظر واحد فیقع فی ھوۃ الخسران، ویُضیع بضاعۃ العرفان، ثم بعد ذلک یُضیع حقیقۃ الإیمان ویلحق بالخاسرین. ومن خصائص دیننا أنہ یجمع العقل مع النقل، والدرایۃ مع الروایۃ، ولا یترکنا کالنائمین. فنسأل اللّٰہ تعالٰی أن یُعطینا حقائق الإیمان، ویُوطننا ثری العرفان، ویرزقنا مَرْأی الجِنان بأنوار الجَنان، ویُمْطِیَنا قَرَا الإذعان، لنقتریَ قِری مرضات رب الرحمٰن، ونتخیم بالحضرۃ ونسلی عن الأوطان ونُغلِّس غادیًا إلٰی مرضاۃ المَولٰی، ونحفِد إلٰی ما ھو أنسب و أولٰی،

اس لئے جو ان دونوں کو ایک نظر سے نہیں دیکھتا تو وہ گھاٹے کے گڑھے میں گرتا ہے اور عرفان کے سرمایہ کو ضائع کر دیتا ہے۔ پھر وہ اِس کے بعد ایمان کی حقیقت کو بھی ضائع کر دے گا اور نقصان پانے والوں میں شامل ہو جائے گا۔ ہمارے دین کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ عقل کو نقل کے ساتھ اور درایت کو روایت کے ساتھ جمع کرتا ہے اور ہمیں خوابِ غفلت میں پڑے رہنے والوں کی طرح نہیں رہنے دیتا۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان کے حقائق عطا کرے۔ عرفان کی خاک کو ہمارا وطن بنائے اور دل کے انوار کے ذریعہ ہمیں جنت کے نظّاروں سے شاد کام کرے۔ اطاعت کی پیٹھ پر سوار کرے تا کہ ہم رضائے ربّ رحمان کی ضیافت سے فیضیاب ہوں اور درگاہِ الٰہی میں خیمہ زن ہوں اور اپنے وطنوں کو بھول جائیں اور خوشنودیِ مولیٰ کی خاطر صبح صبح منہ اندھیرے سفر اختیار کریں۔ اور ہر اُس چیز کی طرف جو زیادہ مناسب اور زیادہ بہتر ہو، تیزی سے دَوڑ کر جائیں

ونخترق في مسالك العرفان، وننصلت في سِكَكِ حُبِّ الرحمٰن، ونأوی إلی حصون وثيقة، ومَغانٍ أنيقة من صول الشياطين، باتباع النبیّ الأمّیّ خاتم النّبيّين .

اللّٰهم فصلّ وسلّمْ عليه إلٰی يوم الدّين وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمين.

☆

اور عرفان کی راہوں کو طے کرتے چلے جائیں اور خدائے رحمٰن کی محبت کے کوچوں میں تیز بھاگ کر ایک دوسرے سے آگے بڑھیں اور نبی امّی خاتم النبیّین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کر کے، شیطانوں کے حملے سے بچنے کے لئے مضبوط قلعوں اور خوش منظر مکانوں میں پناہ لیں۔

اے اللہ! جزا وسزا کے دن تک تو آنحضرت پر درود وسلام بھیج۔ ہماری آخری پکار یہ ہے کہ ہر حقیقی حمد اللہ ہی کو زیبا ہے جو تمام کائنات کا پروردگار ہے۔

☆

بقلم احقر عباد اللّٰہ الاحد غلام محمد الامرتسری من المریدین لحضرۃ المسیح الموعود والمھدی المسعود ادام اللّٰہ برکاتھم وقد فرغت من ھٰذا فی ۱۴ / جولائی ۱۸۹۴ء یوم السبت.

☆

کاتب احقر عباد اللہ الاحد غلام محمد امرتسری یکے از مریدان حضرت مسیح موعود و مھدی مسعود ادام اللہ برکاتھم

اس کو لکھ کر ۱۴/ جولائی ۱۸۹۴ء بروز ہفتہ فارغ ہوا۔

☆

القصیدۃ لِلمُؤلّف

نَفۡسِی الۡفِدَاءُ لِبَدۡرٍ هَاشِمِیٍّ عَرَبِیۡ وَدَادُهٗ قُرَبٌ نَاهِیۡكَ عَنۡ قُرَبِ

میری جان فدا ہو اس کامل چاند پر جو ہاشمی عربی ہے۔ آپ کی محبت قربتوں کا ایسا ذریعہ ہے جو تجھے باقی قربت کے ذرائع سے بے نیاز کر دینے والا ہے

نَجَّا الۡوَرٰی مِنۡ كُلِّ زُوۡرٍ وَّ مَعۡصِيَةٍ وَمِنۡ فُسُوۡقٍ وَّمِنۡ شِرۡكٍ وَّمِنۡ تَبَبِ

آپ نے مخلوق کو ہر جھوٹ اور گناہ سے اور فسق سے، شرک سے اور ہلاکت سے بھی نجات دی

فَنُوِّرَتۡ مِلَّةٌ كَانَتۡ كَمَعۡدُوۡمٍ ضُعۡفًا وَّ رُجِمَتۡ ذَرَارِی الۡجَآنِّ بِالشُّهُبِ

پس منور ہو گئی وہ ملّت جو ضعف میں معدوم کی طرح تھی۔ اور شیطان کی ذریّت شہابوں سے سنگسار کی گئی

وَزَحۡزَحَتۡ دُخۡنًا غَشّٰى عَلٰى مِلَلٍ وَسَاقَطَتۡ لُؤۡلُؤًا رَطۡبًا عَلٰى حَطَبِ

اور اس ملّت نے ان تاریکیوں کو دور کر دیا جو قوموں پر چھائی ہوئی تھیں اور سوکھی لکڑیوں پر تروتازہ موتی برسا دیئے

وَنَضَّرَتۡ شَجَرَ ذِكۡرِ اللّٰهِ فِیۡ زَمَنٍ مَحۡلٍ يُمِيۡتُ قُلُوۡبَ النَّاسِ مِنۡ لَعِبِ

اور اس ملّت نے ذکر اللہ کے درخت کو شاداب کر دیا ایسے خشک سالی کے زمانے میں جو لوگوں کے دلوں کو کھیل کود سے مردہ کر رہا تھا

فَلَاحَ نُوۡرٌ عَلٰى اَرۡضٍ☆ مُكَدَّرَةٍ حَقًّا وَّمُزِّقَتِ الۡاَشۡرَارُ بِالۡقُضُبِ

پس ایک نور تاریک زمین (دلوں) پر یقینی طور پر ظاہر ہوا اور کاٹنے والی تیز تلواروں سے اشرار پارہ پارہ کر دیئے گئے

وَمَا بَقٰى اَثَرٌ مِنۡ ظُلۡمٍ وَّبِدۡعَاتٍ بِنُوۡرِ مُهۡجَةِ خَيۡرِ الۡعُجۡمِ وَالۡعَرَبِ

اور ظلم اور بدعات کا کوئی نشان عرب و عجم میں سے بہترین شخص کی جان کے نور کی وجہ سے باقی نہ رہا

وَكَانَ الۡوَرٰی بِصَفَاءِ نِيَّاتٍ مَعَ رَبِّهِمُ الۡعَلِیۡ فِیۡ كُلِّ مُنۡقَلَبِ

اور مخلوق نیّتوں کی صفائی کی وجہ سے اپنی ہر حالت میں اپنے بلند شان والے رب کے ساتھ ہو گئی

لَهٗ صَحۡبٌ كِرَامٌ رَّاقَ مِيۡسَمُهُمۡ وَ جَلَّتۡ مَحَاسِنُهُمۡ فِی الۡبَدۡءِ وَالۡعَقِبِ

آپ کے بزرگ صحابی ہیں جن کے فضائل دلکش ہیں۔ اور ان کی خوبیاں ابتدا اور آخر میں شاندار ہیں

لَهُمۡ قُلُوۡبٌ كَلَيۡثٍ غَيۡرِ مُكۡتَرِثٍ وَ فَضۡلُهُمۡ مُسۡتَبِيۡنٌ غَيۡرُ مُحۡتَجِبِ

ان کے دل ایک بے پرواہ شیر کی طرح ہیں اور ان کا کمال ظاہر ہے، چھپا ہوا نہیں

☆ اَیۡ عَلٰی قُلُوۡبٍ۔

وَقَدْ اَتَتْ مِنْهُ فِیْ تَفْضِیْلِهِمْ تَتْرًا مِنَ الْاَحَادِیْثِ مَا یُغْنِی مِنَ الطَّلَبِ

اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان کے فضائل کے بارے میں تواتر کے ساتھ ایسی حدیثیں آتی ہیں جو مزید تفتیش سے بے نیاز کردیتی ہیں

وَقَدْ اَنَارُوْا کَمِثْلِ الشَّمْسِ اِیْمَانًا فَاِنْ فَخَرْنَا فَمَا فِی الْفَخْرِ مِنْ کَذِبِ

اور وہ سورج کی طرح ایمان سے روشن ہو گئے۔ پس اگر ہم ان پر فخر کریں تو اس فخر میں کوئی جھوٹ نہیں

فَتَعْسًا لِّقَوْمٍ اَنْکَرُوْا شَانَ رُتْبِهِمْ وَلَا یَرْجِعُوْنَ اِلٰی صُحُفٍ وَّلَا کُتُبِ

پس بُرا ہوا ان لوگوں کا جنہوں نے ان کے مرتبہ بلند شان کا انکار کردیا اور وہ قرآن کریم اور کتب (حدیث) کی طرف رجوع نہیں کرتے

وَلَا خُرُوْجَ لَهُمْ مِّنْ قَبْرِ جَهْلَاتٍ وَلَا خَلَاصَ لَهُمْ مِّنْ اَمْنَعِ الْحُجُبِ

اور ان کے لئے جہالتوں کی قبر سے نکلنا ممکن نہیں اور نہ انہیں سخت ترین پردوں سے چھٹکارا ممکن ہے

وَالْیَوْمَ تَسْخَرُ بِالْاَحْبَابِ مِنْ قَوْمٍ وَتَبْکِیَنْ یَوْمَ جِدِّ الْبَیْنِ بِالْکُرَبِ

آج تُو قوم کے دوستوں کا مذاق اڑا رہا ہے۔ اور یقینی جدائی کے دن تُو دکھوں کے ساتھ ضرور روئے گا

وَمَنْ یُّؤْثِرَنْ ذَنْبًا وَّلَمْ یَخْشَ رَبَّهٗ فَلَا الْمَرْءُ بَلْ ثَوْرٌ بِلَا ذَنَبِ

اور جو شخص گناہ کو پسند کرے اور اپنے ربّ سے نہ ڈرے تو وہ آدمی نہیں ہے بلکہ بغیر دُم کے بیل ہے

اُنْظُرْ مَعَارِفَنَا وَانْظُرْ دَقَائِقَنَا فَعَافِ کَرَمًا اِنْ اَخْلَلْتُ بِالْاَدَبِ

تو ہمارے معارف کو بھی دیکھ اور دقائق کو بھی دیکھ اگر (تیرے نزدیک) میں نے ادب میں کچھ خلل اندازی کی ہے تو از راہِ کرم درگزر فرما

وَاَعَانَنِیْ رَبِّیْ لِتَجْدِیْدِ مِلَّةٍ وَاِنْ لَّمْ یُعِنْ فَمَنْ یَّنْجُوْمِنَ الْعَطَبِ

اور میرے ربّ نے مجھے تجدید دین کے لئے مدد دی ہے اور اگر وہ مدد نہ کرے تو ہلاکت سے کون نجات پا سکتا ہے

وَقُلْتُ مُرْتَجِلًا مَّاقُلْتُ مِنْ نَّظْمٍ وَقَلَمِیْ مُسْتَهِلُّ الْقَطْرِ کَالسُّحُبِ

اور جو نظم میں نے کہی ہے فی البدیہ کہی ہے اس حال میں کہ میرا قلم بادلوں کی طرح بارش لانے والا ہے

وَکَفَا لَنَا خَالِقٌ ذُوالْمَجْدِ مَنَّانٌ فَمَالَنَا فِیْ رِیَاضِ الْخَلْقِ مِنْ اَرَبِ

ہمارے لئے خدائے خالق و بزرگ و محسن کافی ہے پس ہمیں مخلوق کے باغوں کی کوئی حاجت نہیں ہے

وَقَدْ جَمَعَ هٰذَا النَّظْمُ مِنْ مُلَحٍ وَّمِنْ نُّخَبٍ بِیُمْنِ سَیِّدِنَا وَنُجُوْمِهِ النُّجُبِ

اور یقیناً اس نظم نے دلکش معانی اور عمدہ نکتے بطفیل برکت ہمارے سردار ﷺ اور آپ کے نجیب ستاروں (اصحاب) کے جمع کرلئے ہیں

وَاِنِّیْ بِاَرْضٍ قَدْ عَلَتْ نَارُ فِتْنَتِهَا وَالْفِتَنُ تَجْرِیْ عَلَیْهَا جَرْیَ مُنْسَرِبِ

اور میں ایسے ملک میں ہوں جس میں اس کے فتنہ کی آگ بلند ہوئی اور فتنے اس میں اس طرح چل رہے ہیں جس طرح تیز رفتار پانی چلتا ہے

وَمَنْ جَفَانِیْ فَلَا یَرْتَاعُ تَبْعَتَهُ بِمَا جَفَا بَلْ یَرَاهُ اَفْضَلَ الْقُرَبِ

اور جو شخص مجھ پر ظلم کرتا ہے وہ اس ظلم کے انجام سے نہیں ڈرتا بوجہ اس ظلم کے جو اس نے کیا بلکہ اسے بڑی فضیلت والا قرب سمجھتا ہے

فَاَصْبَحَتْ مُقْلَتَیْ عَیْنَیْنِ مَاءُ هُمَا یَجْرِیْ مِنَ الْحُزْنِ وَ الْاَلَمِ وَ الشَّجَبِ

(میری) دونوں آنکھوں کے دو ڈیلوں کی یہ حالت ہو گئی کہ غم، دکھ اور رنج سے ان دونوں کا پانی جاری تھا

اُرْجِلْتُ ظُلْمًا وَّ اَرْضُ حِبِّیْ بَعِیْدَةٌ فَیَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ فَوْقَ الرَّحْلِ وَ الْقَتَبِ

میں ظلم سے پیادہ پا کر دیا گیا جب کہ میرے محبوب کی سرزمین دور ہے۔ کاش کہ مَیں اونٹ کے کجاوے اور پالان پر سوار ہوتا

فقط